الجمال والکمال

تفسیر سورۂ یوسف

تصنیف

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ

غلام رسول مہر

المکتبۃ الرحمانیہ ۱۲۔ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

AsliAhleSunnet.com

الجمال والکمال

تفسیر سورۂ یوسف

تصنیف

علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری علیہ الرحمۃ

مقدمہ

غلام رسول مہر

★

المکتبۃ الرحمانیہ ۱۲۔اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

AsliAhleSunnet.com

الرّحمة المُهداة المعروف به سیرت سرورِ کائنات

تفسیرِ سورہ یوسف

المسمّٰی بہ

الجمال والکمال

از

علّامہ قاضی محمّد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

مُصنّف

رحمۃ للعالمین ، الصّلوٰۃ والسّلام ، برہان ، استقامت ، معراج المومنین وغیرہا

ناشر

المکتبۃ الرحمانیہ

۱۲- اے شاہ عالم مارکیٹ ، لاہور ،

AsliAhleSunnet.com

جملہ حقوق بحق ورثا مصنف رح محفوظ ہیں

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱

تصنیف .. .. علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رح

مقدمہ .. .. مولانا غلام رسول مہر

طابع .. .. محی الدین سلفی

مطبع .. .. اشرف پریس لاہور

ناشر .. .. المکتبہ الرحمانیہ لاہور

قیمت مجلد .. .. ..

تاریخ اشاعت .. .. جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ
اکتوبر ۱۹۶۲

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للہ تفسیر سورۃ یوسف المسمی بہ "الجمال والکمال" مصنفہ علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ پیش خدمت ہے۔

یہ تفسیر آج سے چالیس سال پیشتر مصنف علیہ الرحمۃ نے خود چھپوائی تھی۔ اس کے بعد یہ دوبارہ طبع نہ ہو سکی۔ اور ایک عرصہ تک نایاب رہی۔ جو لوگ علامہ موصوفؒ کی تصنیفات کے شائق تھے۔ وہ اس کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ اس کی نایابی نے دوبارہ وہ خلا پیدا کر دیا جو اس کی طباعت سے پیشتر تھا۔ اور اس منفرد نوعیت کی تفسیر کی اس وقت شدید ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس کتاب کی طباعت کی توفیق بخشی۔ اگر اس کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو المکتبۃ الرحمانیہ لاہور اسے ہدیہ ناظرین کرنے کے قابل نہ ہوتا۔

راقم الحروف کو قرآن حکیم کی اس حقیر سی خدمت کی طرف توجہ استاذ محترم مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیفؔ نے دلائی۔

جب علامہ موصوف کے پوتے جناب عبد الباقی صاحب قدسی کی طرف رجوع کیا گیا تو آپ نے نہ صرف اس کتاب کی طباعت کی بخوشی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ علامہ موصوفؒ کی دوسری تصنیفات کو سلیقے سے شائع کرنے کے بارے میں حوصلہ افزائی فرمائی۔

حالات کی اس سازگاری نے ہماری کمر ہمت بندھائی اور ہم نے اللہ کا نام لے کر اس کی طباعت کے لئے دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ سو نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

اردو میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر بکثرت موجود ہیں۔ یہ صرف سورہ یوسف کی تفسیر ہے۔ لیکن علامہ موصوفؒ نے جس طرح اس کے مشکل مقامات کا حل اور ان کی تشریحات کی ہیں ان سے قرآن مجید کے کئی دوسرے مشکل مقامات کا حل ہو گیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

علامہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے جہاں تبحر علمی اور مصنفانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا وہاں آپ عقیدہ سلف سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ آپ نے اس تفسیر کو احادیث صحیحہ اور آثار سلف کی روشنی میں لکھا ہے۔

علامہ موصوفؒ کی کتب کو چار دانگ عالم میں شہرت ملنے کی وجہ آپ کا خلوص ہے چنانچہ اس تفسیر میں بھی آپ کا مخلصانہ رنگ بہت نمایاں ہے۔ اور جس سورہ کی تفسیر اس کے جائے نزول یعنی مکۃ المکرمہ اور ایام حج میں لکھی گئی ہو۔ اسے قبولیت کیوں نہ حاصل ہو۔ اس تفسیر کی مزید خصوصیات یہ ہیں۔

- آپ نے عربی الفاظ کی تشریح نہایت عمدگی سے کر دی ہے۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کا جغرافیائی وسیاسی پس منظر بھی بیان کر دیا ہے۔
- کتاب کا ایک حصہ عربی زبان کی خصوصیات پر مشتمل ہے۔
- یہ تفسیر قدیم وجدید سب طبقوں کے لئے اپیل کرتی ہے۔

کتاب کے مقدمہ کے بارے میں میری نگاہِ انتخاب جناب مولانا غلام رسول صاحب مہر پر پڑی۔ جب آپ سے درخواست کی گئی تو آپ نے اسے بخوشی شرفِ قبولیت بخشا میں مولانا موصوف کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے عدیم الفرصتی اور کاموں کے ہجوم کے باوجود مجھے مایوس نہ کیا۔ بلکہ ایک مبسوط مقدمہ لکھ کر شائقین علم کی رہنمائی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی میں اپنے محترم استاد مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس کتاب کی طباعت کے بارے میں مجھے اپنے مخلصانہ مشوروں سے نوازا۔

میں علامہ موصوف کے پوتے جناب عبدالباقی صاحب کا بھی شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے علامہ موصوف کی کتابوں کی طباعت کے بارے میں اشاعتی اور افادۂ عام کے پہلو کو زیادہ پیشِ نظر رکھا اور اس کے لئے مجھے پوری فراخدلی سے اجازت مرحمت فرمائی۔

آخر میں مجھے اپنے مخلص بھائی جناب مولانا محمد سلیمان صاحب انصاری مصری شاہ لاہور کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے اپنا ذاتی نسخہ مجھے اس کام کے لئے دیا اور اس میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار بھی دے دیا۔

ان کے علاوہ جن جن احباب نے جس جس نوعیت سے میرے ساتھ اس کام میں تعاون فرمایا ہے میں ان سب حضرات کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

AsliAhleSunnet.com

اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

کچھ باتیں ہم اپنے قارئین سے خصوصیت سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ المکتبۃ الرحمانیہ لاہور کی یہ پہلی پیش کش ہے۔ جسے ہم پورے اہتمام سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

۲۔ ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ کتاب کو کتابت وطباعت کے لحاظ سے معیاری رکھیں، لیکن بایں ہمہ بشری کام سہو سے خالی نہیں ہوتے۔ اس لئے مطالعہ کنندگان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اغلاط کی نشان دہی فرمائیں ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔ اور طبع ثانی میں انھیں درست کر لیا جائے گا۔

۳۔ اس کتاب کی طباعت میں ہم نے اشاعتی پہلو کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ پھیلے اور اس سے خلائق کثیر مستفید ہو۔ اب یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے حلقہ اثر میں اور دوست واحباب میں اس کتاب کو روشناس کرائے تاکہ اس کا فائدہ عظیم سے عظیم تر ہو جائے۔ اور ساتھ ہی ہماری بھی ہمت افزائی ہو اور ہم آیندہ زیادہ سے زیادہ مفید خدمات انجام دے سکیں۔

طالب خیر

محی الدین سلفی

ناظم المکتبۃ الرحمانیہ لاہور

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء

AsliAhleSunnet.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین کتاب الجمال والکمال

مضمون	صفحہ
عرض ناشر	
مقدمہ (مولانا غلام رسول مہر	
فصل اول ۳۳ تا ۶۱	
حروف مقطعات قرآنی بامعنی ہیں	۳۷
حصر معانی دشوار ہے	"
سورتیں جن کا آغاز مقطعات سے ہوا	"
لفظ سورت کے لغوی معانی اور وجہ تسمیہ	"
وہ حروف جو مقطعات میں آئے	"
وہ حروف جو مقطعات میں نہیں آئے	"
لفظ آیت کے معانی	۳۸
قرآن پاک کے متعلق چار وعدے	۳۹
قرآن کو کتاب کہنے کی وجہ اول	۴۰
وجہ دوم	"
وجہ سوم	"
قرآن پاک کن وجوہ سے مبین ہے	"
اسم قرآن کے معنی	"
اس معنی میں پیشگوئی مضمر ہے	۴۱
کتاب و قرآن کا آیت واحد میں اجتماع	"
قرآن کا عربی ہونا اہل عرب پر احسان ہے	۴۱
قرآن کا عربی ہونا اہل عالم پر احسان ہے	"
آخری کتاب کی زبان	"
کیا کوئی زبان جدید ہوتی	۴۲
کیا کوئی یوروپین زبان	"
ایس۔ پی۔ سکاٹ نے یوروپین السنہ کا منبع عربی کو بتایا	"
ابراہیم علیہ السلام کی رائے کو تقدم	"
اسمٰعیل علیہ السلام متعدد السنہ کے فاضل تھے	"
انہوں نے عربی کو علمی زبان بنایا	"
زندہ رہنے والی زبان	۴۳
کتب سابقہ کی السنہ کا فقدان	"
عربی میں حیات و نمو کی طاقت	"
زبان عربی کی وسیع الحدود مملکت	"
انسانی طاقت سے مافوق حالت	"
اولڈ انگلش اور عربی قدیم	۴۴
قرآن مجید اور ۱۳ صدیاں	"
ایس۔ پی۔ سکاٹ کی رائے عربی پر	"
عربی کا نثر و نظم و موسیقی میں کامل العیار ہونا	"

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
عربی صرف و نحو مکمل ہے	۴۴
عربی مصدر کے تین حروف	"
ایک مصدر سے ۶ مصادر	۴۵
خاص خاص معنی کے لئے خاص خاص حروف	"
حرف میم کی خصوصیات	"
حرف الف کی خصوصیات	۴۶
اعراب کا اثر معانی پر	"
حرکات کی طاقتیں	"
حروف و حرکات کا تعلق معانی سے	۴۷
معانی کا تعلق حروف و حرکات سے	"
علامہ ابن جنی کا قول	"
علامہ ابن تیمیہؒ	"
صرف کبیر - ایک لفظ کی ۱۲۰ شکلیں	۴۸
اشتقاق صغیر	"
اشتقاق اوسط	"
اشتقاق کبیر	"
خاصیت ابواب	"
لفظ واحد کے معانی کثیرہ	"
معنی واحد کے لغات کثیرہ	"
کثرت و قلت الفاظ اور تمدن	۴۹
عربی عجمی سب السنہ سے کم	"
مخارج و ادای صوت اور عربی عجمی	"
عربی مستقل زبان ہے	"
توحید خالص اور زبان خالص	"

مضمون	صفحہ
عقل کی ضرورت	۴۹
احسن القصص	۵۰
نبی صلعم کی رغبت کن مسائل پر تھی	"
قرآن مجید اور استدلال واقعات بشری	"
اسم یوسف کا عربی ترجمہ	"
مختصر سوانح یوسفؑ	۵۱
توصیف یوسفؑ بزبان نبویؐ	"
۱۱ تاروں کی روایت	"
سورج کا نام شمس کیوں ہے	"
شمس مونث سماعی کیوں ہے	"
چاند کا نام قمر کیوں	۵۲
ہلال و قمر و بدر	"
سجدہ کی حقیقت لغوی و شرعی	"
خواب یوسف کیوں تعبیر طلب تھا	"
لفظ ساجدین کی وجہ	"
احادیث میں خواب کے متعلق چند آداب	۵۳
خواب کی قسم اول	۵۴
" قسم دوم	"
" قسم سوم	"
مبشرات رویائے صادقہ	۵۵
۱/۴۶ حصہ نبوت کے معنی	"
انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں	"
سیدنا ابراہیم کا ایک خواب	"
ماذا ترٰی میں لطافت معنی	"

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سیدنا محمد رسول اللہ کا ایک خواب	۵۵	آیت میں علیم وحکیم لانے کی خوبی	۶۱
ہر دو خوابات میں عدم تاویل	۵۶	فصل ۶۲ تا ۶۹	
خواب یوسف اور ضرورت تاویل	״		
اخوۃ۔ اور اخوان میں فرق	״	عناد کا آغاز	۶۲
آل کے معنی	۵۷	برادران یوسف کے نام	״
اضافت آل بڑے شخص کی طرف	״	برادران یوسف ہرگز نبی نہ تھے	״
آل بننے کے لیے قرابت نسب ضروری نہیں	״	ابن حزم۔ ابن کثیر وخازن	״
قرابتی داخل آل ہوتے ہیں	۵۸	کتاب الفصل	״
آل نبی کے لئے ایمان وعمل صالح کی ضرورت	״	آیات للسائلین کی پیش گوئی	״
دفع ضرر۔ کی تدبیر ضروری ہے	״	واقعات مصر وکنعان مکہ ومدینہ میں	״
حسد کی برائی	״	۱۰ البطون، قریش۔ اعداء رسولؐ	״
ابلیس کی حسد سے تباہی	״	بنو نی یا بن یامین	۶۴
حاسد کو موقعہ حسد نہ دو	״	بن یامین کا مختصر ترجمہ	״
خواب یوسف سے تین نتائج	״	اہلبیت	״
اجتباء کی بحث	״	فرزندان اسرائیل کا الزام غلط تھا	״
نعمت کے لغوی معنی اور استعمال	۵۹	فعل التفضیل میں واحد ومافوق	״
قرآن مجید ومعنی نعمت	״	تقسیم غیر مساوات پر نبی صلعم کا ارشاد	״
نعمت سے کیوں نبوت مراد ہوئی	״	اخوۃ یوسف وبدویت	״
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا درجہ	۶۰	محمد حنیفہ کی حکایت	״
یعقوب کا حسن ادب	״	امامین حسنین علیہما السلام کا درجہ	״
آل الرجل میں خود اس شخص کی شمولیت	۶۰	مسلم اور مسئلہ اہلبیت	۶۵
صحیحین میں الفاظ درود	۶۱	قرآن اور مسئلہ اہلبیت	״
مفعول وفعیل کے اسماء اور فرق معانی	״	نبی کریم صلعم احب الخلق ہیں	״
اسم الٰہی کا مدلول آیت سے تعلق	״	غصہ کا اطلاق	״

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
خود رائے و اطاعت	۶۶
تحسین عمل اپنی رائے سے	"
نیک مقصد کے لئے عمل بد	"
گناہ بامید توبہ	۶۷
قیاس اور عمل صالح	"
عمل صالح کی تعریف	"
مسئلہ توبہ اور اعتراض	"
گناہ و جہالت - توبہ و عجلت	۶۸
روبن مانع قتل	"
مدار اعمال نیت پر ہے	۶۹
فصل حوالگی یوسف کی بابت برادران یوسف کی درخواست	۶۹ تا ۸۱
الدین النصح	۶۹
خلوص اور حدیث نبوی	"
عدو امس کا استعمال	"
برادرانِ یوسف کا اندازِ کلام	"
جواب یعقوبؑ اور تہذیب کلام	۷۰
غفلت اور خطرناک نتائج	۷۱
جدال لفظی	"
عمر یوسف چاہ میں گرانے کے وقت	"
قرآن - لفظ واحد - معانی کثیرہ	۷۲
ایجاز کلام کا نمونہ	"
لایشعرون کا تعلق	"
قتادہ سید المفسرین	"

مضمون	صفحہ
افعال انسانی والطافِ رحمانی	۷۲
رحمت ربانیہ کا جوش	"
مومن کے لغوی و شرعی معنی	۷۳
گل کاری کا کرتہ	"
روایت ابن عباسؓ	"
قول ابناءِ یعقوبؑ کے کاذب ہونے کے قرائن	۷۴
صبرِ جمیل واستعانت باللہ	"
قرآن کے ۹۰ مقامات میں تعلیم صبر	"
صبر کی ۱۶ نوعیں قرآن مجید میں	"
صبر کرنے کا حکم	"
نہی از بے صبری	۷۵
صابرین اور معیت الٰہی	"
صابرین اور محبت ربانی	"
صبر کی افضلیت	"
صبر پر بے حساب اجر	"
نصرت اہل صبر	"
اہل صبر ہی اہل عزیمت ہیں	۷۶
اہل صبر اور حظوظ عظیمہ	"
صبر اور رسائی مطلوب	"
صبر اور امامت	"
صبر اور مقامات دیگر	"
صبر و شکر پر حدیث صحیح	"
قرآن اور تعلیم صبر کے ۱۶ طریقے	"
حقیقت صبر	[illegible]

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
صبر اور انواع ثلثہ	۷۷
استعانت باللہ کی تعلیم	"
مدار ایمان استعانت باللہ پر ہے۔	"
سورہ الحمد کا بار بار نماز میں پڑھا جانا	۷۸
اللہ کے بندہ کی شناخت	"
وارد کا نام	۷۹
عربی میں بچہ کے لئے مختلف لغت	"
شروہ کی ضمیر	۸۰
بھائیوں نے یوسف ؑ کو فروخت نہ کیا تھا	"
زہد کے لغوی معنی اور حدیث	۸۱
زہد کے اصطلاحی معنی	"
امام زہری کا قول	"
اسلامی زہد اور ہندوانی جوگ	"
یوسف ؑ کو مصر لے جانے والے	"
چاہ میں رہنے کی مدت	"
فصل داخلہ مصر۔ عشق اور مصیبت	۸۲ تا ۱۶۱
عزیز مصر کا نام اور منصب	۸۲
زلیخا نام کسی معتبر کتاب میں نہیں	"
مصر کی وجہ تسمیہ	"
مصر کا محل وقوع	"
حدود اربعہ مصر	۸۳
وضع طبیعی مصر	"
مساحت مصر	"
آبادی مصر	"

مضمون	صفحہ
اہرام مصر	۸۳
ابوالہول	"
مصر کے پہاڑ	"
دریائے نیل	۸۴
طول	"
نیل کے سرچشمے مسلمانوں نے دریافت کیے	"
نیل کے معاون دریا	"
نیل کی شاخیں	"
نیل کے مختلف نام	"
کمی و افزونی نیل کی تاریخیں	۸۵
نیل اور باکرہ کی بھینٹ	"
عمر فاروق کا اس رسم کو بند کرنا	"
فرمان امیر المؤمنین بنام نیل	"
حسن و جمال مصر	۸۶
ملکہ کالیوپیٹرا	"
مصر کا ذکر قرآن پاک میں	"
فتح مصر کی پیشین گوئی حدیث میں	"
مصر اور مصاہرت انبیاء	"
مصر اور ولادت انبیاء	۸۷
مصر اور داخلہ انبیاء	"
قرآن پاک اور مومنین مصر	"
مصر اور تاریخ اسلام	"
سفیر نبوی اور شاہ مصر کی گفتگو	"
مقوقس کا انجام	"

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
تعداد لشکر اسلام بوقت فتح مصر	۸۸
چار اصحابہ - کہ ہر ایک ان میں سے ہزار مرد کے برابر سمجھا جاتا ہے	۸۹
امارت بنو امیہ	"
خلافت عباسیہ	"
دولت طولونیہ	"
دولتِ اخشیدیہ	"
دولت عبیدیون	"
دولت ایوبیہ	"
دولت ممالیک	"
دولت چراکسہ	"
خلافت عثمانیہ	"
دولت خدیویہ	"
مصر کے مشہور شہر	"
القاہرہ	"
جامع ازہر	"
اسکندریہ کا کتب خانہ	۹۰
ابوالفرج یہودی کا افتراء	"
تعداد کتب شاہد بر کذب ہے	"
قصبہ سویز	"
نہر سویز اور لاگت	"
عمرو بن العاص کا خط امیر المؤمنین کے نام	۹۱
لاش فرعون اور اعلام قرآنی	۹۲
قبہ امام شافعیؒ	۹۳

مضمون	صفحہ
مزار راس حسین رضؓ	۹۳
خرید و فروخت غلامان بعہدِ قدیم	"
پولوس اور تائید غلامی	"
غلام جو امام بنے	"
غلام جو بادشاہ بنے	"
اسلام اور اصلاح غلامی	"
رسم تبنیت	۹۴
تبنیت قدرت کی گستاخی ہے	"
تبنیت کا کڑوا پھل	"
عورت کی بدنیتی اصل و نقل میں فرق	"
یوسف و موسیٰ علیہما السلام اور مسئلہ تبنیت	۹۵
اسلام اور نسخ تبنیت	"
تمکین یوسفؑ	"
خلافت راشدہ اور تمکین	"
عزیز کے گھر میں یوسف کی مختاری	۹۶
اللہ تعالیٰ کے عجیب کام	"
جوانی یوسفؑ اور مختلف اقوال	"
اسلام و سنہ و سال بلوغ	۹۷
اعطاء و اتیاء میں فرق	"
حدیث میں معنی احسان	"
یوسفؑ کا ہر معنی میں محسن ہونا	"
اَلَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا کا اسلوب کلام	۹۸
اور عورت پر احسان	"
یوسفؑ پر احسان	۹۹

AshAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
سایۂ عرش بیوم قیامت	۹۹
اوصافِ حدیث یوسفؑ میں جمع تھے	״
ارتکاب فواحش اور تدابیر فساق	۱۰۰
ہَیْتَ لَکَ کے معنی صحیح بخاری	״
انّہٗ ربّی کی ضمیر کا مرجع	״
زانی ظالم ہوتا ہے	״
زنا ظلم بر خود ہے	״
زنا خاندان زانی پر ظلم ہے	۱۰۱
زنا زانیہ پر ظلم ہے	״
زنا خاندان زانیہ پر ظلم ہے	״
زنا شوہر زانیہ پر ظلم ہے	״
زنا ہونے والے شوہر پر ظلم ہے	״
زنا مولود پر ظلم ہے	״
زنا ملک و قوم پر ظلم ہے	״
وَلَقَدْ ہَمَّتْ بِہٖ وَہَمَّ بِہَا کے معنی	۱۰۲
بعض معانی کا عقل و شرع کے مخالف ہونا	״
روایتوں کا بے سرو پا ہونا	״
ان روایتوں میں تضاد اور تناقض ہے۔	״
امام ابن حزم کی تفسیر	״
فخر رازی نے اتباع کیا	״
ابوحاتم و ابوعبیدہ کی تائید	۱۰۳
بیضاوی کا اعتراض	״
رازی کا جواب	״
ایک اور معنی	״

مضمون	صفحہ
بہٖ اور بہا کے مرجع	۱۰۳
کشاف اور معنی ہمّ	״
ہمّت بہٖ کے معنی از احمد بن یحییٰ ثعلب	״
آیت کا صاف ترجمہ	۱۰۴
نظم قرآن سے استدلال	״
برہان۔ مادی و غیر مادی پر اطلاق	۱۰۵
لَوْلَا کا جواب محذوف	״
برہان رب اور ضعف روایات	״
کعب قرظی	״
معنی برہان اور ابن حزم	״
وعظ یوسفی برہان رب تھا	۱۰۶
سوٗء و فحشاء کا فرق	״
عبد من جانب اللہ پیارا خطاب ہے	״
معراج نبوی اور خطاب عبد	״
اخلاص کے لغوی معنی	״
اخلاص کے شرعی معنی	״
اخلاص و صدق میں فرق	۱۰۷
اخلاص و صدق میں ترتیب	״
قرآن اور تاکید اخلاص	״
خواجہ فضیل عیاض و معنی اخلاص	״
اخلاص پر حدیث قدسی	״
بلاغت قرآنی اور یوسفؑ کا مخلص ہونا	״
یوسف علیہ السلام کا بھاگنا	۱۰۸
کورتہ کا پھٹنا آخری دروازہ کے قریب تھا	״

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
قد اور قط میں فرق لغوی	۱۰۹
سیّد کے معنی	″
امراۃ العزیز کے لونڈی ہونے کا مظنہ	″
زوجین میں تساوی و تشاکل ضروری ہے	″
لونڈی سے جواز نکاح	″
اس نکاح کی شروط	″
ارادہ کے معنی لغوی	۱۱۰
امراۃ العزیز نے کس معنی میں لفظ ارادہ کا استعمال کیا	″
باھلک کہنے کا مدعا	″
عورت کا پلٹی کھانا	″
عبرتِ فساق	″
عشق شہوانی مبدل بانتقام شیطانی	″
مرثد رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۱۱
مرثد کو عناق سے نکاح کی اجازت نہ ملی	″
آیت الزَّانِی لَا یَنْکِحُ پر نوٹ	″
لفظ شہادت کے معنی	۱۱۳
کیا شاہد یوسف شیر خوار تھا	″
اس روایت کا صحیحین کے خلاف ہونا	″
اقوال تابعین و عمر شاہد	″
شاہد عورت کا حمائتی تھا	″
حمایت بے جا میں بار ثبوت کا الٹنا	″
الزام بروئے تعزیرات ہند	″
فقدان شہادت اور استدلال بقرائن	۱۱۴
فیصلہ جات علی مرتضیٰ رض و عمر فاروق رض	″

مضمون	صفحہ
قاضی شریح و کعب و ایاس کا ذکر	۱۱۴
اِنَّ کَیْدَکُنَّ شوہر زن کا مقولہ ہے	″
اس مقولہ کے وقت شوہر زن کی حالت	″
قرآن میں مسلم مرد و عورت کے فضائل	″
قرآن میں مومنہ عورتوں کی مدح	″
قول عزیز مصر اور عورتوں کی تذلیل	۱۱۵
قدیم عیسائیوں میں عورت کا درجہ	″
یوسف علیہ السلام کا حلم	۱۱۶
شاہد عورت کی حمایت نہ کر سکا	″
مکائد شیطانی پر تقویٰ و خشیت کی فتح	″
نصرت الٰہ۔ گناہوں سے بچنے والوں کے ساتھ	″

فصل ۱۱۶ تا ۱۲۶

مضمون	صفحہ
تعئین نسوہ کی ضرورت نہیں	۱۱۶
مدنی و مدینی کا فرق	۱۱۷
زنان مصر نے محبت غلام کا طعنہ دیا	″
با ایمان عورتوں کی مدح	″
معنیٔ مکر۔ مکر و غیبت کا تعلق	″
متکا کے معنی عکرمہ سے	۱۱۸
چھری کانٹے سے کھانے کا رواج	″
حسن یوسف و بائیبل	″
حسن یوسف و حدیث	″
انسان یا فرشتہ	″
انسان کو فرشتہ کہنا تعریف نہیں	″
صاغر کے معنی از راغب	۱۱۹

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
امرأۃ العزیز کی فتح عورتوں پر	۱۱۹	قبولیت بشکل دیگر	۱۲۴
عصمت یوسف پر عورت کا اقرار	"	سمیع العلیم	"
امرأۃ العزیز کی پست فطرتی	"	معنی سمیع	"
ہوائے نفسانی کی ناپائداری	"	جہمیہ واہل بدعت	"
محبت لذت	۱۲۰	معنی علیم	"
محبت نفع	"	قرآن میں پیش گوئیاں اور علم	"
محبت خیر	"	خلافت راشدہ کی پیش گوئی	"
معصیت ومصیبت کا مقابلہ	"	علم الٰہی ماضی وحال واستقبال	"
صبا کی وجہ تسمیہ	"	علم الٰہی بر جزئیات وکلیات	"
مصیبت اور رجوع الی اللہ	"	حرف ثم	۱۲۶
معصیت ومصیبت	۱۲۱	بے گناہی یوسف کی نشانات	"
لاحول ولاقوۃ کی معنی	"	اہل دنیا کا جھوٹا غرور	"
قول یوسف علیہ السلام پر غور	"	امرائے مصر کے جابرانہ اختیارات	"
مبادیات زنا کی حرمت	"	مصائب انبیاء اور ان کا راضی بقضا ہونا	"
غیر محرم سے ترک پردہ	۱۲۲	**فصل ۱۲۶ تا ۱۲۸**	
استجابت دعا	"	خمر کے لغوی معنی	۱۲۷
قبولیت دعائے نوح علیہ السلام	"	مے کے لغوی معنی ۔ ابتدا	"
ادعیہ ابراہیم علیہ السلام	"	جمشید کے عہد کا قصہ	"
دعائے ایوب علیہ السلام	"	جام جم کی حقیقت	"
دعائے یونس علیہ السلام	"	شراب امُّ الخبائث ہے	"
دعاء موسیٰ علیہ السلام	"	حرمت شراب پر حدیث مسلم	"
دعاء زکریا علیہ السلام	"	حکم حرمت خمر ۔ عمل مسلمین	۱۲۸
دعاء والدہ مریمؑ	۱۲۳	پولوس اور اجازت شراب	"
دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	"	انگور بمعنی خمر	[illegible]

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
یوسف علیہ السلام اور انتظام زندان	۱۲۸	انبیاء اور رد شرک	۱۳۲
قیدیوں کے خواب	״	شرک منافی فضیلت انسانی ہے	״
فصل جیل میں تبلیغ ۱۲۸ تا ۱۴۰		مشرکین کے شرک کی چیزیں	״
		شرک کی تعریف	״
خاصان ربانی کا شیوۂ تبلیغ	۱۲۸	شرک کی دو بڑی نوعیں	״
یوسف علیہ السلام اور مواقع تبلیغ	״	ہندوستانی مسلمانوں میں شرک	۱۳۳
تبلیغ کی تدابیر	۱۲۹	ہندوستان کے مسلمانوں میں شرک	״
قیدی اور خوراک	״	عدم تدبر قرآن	״
تمہید تبلیغ اور فوائد	״	اسلوب کلام	״
تعلیم الٰہی	۱۳۰	صاحبی السجن کی بلاغت	۱۳۴
اثبات پر تقدم نفی	״	پٹھانوں کی قوم جو ارباب کہلاتی ہے	״
کلمہ لا الٰہ الا اللہ	״	مختلف اسماء کو رب بنا لیا گیا	״
ایمان بر قیامت	״	واحد حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے	״
اقرار توحید کے ساتھ اقرار نبوت	״	جملہ مخلوق کی پیدائش دو چیزوں سے ہے	״
لفظ ملّت کا عام و خاص استعمال	״	ستار کے معنی	״
ابراہیم علیہ السلام کا مختصر حال	۱۳۱	بہت ٹھاکر یا واحد اللہ	״
مہاجر - مجاہد - بانی کعبہ	״	بطلان شرک پر دوسری آیت	״
محمود - عالم - ناسک - مناظر	״	لفظ سلطان پر بحث	״
مناظر ہونا	״	اولین سلطان	״
غزوات ابراہیمی	״	فرضی دیوتاؤں اور دیویوں کی نفی	۱۳۵
اسحٰق علیہ السلام کا مختصر حال	״	مشرک اپنے معبود خود بناتے ہیں	۱۳۶
اسم یعقوب کے معنے	״	جواز شرک پر کوئی دلیل نہیں	״
یعقوب علیہ السلام کا مختصر حال	״	حکم دہی صرف اللہ ہی کا کام ہے	״
شرک کی اجازت کسی کو بھی نہیں	״	اللہ نے توحید کا حکم دیا	״

AhlAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
اقرار نماز میں اور پھر انکار	١٣٦
دین القیم	١٣٧
سچے مذہب کے اصول	"
وعظ یوسفی اور توحید	"
مسلمان اپنے دل کی جانچ کرے	"
مسلمانوں کی جھوٹی تاویلیں	١٣٨
"ربہ" کہنے کی وجہ	"
صلیب	"
عیسائیت اور صلیب	"
قرآن اور نفی تصلیب مسیح	"
متھرازم اور شکل صلیب	١٣٩
قسطنطین اور علامات بت پرستی	"
تصلیب کا رواج قدیم	"
یورپ قبل از عیسائیت سورج پرست	"
حسن مصاحبت یوسفؑ	"
انبیاء کے اخلاق کریمہ	"
عیب سامنے نہ جتاؤ	"
تعبیر خواب ۔ بائیبل اور اسلامی روایات	١٤٠
تعبیر تین دن بعد پوری ہوئی	"
خواب ربیعہ اور تعبیر فاروقؓ	"
مسند احمدؒ کی حدیث دوبارہ تعبیر	"
فصل تدبیر رہائی ١٤٠ تا ١٤٦	
ظن کے متضاد معنی اور محل استعمال	١٤١

مضمون	صفحہ
تدبیر یوسفی	١٤١
ضابطہ اپیل	"
اپنی بہبود و سود کی تدبیر	"
سنت یوسفی سبق آموز ہے	"
ایک حدیث کی تضعیف	"
قرآن و ترک تدبیر	١٤٢
قوانین کونیہ و اسباب	"
بیان اسباب و طرق قرآن	"
دو حدیثوں کا ذکر	"
طاعون اور فاروق و امین الامت	١٤٣
عمل تدبیر خلاف تقدیر نہیں	"
اہل توکل کون ہیں ۔	"
فعل یوسف سنن ہدیٰ سے تھا	"
جنگ احد و بدر ۔ احزاب و حنین کی تدابیر	"
ترک تدبیر توکل نہیں	"
ساقی کی فراموش کاری	"
شراب کا اثر بد	"
اَنْسَاهُ الشَّیطٰن کی ضمیر	١٤٤
ائمہ اسلام اور بائیبل	"
تضعیف روایت متعلق ضمیر	"
آیات سے استدلال	"
عزیز ۔ امراۃ العزیز کو رہائی سے لاپرواہی	"
بضع سنین	"
سورہ روم میں بضع سنین	"

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
صدیق و ابیٔ خلف کی مناسبت	۱۴۵
شرط اور صدقہ	〃
جواز سود پر غلط استدلال	〃
چار دلائل	〃
مسلمانوں کی سقیم الحالی	〃
سود دینا موجب سقیم الحالی ہے	۱۴۶
قیام بیت المال کی ضرورت	〃
علماء کرام کی توجہ درکار ہے	〃
فصل خواب شاہ و رجوع یوسف	۱۴۶ تا ۱۵۲
خواب شاہ	۱۴۶
نام شاہ و خاندان	〃
فرعون یوسفؑ و فرعون موسیٰؑ	〃
معنی تعبیر	〃
مصر قدیم اور پرستش گاؤ	〃
خواب کیوں دہشت انگیز تھا	〃
اہل دربار باتونی تھے	〃
ساقی کا درجہ اور طبیعت	۱۴۸
درباروں کے اکثر لوگ	〃
معنی صدیق	۱۴۹
ابراہیم صدیق	〃
ابوبکر صدیق	〃
جاء بالصدق وصدق	〃
صفت صدق	〃
تفاوت درجات صدق	۱۴۹
صادق	〃
صدوق	۱۵۰
صدیق	〃
صفات صدیق از شاہ ولی اللہؒ	〃
ابوبکر کا صدیق ہونا	〃
ثانی اثنین ہونا	۱۵۱
خود غرض لوگ	〃
تعبیر یوسف	۱۵۲
مصر میں سبب قحط	〃
خواب سے بڑھ کر تعبیر	〃
پندرھویں سال کا حال	۱۵۳
یوسفؑ کے اعلیٰ اوصاف	〃
فصل عدالتانہ تحقیقات	۱۵۳ تا ۱۶۳
یوسفؑ کی طلبی اور انکار	۱۵۳
عدالتانہ تحقیقات کا مطالبہ	〃
یوسف کے اوصاف حزم دوربینی	〃
عورتوں کا متفقہ بیان	۱۵۵
امراۃ العزیز کا اقبال جرم	〃
امراۃ العزیز کا قول تا غفور الرحیم ہے	〃
مفسرین نے دو اقوال بتلائے	۱۵۶
خلش سینہ	〃
فراء نحوی کا قول	〃

AshAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قرینہ صارفہ کی عدم موجودگی	۱۵۶	فوطی فار - و فوطی فرع	۱۶۰
علامہ ابن تیمیہؒ	//	ہر دو میں وجوہ امتیاز	//
علامہ ابن کثیرؒ	//	مثنٰی اور فرائیم کے معانی	//
مجاہد و ابن عباس رضی اللہ عنہما	۱۵۷	امراۃ لوط و نوح علیہما السلام	//
تفسیر ماوردی	//	دنیا میں عذاب	//
لیعلم کا فاعل	//	امراۃ العزیز کی اخلاقی صورت	۱۶۱
ضمائر دیگر	//	نیک دل لوگوں کی باتیں	//
اقبالِ جرم اور تعجب	//	عشق نفسانی و حبّ ایمانی	//
فطرت انسانی اور اقبالِ جرم	//	مہاجرات و انصاریات کی حبّ ایمانی	//
اقبال سے اثبات عصمت یوسفی	۱۵۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن مردانہ	//
ہمّ بہا کے غلط معنی کی تغلیط	//	حدیث جابرؓ	//
آثار اور وَنہ پر نظر ثانی	//	حدیث ربیعؓ	۱۶۲
نفس کی تعریف	//	حدیث انسؓ	//
جہل و علم - ظلم و عدل	۱۵۹	اسلام اور واقعہ امراۃ العزیز	//
نفس امارہ	//	امراۃ العزیز اور صحابیات	//
نفس لوامہ	//	**فصل یوسف و داخلہ دربار**	۱۶۲ تا ۱۶۵
نفس مطمئنہ	//		
اعتراف و عذر گناہ	//	مکالمہ اور عزت	۱۶۳
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کا مشار الیہ	//	شاہ اور صدیق کی قدر و قیمت	//
غفور الرحیم پر خاتمہ آیت	//	صبر و عصمت کے ثمرات	//
عورت کی جوانی و نکاح	//	اہل توحید کے لئے غور	//
فخر رازی اور والدہ فرزندان یوسف	۱۶۰	مشرک کیوں مغضوب رب ہے	//
بائبل کا بیان	//	طلب منصب	//
زوجہ یوسفؑ کا نام اور خاندان	//	مفت خوری اور بلند ہمت	//

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
ملازمت غیر مسلم	۱۶۳
ضرورت پر اوصاف خود کا اظہار	۱۶۴
وزیر خزانہ کے دو اوصاف	″
اعزاز یوسف و اعلانِ شاہی	″
حکومت رحمت ہے	۱۶۵
نااہل لوگ حکومت کو بُرا بنا دیتے ہیں	″
خلافت نتیجہ ایمان و عمل صالح ہے	″
آیت استخلاف	″
فصل قحط و برادرانِ یوسف	۱۶۵ تا ۱۷۱
بھائیوں کا یوسف کے سامنے آنا	۱۶۵
یوسف کو نہ پہچاننا	″
بن یامین کو ساتھ لانے کا اقرار	″
یہ اقرار کس طرح کیا گیا	۱۶۶
قیمت غلّہ کی واپسی	″
صلہ رحم و احسان برادران	۱۶۷
غیر ضروری بحث	″
برادرانِ یوسفؑ کی واپسی	″
حرص مفرط خوبیوں کو چھپا لیتی ہے	″
رحم کے معنی	″
ارحم الراحمین	″
یعقوب علیہ السلام کا جواب	″
سفر طائف میں دعائے نبوی	۱۶۸
جھوٹ کی برائی	″
جھوٹ کا چھپ سکنا	۱۶۸
واپس شدہ مال پر خوشیاں	″
ھذہٖ کے معنی	۱۶۹
بعیر کے لغوی معنی	″
قحط میں تقسیم غلہ کا طریق	″
امین الامت کا انتظام خوراک	″
تغلیط روایت کے مال و اسباب و آزادی کے بدلہ غلّہ دیا گیا	۱۶۹
مطالبہ عہد	۱۷۰
اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ	″
تدبیر انسانی اور شرطِ ایمانی	″
باب واحد سے عدم داخلہ	″
وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ	″
نظر بد	″
غرض یعقوب علیہ السلام	″
افواج کی روانگی مختلف اطراف سے	۱۷۱
فتح مکہ میں معلی و مسفلہ کے راستے	″
عمل بر اسباب و انقطاع از اسباب	″
ارتباط دل با مسبب الاسباب	″
انجام توحید توکل ہے	″
توکل ہی حقیقت توحید ہے	″
فصل - بن یامین - یوسف کا شناخت کیا جانا	۱۷۱ تا ۱۹۱
یعقوب علیہ السلام ذو علم تھے	۱۷۲

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
علوم انبیاء اکتسابی نہیں	۱۷۲	احکام مختص	۱۷۶
اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ کا اشارہ	″	انبیاء یعقوب سے مثل بمثل معاملہ	۱۷۷
اقوال و افعال نبی - نبوت و بشریت	″	تقابل الفاظ	″
حدیث تابیر	″	جزاؤ سیئۃ سیئۃ کے معنی	″
واقعۂ مغیث و بریرہ	″	جج اور سزائے مجرم	″
آوے آکیبر	۱۷۳	حضرت یوسفؑ اور ملکی قانون	″
ایک دعا کے الفاظ	″	غیر اسلامی سلطنت کے مسلم ملازمین	″
اقتباس	″	قانون بین الاقوام	″
ساغر کا واقعہ	″	سیدنا سعدؓ بن معاذ و فیصلہ یہود	۱۷۸
عیر کے لغوی معنی اور استعمال	″	عمدہ فیصلے اور علم	″
اِنَّکُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ کا قائل	″	رفعت درجات و علم	″
صواع کے معنی	۱۷۴	عالم پر عالم	″
مختلف دھاتوں سے پیالہ کے نام	″	معنی علیم	″
حمل و حمل میں فرق	″	بطون مادری پر تقسیم	″
تغیر حرکات سے تبدیلی معنی	۱۷۵	قَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ	″
برآمدگی مسروقہ پر الزام	″	راویوں کی جانچ	۱۷۹
بیان فرزندان یعقوبؑ	″	محدثین کرام کی مساعی جمیلہ	″
تاللہ قسم صرف اللہ پر	″	اصول محدثانہ کا نفاذ	″
سُنّتِ اسرائیلی اور سرقہ کی سزا	۱۷۶	یوسف علیہ السلام کا حکم	″
تلاشی اور برآمدگی	″	یعقوبؑ کا بڑھاپا	″
کید کے مختلف معانی	″	شیخ	۱۸۰
لم یکدہ برا اخا	″	عمر یعقوبؑ	″
کِدۡنَا سے حفاظت یوسفؑ	″	مجرم اور دوسرے کی گرفتاری	″
کِدۡنَا سے اقبال باطل کی روک تھام	″	وَجَدۡنَا مَتَاعَنَا کی بلاغت	″

AsliAhleSunnet.com

برادرانِ یوسف کا مشورہ	۱۸۰
معنی فرط	"
قول ابن عباسؓ بشان طیبہ عائشہؓ	۱۸۱
فرق افراط و تفریط	"
قریہ کے معنی لغوی و اصطلاحی	"
مصر۔ قریہ۔ بلد	۱۸۲
مختلف اجناس کی باربرداری کے نام	"
ابناءِ یعقوبؑ کی دو تقریریں	"
یعقوب علیہ السلام اور غیر متزلزل قلب	"
معنی کظم	۱۸۳
کظم و حزن	"
تبئیض عین	"
بصارتِ یعقوبؑ	"
مراتب مرض اور معنی حرض	۱۸۴
بث و حزن	"
یعقوبؑ مقام تفویض و رضا	"
شوکت کلام الٰہی	"
فرق تجسس و تحسس	"
فرق جاسوس اور عین	"
روح اللہ سے یاس کفر ہے	"
توحید و تفویض کی تعلیم	۱۸۵
برادرانِ یوسف۔ عاجزانہ گفتگو	"
صدقہ اور اولاد نبی	۱۸۶
اہل بیت پر حرمت صدقہ	"
حدیث مروی امام حسن علیہ السلام	"
یوسف صدیق پر اثر گفتگو	۱۸۶
یوسف، اور شفقت آمیز سوال	"
بن یامین و ابنائے یعقوبؑ	"
یوسف کی شناخت ہو گئی۔	۱۸۷
شناخت کیونکر ہوئی	"
شناخت کی وجوہ ہشت گانہ	"
پہلے شناخت نہ کر سکنے کا سبب	۱۸۸
دماغ انسانی اور اثر امتداد زمانی	"
گناہ اور جہالت	"
کمی جہل۔ اور افزونی عرفان	"
اطمینان برادران	۱۸۹
معنی تقویٰ اور نتیجہ	"
تقویٰ اور ابتدا و انتہائی سلوک	"
صبر کے معنی و اقسام	"
ستائش خود سے پرہیز اور طریقہ تعلیم	"
اعتراف برادران	۱۹۰
فرق خاطی و مخطی	"
حیات یوسفی کا دوسرا شاندار نظارہ	"
دلداری و در گزر	"
تثریب کے لغوی معنی۔ محاورہ۔ تطبیق	"
اسم پاک الٰہی۔ امید غفران	۱۹۱
یوسف کب پہچانے گئے	"
فصل قمیص یوسف۔ بصارت یعقوب	۱۹۱ تا ۱۹۵
بنی اسرائیل کا مصر جانا	۱۹۱

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
قمیص کے لغوی معنی	۱۹۱
وجہ تسمیہ	״
فرق قمیص و درع	״
یوسفؑ کا پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا کورتہ	״
موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے	۱۹۲
نکہت یوسفی	״
البوھم	״
رجز نبوی بمیدان حنین	״
یوسف اور چاہ کنعان	״
قطعہ سعدی شیرازیؒ	۱۹۳
انبیاء اللہ کا علم الغیب	״
نبیرگان یعقوبؑ کا گستاخانہ کلام	״
بشیر یہودا تھا	״
اعتماد الٰہی کا نتیجہ	״
ابنائے یعقوب اور اقبال جرم	۱۹۴
درخواست مغفرت	״
التوائے درخواست	״
روایت تخصیص شب جمعہ	״
انتظار بہم	״
بیس سالہ روایت کی تضعیف	״
فصل "داخلہ مصر۔ ملاقات پدر و پسر"	۱۹۵ تا ۲۰۷
خالہ و والدہ ۔ یا ام و والدہ	۱۹۵
تعظیم والدین	״

مضمون	صفحہ
خَرُّوا لَهُ سُجَّدًا کی توجیہات	۱۹۵
کیا یوسفؑ صرف جہت سجدہ تھے	۱۹۶
سجدہ غیر کے متعلق علماء کرام کی نیک تعلیم	״
عہد یوسف میں مفصل شریعت نہ تھی	״
شریعت موسوی اولین شریعت ہے	״
زوجگان یعقوبؑ خواہران حقیقی	״
سجدہ شکرانہ باجازت الٰہی	״
حکم الٰہی کے بغیر گوارا نہ کر سکتے	״
والدین اور ترقی فرزند	۱۹۷
حمد الٰہی بزبان یوسف	״
مرشد کو مرید کا یا مرید کو مرشد کا سجدہ	״
یوسف اور حسن ادب	״
صحرائی زندگی اور مدنی زندگی	״
صحرائی زندگی پر فقرہ حدیث	״
میگفت گدا بودن کنعان خوش تو	״
معنی اسم الٰہی لطیف	۱۹۸
مناسبت اسم مذکور	״
ان واقعات میں احسان بر یوسفؑ	״
ان واقعات میں احسان بر یعقوبؑ	״
انسان کو کیا لازم ہے	״
مسلمانوں کو کیا لازم ہے	״
اقبال اور معافی	״
مدت فراق	״
مصر جانے والے	״

AskAhleSunnat.com

مضمون	صفحہ
اعداد بائیبل میں غلطی	١٩٨
جاء کلم کی تفسیر	〃
کتاب الاعمال کی تعداد	〃
جدول بنی اسرائیل بوقتِ خروج	١٩٩
تنقید بر اعداد	٢٠١
میعاد قیام بنی اسرائیل	٢٠٢
اسماء عبرانی کے معانی	〃
یعقوب وموسیٰ علیہما السلام کے اقوال ابناء اسرائیل کی نسبت آخری وقت میں	٢٠٣
	٢٠٧
فصل دعاو ثنا منجانب یوسف علیہ السلام	٢٤٣
فاطر	٢٠٨
رب العالمین ہی ولی المؤمنین ہے	〃
توفی	〃
الفاظ مومن ومسلم کا فرق	〃
قرآن مجید میں صالحین	٢٠٩
شمولیت صالحین مستقل دعا ہے	〃
دعائے یوسفی کے اجزاء	〃
احسانات مادی وروحانی کا اعتراف	٢١٠
حمد وثنا	〃
اللہ تعالیٰ کی ولایت فی الدارین	〃
وہ انبیاء جن کو حکومت ملی	〃
حکومت اچھی چیز ہے	〃
بڑوں کے پاس جاکر حکومت بری بن جاتی ہے	〃

مضمون	صفحہ
خلافت میں حکومت وروحانیت کا اجتماع	٢١٠
مسلم اور اہلبیت حکومت	〃
حکومت وخدمت دین	〃
حکومت اور تمکنت دین	〃
حکومت اور مظاہر عدل ورحم	〃
علم برتر از حکومت ہے	〃
حکومت بلا علم حماقت ہے	〃
علم بلا حکومت بے زیب وزینت ہے	〃
آخرت اور اس کی تکمیل	٢١١
اسلام پر مرنے کی علامات	〃
دعا برائے مسلمانان	〃
دعائے یوسفی پر مکرر غور	〃
ارادہ دعا شاہراہ کامیابی ہے	〃
علامت اجابت	〃
انہماک دعا اور قرب الٰہی	〃
غلط کہ دعا قبول نہ ہوئی	〃
مبارک کہ جنہیں دعا مانگنا آتا ہے	〃
بندہ کا مالک پر اعتماد	٢١٢
محبت رحمانی	〃
رحمت ربانی	〃
ہیبت جلالی	〃
شفقت قیومی	〃
غنائے عزیزی	〃
بندۂ مولیٰ نامراد نہیں ہو سکتا	〃

AshAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دعائے یوسف میں سوال موت نہ تھا	۲۱۲	نبوۃ رجال سے مخصوص ہے	۲۲۰
نقصان دین اور دعائے موت	۲۱۳	ام موسیٰ ۔ ام عیسیٰ و ہاجرہ	〃
امیر المومنین سیدنا علیؓ کی دعا	〃	نبی کیوں بشر ہوتا ہے	〃
امام المحدثین بخاریؒ کی دعا	〃	مبنائے اعتراض	〃
حالات اقوام ماضیہ و اخبار غیب	〃	نبی کے بشر ہونے کی حکمت	〃
آرزوئے نبوی صلعم	۲۱۴	اسوۂ و نمونہ	〃
نبی صلعم نے لوگوں کو آگ سے بچایا	〃	اہل مکہ و مواقع عبرت	۲۲۲
کسی نبی نے اجر نبوۃ نہیں لیا	〃	آخرت بہتر از دنیا ہے	〃
انبیاء کے مقولے	〃	تدبیر موازنہ	〃
نبی صلعم نے سوال اجر نہیں کیا	〃	حتیٰ اذا استیئس الرسل	۲۲۳
اِلّا المودۃ فی القربیٰ پر حاشیہ	۲۱۵	صحت معنی	〃
رغبت بر قرآن	〃	قد کذبوا کا نمونہ	۲۲۴
آیت کے لغوی معنی	۲۱۶	عذاب کے دو اصول	〃
آیت و الف و لام	〃	تحدی قرآن	〃
وقائع یوسف کا ظہور مکہ میں	〃	قرآن عبرت ہے	〃
مشرکین عرب کے بعض عقائد	〃	قرآن مصدق ہے	〃
شرک عبادت و استعانت	۲۱۷	ہر ایک مذہب دوسرے کا مکذب	۲۲۶
مسلمان عقائد کی پڑتال کریں	〃	قرآن و تفصیل کل	۲۲۷
دعوت الی الحق کے احکام	۲۱۸	قرآن ہدایت ہے	〃
دعوت پر نبی صلعم کے کام	〃	کتب سابقہ کے محدود دائرے	〃
اسلام اور فرضیت تبلیغ	〃	قرآن کا فیض از ابتدائی نزول	۲۲۸
نبی صلعم اور بصیرت	۲۱۹	مختلف ممالک کے چند صحابہ	〃
مسلمان اور بصیرت	〃	قرآن رحمت ہے	〃
سبحان اللہ کی فضیلت	〃	یہودیوں اور ہنود کے قیود	〃

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
حقوق اناث	٢٢٩
حقوق انسانیت	"
اخلاق حسنہ	"
حرمت خمر	"
استحکام عدل	"
حفاظت شہادت	"
تعلیم عفو و درگزر	٢٣٠
تہذیب و شائستگی	"
حکومت نوعی یا شخصی	"
تمدن و حریت	٢٣١
قرآن کی رحمت عام	"
قرآن سے استفادہ اٹھانے والے مبارک ہیں	"
تماثلت احوال یوسفی و محمدی	٢٣٢
اول - رویائے صالحہ سے ہر دو نبوت کا آغاز	"
دوم - تعبیر یوسف علیہ السلام و تبیین ورقہ بن نوفل	٢٣٣
سوم - درجہ اجتباء	"
چہارم - علم تاویل اور تعلیم الکتاب	"
پنجم - اتمام نعمت و ختم نبوت	٢٣٤
امر و نہی بعہد آدمؑ	
امر و نہی بعہد نوحؑ	
داؤد علیہ السلام اور فتح باب مناجات	
ششم - قتل و طرح ارض	٢٣٥
دار الندوہ اب حنفی مصلی ہے	
ہفتم - غیابت الجب اور غار ثور	٢٣٦

مضمون	صفحہ
ہشتم - سیارہ یوسف اور قافلہ انصار	٢٣٦
نہم - حسن یوسف - و جمال محمدی	"
دہم - تہمت	"
یازدہم - خواب یوسفؑ و خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم	٢٣٧
دوازدہم - وعظ صدیق - سورہ یوسفؑ میں وعظ محمدی سورہ جن میں	"
سیزدہم - حکومت مصر	٢٣٨
صدیق اور خلفاء نبویہ	
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگین ممالک	"
چاردہم - قحط کنعان اور قحط مکہ	"
پانزدہم - برادران یوسف و ابوسفیان	"
شانزدہم - غلہ مصر کنعان میں غلہ نجد مکہ میں	٢٣٩
ہفدہم - نتائج حکومت مصر اور فتح مکہ	"
ہژدہم - درخواست ترحم برادران یوسف و قبیلہ بنو سعد بکر	"
نوزدہم - برادران یوسف اور قریش کو مژدہ لا تثریب	٢٤٠
بستم - بنو اسرائیل کا مصر اور بنو عدنان کا مدینہ میں جا آباد ہونا	"
بست و یکم - یوسف اور تصدیق انبیاء فرزندان یوسف اور تصدیق نبوی	

AsliAhleSunnet.com

مضمون	صفحہ
بست ودوم خالہ اور دایہ	۲۴۱
بست وسوم ۔ سبک روحی یوسف اور غناء مصطفوی	″
درود ودعا	۲۴۲
آخری گذارش	″
باب ذکر المشاہیر	۲۴۳
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۳
احمد بن یحییٰ ثعلب ص۸۵	″
انس رضی اللہ عنہ ص۱۶۱	″
قاضی ایاس بن معاویہ ص۹۸	″
بریرہ رضی اللہ عنہا ص۱۷۵	″
زبیر بن العوام قرشی الزہری رضی اللہ عنہ ص۷۹	۲۴۴
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ص۳۱	″
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ص۶۴	″
امام حسن رضی اللہ عنہ ص۱۳۷	″
امام حسین رضی اللہ عنہ ″	″
سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۲۴۵
امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	″
قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ	″
سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	″
قفال مروزی رح	۲۴۶
عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ	″
عبدالرحمٰن بن ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ	″
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۲۴۶
عثمان بن جنی	″
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	″
ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۷
صوفی خازن رحمۃ اللہ علیہ	″
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	″
خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ	″
ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۸
کعب سور ازدی رضی اللہ عنہ	″
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	″
امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ	″
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	″
امام زہری رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۹
سیدنا محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ	″
امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ	″
سلطان محمود غزنوی	″
علامہ محمود زمخشری	۲۵۰
مرثد غنوی رضی اللہ عنہ	″
مسلمہ رضی اللہ عنہ	″
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ	″
مقداد زہری رضی اللہ عنہ	″
فراء نحوی رح	۲۵۱

AsliAhleSunnet.com

فردکتب

جن سے بروقت تحریر تفسیر ہٰذا استفادہ کیا گیا

قرآن کریم کلام اللہ العظیم

تفسیر ابن کثیر معہ فتح البیان

تفسیر روح المعانی

تفسیر روح البیان

تفسیر درمنثور

تفسیر ابن جریر

تفسیر کشاف

تفسیر سورہ اخلاص از ابن تیمیہ رح

صحیح امام بخاری رح

بائیبل

فقہ اللغۃ ثعالبی

اقرب الموارد

المنجد - تالیف لوئس معلوف

الخصائص لابی الفتح عثمان بن جنی

کتاب الاستیعاب لامام ابن عبدالبر

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان لابن خلکان

جغرافیہ مصر از زیدان

اخبار الاول (تاریخ مصر) لمعید المعطی

منازل السائرین لامام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الفوائد لابن قیم رح

تحفۃ الناظرین لشیخ عبداللہ الشرقادی

سپاسِ احباب

مندرجہ بالا کتب میں سے جن احباب نے اپنی اپنی کتابیں مجھے مطالعہ کے لیئے عطا فرمائیں۔ ان کے اسماءِ گرامی شکر گزاری سے درج ذیل ہیں۔

شیخ حاجی محمد عبداللہ صاحب دہلوی مہاجر و تاجر مکہ معظمہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ نبیرہٗ

جناب حاجی علی جان مرحوم و مغفور

مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب مہاجر و تاجر مکہ معظمہ۔ نبیرہٗ

جناب حاجی علی جان صاحب مرحوم

مولینا مولوی محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ (مکہ معظمہ)

برادرزادہ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر و مناظر مرحوم

شیخ عمر - دوکاندار مکہ معظمہ

مولوی حاجی عبدالغنی صاحب بڈھی مالوی

مولوی حاجی محمد اسمٰعیل صاحب خطیب جامع مسجد سرسہ

جزاھم اللہ تعالیٰ

احقر:۔ محمد سلیمان سلمان منصور پوری کان اللہ لہٗ

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

قاضی سلیمان مرحوم کی کتاب "الجمال والکمال" یعنی سورۂ یوسف کی تفسیر نہ پہلے کسی تعارف کی محتاج تھی اور نہ آج اس کے ساتھ کوئی توضیحی تحریر شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ چھپ کر منظر عام پر آئی تھی تو اس وقت بھی سلفیوں کے محتاط طریق تفسیر کا ایک نہایت عمدہ نمونہ تھی اور آج بھی کہ کتاب کی اشاعت پر چالیس سال گزر چکے ہیں۔ اس کی یہ امتیازی حیثیت اہل علم کے نزدیک مسلم ہے۔

یہ تفسیر اس زمانے میں مرتب ہوئی تھی، جب مرحوم ومغفور پہلی مرتبہ حج کے لیے گئے تھے اور مسلسل اڑھائی مہینے مکہ مکرمہ میں رہے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ تفسیر سورۂ یوسف لکھنے کا مدت سے شوق تھا۔ مکہ مکرمہ پہنچا تو یہ شوق زیادہ بڑھ گیا اور خیال آیا کہ اسی بلدِ امین میں کچھ لکھ لیا جائے، جہاں اس سورت کا نزول ہوا تھا۔

قاضی صاحبؒ کے سفرنامہ حج موسوم بہ "سبیل الرشاد" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۵ مئی ۱۹۲۱ء کو پٹیالہ سے روانہ ہو کر دہلی ٹھہرتے ہوئے بمبئی پہنچے۔ وہاں سے ۱۷ مئی کو "جبرہ" جہاز پر سوار ہوئے اور ۳ جون کی شام کو بندرگاہ جدہ میں اترے۔ اس زمانے میں آمد ورفت کا ذریعہ صرف اونٹ تھے۔ آج کل کی طرح موٹریں اور بسیں موجود نہ تھیں۔ قاضی صاحبؒ اسی شام کو عازم حرم پاک ہوئے۔ ایک منزل حدہ میں کی اور ۵ جون ۱۹۲۱ء (۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ) کو سحری کے وقت مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ پھر ۲۳ ذی حجہ ۱۳۳۹ھ (۲ اگست ۱۹۲۱ء) تک وہیں ٹھہرے رہے۔

اس اثنا میں انھوں نے عمرے بھی کیے ہوں گے، حج بھی کیا۔ عبادات میں بھی خاصا وقت گزارا ہوگا۔ اربابِ علم وعرفان اور ارباب حکومت سے ملاقاتیں بھی کیں۔ رفیقانِ سفر میں سے ایک صاحب مکہ مکرمہ ہی میں بیمار ہوئے اور وفات پائی۔ ان کی تیمارداری اور کفن دفن میں بھی وقت صرف ہوا ہوگا۔ سب سے آخر میں یہ کہ مکہ مکرمہ کے اندر اور باہر کے خاص مقامات بھی انھوں نے دیکھے، جن کی تفصیل ان کے سفرنامے میں موجود ہے اور ایسی مستند تفصیل شاید ہی کسی دوسرے سفرنامے میں مل سکے۔

AsliAhleSunnet.com

ظاہر ہے کہ ان مصروفیتوں میں انھیں تفسیر کی تسوید کے لیے زیادہ وقت نہیں ملا ہوگا۔ یہ اس ہمہ وہ ۱۷۔ ذی حجہ ۱۳۳۹ھ (۲۲۔ اگست ۱۹۲۱ء) کو تفسیر مکمل کر چکے تھے۔ بعد میں انھیں وقت بھی نہیں مل سکتا تھا، کیونکہ چند روز سفر مدینہ کے لیے تیاری میں مصروف رہے۔ ۲۴۔ ذی حجہ (۲۹۔ اگست) کو روانہ ہو کر ۱۰۔ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ (۱۳ ستمبر ۱۹۲۱ء) کو مدینہ منورہ پہنچے وہاں دو ہفتے گزار کر واپس ہوئے تو بدوؤں کی سرکشی کے باعث راستہ مسدود ہو گیا۔ اور انھیں مکہ مکرمہ آنے کے بجائے ینبوع جانا پڑا، جہاں پندرہ روز جہاز کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ ینبوع سے بذریعہ جہاز جدہ پہنچے اور وہاں سے وطن واپس آ گئے۔

صرف خاتمۂ تفسیر کے دس بارہ صفحے انھوں نے واپسی کے وقت جہاز میں لکھے اور آخر کے بارہ چودہ صفحات میں ان مشاہیر کے مختصر حالات مرتب فرما دیے جن کا ذکر تفسیر میں آ چکا تھا۔

اصل کتاب کے متعلق تفصیلی گفتگو کا یہ موقع نہیں، نیز رحمۃ للعالمین ؐ کے شہرہ آفاق مصنف کی کسی کتاب کے متعلق میرے لیے کچھ عرض کرنا کسی بھی بنا پر مناسب نہیں سمجھا جا سکتا قاضی صاحبؒ خود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر میں دو بڑے اصول ملحوظ رہے ہیں: اول روایت، دوم درایت بعض اصحاب نے روایات جمع کر دینے کے شوق میں ان کے قوت و ضعف اور صحت و سقم کا بھی خیال نہ رکھا، حالانکہ اعلام المحدثین روایات کی تنقید و تصحیح میں جو سعی بلیغ فرما چکے ہیں، اس کے بعد یہ راستہ بالکل سہل و ہموار ہو چکا ہے۔ جن اصحاب کو درایت سے دل بستگی تھی۔ انھوں نے صحیح اور مرفوع روایات کو بھی حد درجہ اعتنا نہ سمجھا۔ حقیقت یہ ہے کہ:

> جب کسی روایت کی صحت ثابت ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ ان سب راویوں کی، جو قدوۂ امت تھے، درایت بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔

قاضی صاحبؒ نے جو نکتہ بیان فرمایا ہے، وہ خاص توجہ کا مستحق ہے اور اسے لازماً پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جن روایات کی صحت مسلّم ہے، ان کے راویوں کی درایت بھی مسلّم مان لینی چاہیے۔ یہ حقیقت محتاج تصریح نہیں کہ جن اصحاب نے کسی روایت کے الفاظ کی صحت میں اہتمام کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، وہ ان کی معنویت سے چشم پوشی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر ان کا درجہ، کمال تحقیق اور عفت فکر و نظر میں اتنا بلند تھا کہ بعد کے لوگ اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے اقبال اس باب میں کیا خوب فرما گئے ہیں:۔

AsliAhleSunnet.com

عقل آبایت ہوس فرسودہ نیست
کار پاکاں از غرض آلودہ نیست
فکر شاں رلیسد ہمے باریک تر
ورع شاں با مصطفیٰ نزدیک تر

بہرحال پوری تفسیر میں وہ تمام بنیادی اصول پیش نظر رہے، جو اہل علم کے نزدیک مسلّم ہیں یعنی عربیت کی جامعیت، روایات صحیحہ کا اہتمام اور بیّن و واضح قرائن کے مطابق مختلف نکات کی توضیح۔ یہ کہنا غالباً مبالغہ نہ ہوگا کہ اردو زبان میں تفسیر کا یہ طریقہ ہر جگہ نظر نہیں آسکتا۔

جہاں مصر کا ذکر آیا ہے، قاضی صاحبؒ نے وہ تمام معلومات یکجا کر دیں، جو میسر آسکیں صرف ایک لحاظ سے مجھے تشنگی محسوس ہوئی، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد کے مصر پر توجہ نہ فرما سکے، حالانکہ تفسیر کے سلسلے میں اس کی خاص ضرورت تھی، یعنی اس وقت مصر کا مرکزِ حکومت کہاں تھا؟ دوسرے ضروری مقامات کون کون سے تھے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر پہنچے تو انھیں کہاں بسایا گیا؟ وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان امور کے متعلق قاضی صاحبؒ کو بوقتِ تحریر کوئی مستند ماخذ نہ مل سکا۔

تفسیر میں بعض نکات نہایت اہم اور دلآویز ہیں مثلاً:

۱۔ جہاں حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت کا واقعہ بیان ہوا ہے، وہاں عزیز مصر کی بیوی کے گھرانے سے ایک گواہ نے فیصلے کا طریقہ یہ بتایا تھا کہ اگر یوسفؑ کا کرتا آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی اور یوسفؑ سچے۔

قاضی صاحبؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا دیا ہے:

جب شہادت واقعہ موجود نہ ہو تب قرائن صحیحہ و قیاساتِ قریبہ ہی شہادت کا کام دے جاتے ہیں۔

جن لوگوں نے عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ کے فیصلہ جات کو پڑھا ہے۔
وہ جانتے ہیں کہ ائمۂ اسلام نے کس عمدگی سے اس اصول کا استعمال کیا ہے۔
اور وہ فراست صادقہ کی شمولیت سے حقیقت اصلیہ کا انکشاف کس عمدگی سے کیا کرتے تھے۔

۲۔ عزیز مصر پر اپنی بیوی کی غلط بیانی اور تہمت طرازی آشکارا ہو گئی تو اس نے بیوی

AsliAhleSunnet.com

سے کہا: بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ تمھارا فریب بڑا ہے۔ (قَالَ اِنَّهٗ مِن کَیدِکُنَّ، اِنَّ کَیدَکُنَّ عَظِیمٌ)

ایسے لوگ بھی ہیں جو عورتوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے دلیل میں یہ آیت پڑھ دیا کرتے ہیں۔ قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں:-

انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ارشادِ ربانی نہیں بلکہ شوہرِ زن کا قول ہے یعنی ایک ایسے مرد کا قول جو ایک طرف اپنی عزت کے خوف سے عورت کی بات دبانا چاہتا ہے۔ ایک طرف اس واقعہ سے ملول بھی ہے اور ایک طرف یوسفِ صدیق سے محجوب بھی ہے وہ اپنی عورت کو الزام دیتے ہوئے یہ نہیں سمجھتا کہ قصور وار ہی کو ملزم ٹھہرانا چاہیے۔ بلکہ وہ کل جنسِ اناث کو مطعون ٹھہرا دیتا ہے . . . اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی مرد مرد ہونے کی وجہ سے اور کوئی عورت عورت ذات ہونے کی وجہ سے قابلِ عزت یا قابلِ نفرت نہیں۔

عزت و ذلت کا مدار انسان کے اعمال ہیں۔

۳ - تفسیر میں ضمناً تاریخ اسلام یا سیرت طیبہ سے بعض واقعات پیش کرتے گئے ہیں۔

۴ - آخر میں حضرت یوسفؑ اور رسول اللہ صلعم کے احوال کی مماثلت کے بالعیں پہلو یکجا بیان کر دیے ہیں۔

۵ - قاضی صاحبؒ بائیبل کے بھی یگانہ عالم تھے جہاں کہیں انھیں ضرورت محسوس ہوئی، بائیبل پر تبصرہ فرماتے گئے۔ حضرت یعقوبؑ اور ان کے مخلفین میں سے جو مصر پہنچے، ان کی تعداد جو جامع اور مفصل بحث فرمائی ہے وہ بجائے خود ایک نہایت اہم علمی کارنامہ ہے

بہرحال قاضی صاحب مرحوم و مغفور کی یہ تفسیر آج بھی حد درجہ قابلِ قدر ہے۔ میں خوش ہوں کہ یہ گراں قدر کتاب از سرِ نو خاص اہتمام سے شائع کی جا رہی ہے۔

مہر

مسلم ٹاؤن، لاہور

۲۱ - اکتوبر ۱۹۶۲ء

AslAhleSunnet.com

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا فَرْدًا صَمَدًا وَّاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ اَخَذَ اللّٰهُ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهٗ وَاَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ مَبْعُوْثِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۞

اَمَّا بَعْدُ۔ تفسیر قرآن مجید کے متعلق دو بڑے اصول معمول بہ رہے ہیں ۔

اول روایت — دوم درایت

بعض روایت کے اتنے شیدائی تھے ۔ کہ انہوں نے قوت وضعف اور صحت وسقم روایت کی بھی پروا نہ کی ۔ حالانکہ اعلام المحدثین رحمہم اللہ اجمعین نے ہر ایک روایت کی تنقید وتصحیح میں سعی بلیغ فرمائی تھی۔ اور بعض درایت کے اتنے فدائی تھے ۔ کہ انہوں نے اپنی فہم کے مقابلہ میں روایات صحیحہ ومرفوعہ کی بھی کچھ وقعت نہ کی ۔

لیکن حقیقت صادقہ یہ ہے ۔ کہ جب کسی روایت کی صحت ثابت ہو جاتی ہے ۔ تو یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے ۔ کہ ان سب راویوں کی جو قدر و امت تھے ۔ درایت بھی اسی کے ساتھ شامل ہے ۔ لہٰذا محض درایت کی بنیاد پر روایات صحیحہ سے اختلاف کرنے والوں کو تنہا اپنی ذاتی فہم وقیاس پر نہ اعتماد کرنا چاہیئے ۔ اور نہ دھوکا کھانا چاہیئے ۔

(۲) مجھے سورہ یوسفؑ کی تفسیر قلم بند کرنے کا مدت سے شوق تھا ۔ مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد یہ شوق زیادہ بڑھ گیا ۔ کہ اسی بلد الامین میں کچھ لکھ لیا جائے ۔ جہاں اس سورۃ مبارکہ کا نزول ہوا تھا ۔

AsliAhleSunnet.com

اتفاق حسنہ سے مجھے یہاں چند ایسے کریم النفس احباب مل گئے ۔ جنہوں نے اپنی کتابیں مجھے مہیا کر دیں ۔

اب ناظرین کی خدمت میں ادب سے وہ چند اوراق پیش کئے جاتے ہیں ۔ جو مکہ معظمہ میں لکھ لئے گئے تھے ۔ اور جن پر واپسی کے بعد ہندوستان میں نظر ثانی کر لی گئی ہے ۔

مجھے صدق دل سے اعتراف ہے ۔ کہ تفسیر لکھنا میری حیثیت سے بہت بالاتر ہے ۔ لیکن صرف خدمت قرآن حکیم کا شوق ہے ۔ کہ اس وادی میں قدم رکھا ۔ جو اہل ہوا وہوس کے لئے پُر خار ہے ۔ اور متبعین کے لئے خلد بہار ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس ناچیز خدمت کو قبول فرمائے ۔ اور اس کا ثواب میرے والدین اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا کے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے ۔ اور میری زلات کو اپنی مغفرت ورحمت سے عفو فرمائے ؛

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ

راجی شفاعت وغفران

محمد سلیمان سلمان

۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۱ ہجری المقدسہ ؛

AsliAhleSunnet.com

قصیدہ

در نعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در دلم جوشد ثنائے رحمۃ للعالمین — آفتاب عالم جان و ضیائے چشم دین،

اوست صدق و صدق آورد و کلامش نیز صدق — دین او حق است و او حق است حق جز حق مبین

او دلیل صد ہزاراں واصلانِ قربِ رب — او کلیدِ صد علوم اوّلین و آخرین

مسند آرائے نبوت بود او در قدس گاہ — منجدل چوں بود آدم درمیان ماء و طین

در کلام او حیاتِ تازۂ دل مردگاں — پنجہ اش در دست وار چشمۂ ماء معین

اُسوہ اش ہدیِ مبین است و کلام اللہ علم — قلب ایں علم و عمل را یافت شیر و انگبین

از دل او ہرچہ خیزد قدسیاں را رہ نما — از لبِ او ہرچہ ریزد صادقین را دل نشین

احتشام او ہویدا از کلامِ ذوالجلال — نور او پیدا و ہم پنہاں بآیات مُبین

اسم او مُہر سلیماں را دہد شانِ جلیل — نامِ او روشن بفرماید سیہ بختِ نگین

درس گاہ قدس او را ابجدِ دیگر بود — حرف آغازش بود ایمان و انجامش یقین،

منکرِ او دور ماند از رحمتِ پروردگار — رحمۃ للعالمینش خواند ربّ العالمین

جرعہ جام ولائے او بخشد زندگی — رفت بے بہرہ ازیں سکندرِ ظلمت نشین

اتباعش کرد لازم بر ہمہ آمرزگار — ایں رساند انس و جاں را بالفردوس برین

خائب و خاسر نماند مذنبِ خائف دگر — تیر مستطیعین ست خالق او شفیع المذنبین

حق تعالیٰ را بود در حشر مردم حکمتے — تا نماند جاہِ او بر آخرین و اوّلین

نعت او تصدیق فرمایندۂ پیشنیاں — خلق او را ترجمانی کرد قرآنِ مُبین،

ایں تمام نعمت دہم ایں کمال معرفت — نوع انساں یافت از وے خلعت عنوان دین

AsliAhleSunnet.com

ختم شد بر او نبوت یافت دین از وے کمال
شست اندر خانقاه سدره اش روح الامین

مدح او چوں آب بر فواره ریزد بر زبان
نام او چوں مہر مہ را نور بخشِ ذاکرین

در ہوائے شہرِ او چوں ذره پرد پیکرم
در خیال مسجد او سجده رقصد در جبین

حُبِّ او از ہر چہ باشد برتر و خوش تر بود
غایتِ ایماں ہمیں است و ہمیں رت ہمیں

در غمِ دوری او چشم سرشکے چند ریخت
گفت رضواں زینتِ حور است ایں در ثمین

اے امام مرسلاں اے حاملِ اُمّ الکتاب
بخش و بخشائش بود مہر ترا بر اہل کین

بر مقام برتر محمود - پا نہ - تا کنند
انبیا زیر لوائے الحمد جائے خود گزین

خواه از داور کہ در راہت شوم صحرا نورد
اے غبار آستانت سرمۂ چشمانِ عین،

آں سلیمانم کہ خاک آستانِ پاک تو
گرد مستغنی مرا از حُبِّ دیہیم و نگین

احقر
سلمان منصور پوری،

AsliAhleSunnet.com

سُورۂ یُوسُف مَکِّیَّۃٌ، رکوع ۱۲، آیات (۱۱۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حروفِ مقطعات بامعنی ہیں۔	الٓرٰ تفس ۔ اس سورہ کا آغاز الف۔ لام۔ را سے ہوا ہے۔ اس لئے حروف

مقطعات قرآنی کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ علماءِ اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ یہ حروف مہمل نہیں۔ اس لئے ان کی معانی پر تکلم کیا گیا۔ اور بہت سے اسرارِ غامضہ بیان کر کے دل و گوشِ حق نیوش کی مہمانی کی گئی ہے۔ تاہم یہ اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ ہنوز معانی کا حصر نہیں ہوا۔

یہ مختصر تفسیر اس دقیق بحث کے لئے موزوں نہیں۔ لہٰذا یہاں صرف چند معمولی معلومات کا اندراج کیا جاتا ہے۔

وہ سورتیں جن کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوتا ہے۔	قرآن مجید میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ اُن میں سے ۲۹ کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔

یک حرفی	۳	ص۔ ق۔ ن۔
دو حرفی	۹	حٰمٓ ۶۔ طٰسٓ النمل۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ
سہ حرفی	۱۳	الٓمٓ ۶ بقرہ۔ آل عمران۔ عنکبوت۔ روم۔ لقمان۔ سجدہ۔ الرٰ ۵ یونس۔ ھود
		یوسف۔ ابراہیم۔ الحجر۔ طٰسٓمٓ ۲ شعراء۔ القصص۔
چار حرفی	۲	المٓصٓ اعراف۔ المٓرٰ رعد۔
پنج حرفی	۲	کٓھٰیٰعٓصٓ مریم۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ شوریٰ۔

حروف جن کا مقطعات میں استعمال ہوا۔	عربی کے حروفِ تہجی ۲۸ ہیں۔ مقطعات میں صرف ۱۴ حروف کا استعمال ہوا ہے۔ مستعمل شدہ حروف کا شمار استعمال ذیل کے نقشہ سے واضح ہوگا۔

الف	۱۳	ح	۸	ر	۲	س	۴
ص	۳	ط	۴	ع	۲	ق	۲

لہ لغت میں سورت کے معنی عظمت۔ عزت۔ منزلت۔ الفرونی حصہ ہیں۔ اور قرآن مجید کی ہر ایک سورۃ کو انہی معانی پر نظر کرتے ہوئے سورۃ کہا گیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ک	۱	ل	۱۳	م	۱۸	ن	۱
ھ	۲۰	ی	م				

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جن حروف کا استعمال زیادہ ہوا۔ ان کو دیگر حروف پر شرف ہے۔ یہ شرف بلحاظ علم اللسان بھی ہے اور باعتبار علم النفس بھی۔ اس کی بحث انشاء اللہ کسی دوسرے رسالہ میں کی جائے گی۔

اس جگہ اتنا لکھ دینا کافی ہے۔ کہ جن ۵ سورتوں کا آغاز الٓر سے ہے۔ ان سب میں احوال انبیاء کا بیان ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

لفظ آیت کے معانی متعددہ

اٰیٰات ۔ آیت کی جمع ہے ۔ قرآن حکیم میں لفظ آیت کا استعمال متعدد معانی میں ہوا ہے۔

الف قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا (آل عمران رکوع ۱۱) یہاں آیت بمعنی عبرت واستدلال ہے۔[۱]

ب فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران ع ۱۰) کعبہ حسی شے ہے جسے عظمت تاریخی اور حرمت ربانی حاصل ہے اور امن بسیط غیر مادی شے ہے۔ ان کو آیات فرمایا۔[۲]

ج وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ (مریم ع ۴) یہاں آیات بمعنی کلام اللہ ہے۔[۳]

د وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (عنکبوت) یہاں آیات بمعنی معجزہ مادیہ ہے۔[۴]

ھ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ (الذاریات ع ۱) یہاں آیات بمعنی دلائل حقہ ہیں۔[۵]

آیت زیر تفسیر میں لفظ آیات بمعنی جزو کلام الٰہی ہے۔ اور قرآن مجید کے ہر ایک فقرہ کو آیت ہی کہا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا معانی میں سے خواہ کسی معنی کا بھی اعتبار کیا جائے۔ قرآن مجید کا ہر ایک فقرہ بالضرور آیت ہے۔ وہ معجزہ بھی ہے۔ اور نشان قدرت بھی۔ وہ نصیحت

---

[۱] وہ دو گروہ (مسلمان و قریش جو بدر میں) لڑے تھے ان کے حال میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ ۱۲۔ [۲] کعبہ میں روشن نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے۔ اور جو اس میں آ جاتا ہے۔ وہ امن میں آ جاتا ہے۔ ۱۲۔ [۳] جب ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ۱۲۔ [۴] کہتے ہیں۔ کہ اس کے رب کی طرف سے معجزے کیوں نہیں اترتے ۱۲۔ [۵] زمین میں اور تمہاری جانوں میں ایقان والوں کے لئے آیات ہیں۔ ۱۲۔

AsliAhleSunnet.com

بھی ہے۔ اور عبرت بھی۔ اور اس کا ہر ایک حرف کلام اللہ بھی۔ وہ بہترین بُرہان ہے۔ اور برترین صداقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں آیت بمعنی پیغام بھی ہے ؎

الا ابلغا هذا المعرض اٰيةً ایقظان قال القول اذ قال ام حلم

قرآن مجید کی ہر ایک آیت منجانب اللہ ایک پیغام ہے۔ اس لئے بھی اس اسم سے موسوم ہے۔

کِتٰبٌ۔ قرآن مجید کو کتاب فرمایا۔

قرآن مجید کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ کے چار وعدے

(۱) کیونکہ جونہی کوئی آیت نازل ہوتی تھی۔ فوراً ہی لکھی جاتی تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد آیات میں یہ ارشاد فرما دیا تھا۔

الف۔ کہ حضور قرآن مجید کو کبھی نہ بھولیں گے۔ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ؎[۱]

ب۔ بتلا دیا تھا۔ کہ اس کلام پاک کی جمع و ترتیب کا ذمہ دار بھی خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ؎[۲]

ج۔ فرما دیا تھا۔ کہ زمانِ مستقبل میں بھی حفاظت رب العالمین ہی فرمائے گا۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ؎[۳]

د۔ فرما دیا تھا۔ کہ ایک ایسی جماعت ہمیشہ موجود رکھی جائے گی۔ جن کے سینوں میں قرآن پاک محفوظ رکھا جائیگا۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (عنکبوت ع ۵) ؎[۴]

تاہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کتابت قرآن حمید کا اتنا شغف تھا۔ کہ کسی آیت کا نزول خواہ رات دن کے کسی ہی وقت میں ہوتا۔ حضور فوراً ہی کاتب کو طلب فرماتے۔ آیت مُنزّلہ تحریر کرا دیتے۔ اس آیت کی ترتیب دیگر آیات کے ساتھ کہ اُسے کہاں لکھا جائے۔ کس آیت سے پہلے۔ کس آیت کے بعد اسی وقت عمل میں لاتے تھے۔ اور پھر نماز میں اسی ترتیب کے مطابق سب کو پڑھ کر بھی سُنا دیتے تھے۔

؎۱ ہم تجھے پڑھائیں گے اور پھر تو نہ بھولے گا۔ ۱۲ ؎۲ ہم پر اُس کا جمع کرنا۔ اور پڑھ دینا۔ ۱۲ ؎۳ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ۱۲ ؎۴ قرآن تو وہ روشن آیات ہیں۔ جو علم والوں کے سینہ میں ہیں۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

کتاب کہنے کی وجہ اوّل پس وہ کلام جس کے نزول کے ساتھ کتابت کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہو۔ اُسے کتاب کے نام سے موسوم کیا جانا بالکل صحیح ہے۔

وجہ دوم دوسری وجہ۔ یہ ہے کہ قرآن مجید۔ قبل از نزول بھی لوح محفوظ میں تحریر شدہ ہے۔

وجہ سوم تیسری وجہ۔ یہ ہے۔ کہ کتب کے معنے اصل لغت میں جمع کرنا ہے۔ کتب الکتاب۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ حروف کو حروف کے ساتھ سطح کاغذ پر جمع کیا جاتا ہے۔ محاورۂ عرب پر غور کرو۔ کَتَبَ الْکَتَائِبْ فوجی دستے جمع کئے کَتَبَ السِّقَاءِ چرمی حوض لگایا۔ کَتَبَ النَّاقَۃَ۔ ناقہ کے تھن میں دودھ جمع کیا۔ پس اصل لغت کے لحاظ سے قرآن مجید کو کتاب کہنا درست ہوا۔ اور اندریں حالت اس کا ترجمہ الجامع ہوا یعنی وہ کلام جو مواعظ و امثال انذار و تبشیر احکام و حِکَمِ شریعت و حکمت کا جامع ہے۔

مبین لازم ومتعدی **مُبِیْن**۔ بان الشئ۔ یا اَبَانَ الشئ سے ہے یعنی لازم و متعدی ہر دو معانی کے لئے۔ کتاب حمید بذاتِ خود بھی روشن ہے۔ کیونکہ اپنے موضوع کو نہایت واضح طریق سے بیان کرتی ہے۔

نیز واضح کرنے والی بھی ہے۔ کیونکہ واقعات و احکام۔ اور اخبار ماضی و مستقبل کو بھی وضوح میں لاتی ہے۔ اس نے رُشد۔ و غی۔ اور حق و باطل پر بخوبی روشنی ڈال دی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ②

ہم نے اُسے اُتارا ہے۔ وہ پڑھے جانے والی کتاب اور عربی ہے۔ تاکہ تم اِسے خوب سمجھ سکو۔

اَنْزَلْنٰهُ۔ کی ضمیر کتاب کی طرف ہے۔ اور قرءانًا بطور بدل واقع ہے۔

قُرْءٰنًا۔ قرآن قرء سے مصدر ہے۔ اور مصدر کو مبالغہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کتاب حمید کو قرآن بتلانے میں ایک پیشگوئی بھی مضمر ہے۔

"یعنی یہ کتاب بکثرت پڑھے جانے والی ہے"۔ ساڑھے تیرہ سو سال کا زمانہ دراز شاہد عدل ہے۔ کہ یہ پیشگوئی کیونکر تسلسل و تواتر کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے۔ جو از اوّل تا آخر محراب مسجد میں پڑھی اور سُنائی جاتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

یہی وہ کتاب ہے۔ جسے ایک دن میں پانچ وقت کروڑوں اشخاص پڑھ لیتے ہیں۔ دوسری شبہ تسمیہ اسم قرآن کی یہ ہے۔ کہ یہ قرأت الماء فی الحوض کے محاورہ سے بنایا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں حوض میں پانی جمع کر دیا گیا۔ چونکہ کتبِ اولین کے جملہ علوم اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے اس کا نام قرآن ہوا۔ (کتاب الفوائد لابن قیمؒ)۔

لیکن اسی ایک آیت میں کتاب و قرآن کے الفاظ میں فرقان کی خصوصیت قرآن کی صفت

اس ایک ہی آیت میں اس کلام پاک کے دو وصفی نام جمع کر دیئے گئے ہیں۔ (۱) کتاب (۲) قرآن۔ اگر کوئی شخص دنیا بھر کے تمام مذاہب کی کتب کی تاریخ پر نظر ڈال سکتا ہے۔ تو وہ دیکھے۔ کہ دنیا کی کسی کتاب پر کتاب اور قرآن کے دونوں اوصاف ہر وقت اور ہر زمانہ میں پورے ہوتے ہوئے نظر نہ آئیں گے۔

کوئی کتاب لکھی گئی تو پڑھی نہ گئی۔ کوئی کتاب پڑھی گئی تو لکھی نہیں گئی۔ لیکن ابتدائے نزول اور بدو شیوع سے یہ دونوں صفات جس کلام پاک میں صادق آتے ہیں۔ وہ یہی کلام مجید ہے۔ اور یہ بھی قرآن پاک کی وہ اعلیٰ خصوصیت ہے۔ جو اسے اپنے اوصافِ عالیہ کے لحاظ سے فرقان ٹھہراتی ہے۔

عَرَبِيًّا۔ یعنی قرآن کو عربی زبان میں اُتارا۔

قرآن کا عربی ہونا احسان بر عرب ہے

الف۔ یہ احسان اہل عرب پر بھی ہے۔ کہ قرآن کو عربی میں اتارا۔ کیونکہ وہ بعثت مصطفوی سے پیشتر تعلیمات اور فیوض نبوت سے بالکل محروم تھے۔ عرب میں ہزارہا سال سے کوئی نبی نہ ہوا تھا۔ اور اہل عرب تمام دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے کسی دوسری زبان سے آشنا نہ تھے۔

قرآن کا عربی ہونا، احسان بر عالم ہے

(ب) یہ احسان جملہ اہل عالم پر بھی ہے۔ کہ قرآن کو عربی میں اُتارا گیا۔ یہ امر تو ہر شخص تسلیم کریگا۔ کہ کتاب کے لئے کوئی نہ کوئی زبان ہونی چاہیئے۔

آخری کتاب کی زبان

لیکن فیصلہ طلب سوال یہ تھا۔ کہ آخری کتاب کے لئے کس زبان کو حق ترجیح حاصل ہے؟۔

کیا اُس کیلئے کوئی ایسی زبان اختیار کی جاتی۔ جس کا پہلے سے دنیا میں کوئی وجود نہ تھا۔ اگر اسی کو پسند کیا جاتا تو پھر اس سوال کا تعلق اُس زبان سے ہو جاتا جسے اس الوکھی زبان کی اولین ترجمان بننے کا شرف دیا جاتا۔

AsliAhleSunnet.com

زبان جدید کیا کوئی ایسی زبان اختیار کی جاتی۔ جو عہد قدیم میں مروج نہ تھی نہیں۔ کیونکہ مندرجہ بالا صورت میں بھی ایسی مشکلات موجود ہیں۔ جن کا حل دشوار ہے۔

کوئی یورپین زبان کیا کوئی یورپین زبان پسند کی جا سکتی تھی؟ نہیں کیونکہ یورپ نے حیات میں ہمیشہ ایشیا کا شاگرد رہا ہے[1]۔

ابراہیم علیہ السلام کی رائے مقدم یہودیوں عیسائیوں۔ صابئیوں اور مسلمانوں کی تعداد کا مجموعہ دنیا کی باقی دیگر اقوام سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ان سب کے پدر بزرگوار ابراہیم خلیل الرحمٰن صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رائے کو اس بارہ میں تقدم ملنا چاہیئے۔

مکہ عالمی مرکز بنا دیا گیا سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جملہ عالم کی اصلاح کے لئے مکہ بطور مرکز واحد قائم فرمایا تھا۔ اور انہوں نے اس اصلاح کُل کے کام کی بنیاد اور ترقی کی ذمہ داری اپنے پھلوٹے فرزند سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پر ڈال دی تھی بوجہ اُس اعلیٰ قابلیت کے جو ان کی ذات مستجمع الصفات میں مرکوز و موجود تھی۔

اسمٰعیل علیہ السلام کی پدری زبان بابلی تھی۔ مادری زبان قبطی تھی۔

ان کی علمی زبان عبرانی تھی۔ فلسطین میں رہ کر انہوں نے وہاں کی زبان پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ وہ یمن۔ حضرموت۔ نجد و بطحار کے لئے مبعوث تھی۔ جہاں کی زبان عربی تھی۔

اسماعیل علیہ السلام۔ مختلف السنہ کے عالم اور عربی میں مبلغ تھے۔ وہ حجاز کے حکمران خاندان کے داماد تھے۔ ان کی دوسری بیوی مصر سے لائی گئی تھی۔ چونکہ عربی ہی ایسی زبان تھی جس سے اسماعیل علیہ السلام کو تبلیغ کرنی پڑھی اس لئے عربی ہی ایسی زبان بن گئی تھی جس میں مندرجہ بالا ممالک کے علوم کی جامعیت پیدا ہو گئی تھی اور انوار نبوت اور علوم سماویہ کے اجتماع نے اسے جامع تر اور مکمل تر بنا دیا تھا۔

---

[1] اخبار الاندلس کا مصنف ایس۔ پی سکاٹ تسلیم کرتا ہے۔ کہ انگریزی زبان کے سب سے زیادہ روزمرہ کی اصطلاحات بغیر تبدیلی کے عربی زبان سے لئے ہوئے اب تک ہماری زبان میں موجود ہیں۔ فرنچ زبان کے اکثر الفاظ و محاورات عربی زبان سے ماخوذ ہیں ہسپینی زبان کو تو بگڑی ہوئی عربی کہا جاتا ہے۔ زبان اطالیہ پر جو اثر صقلیہ کے مسلمانوں نے ڈالا۔ وہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے"۔ ان فقرات سے معلوم ہو گیا۔ کہ یورپ کی زبانوں نے خود عربی سے اپنی روزمرہ کی ضروریات کو مانگ تانگ کر پورا کیا ہے۔ لہٰذا اُن میں حق ترجیح کی خصوصیات کب مل سکتی ہیں۔ کتاب ام الالسنہ میں ۴۷۳ ایسے الفاظ کی فہرست دی گئی ہے۔ جو انگریزی زبان سے لئے گئے ہیں۔ یہ مصنف کی ابتدائی کوشش ہے۔ اگر سب مسلمان اس موضوع کی تکمیل پر متفق ہو جائیں تو اس کا شمار ہزاروں تک پہونچ سکتا ہے اور بلا خوف انکار کیا جا سکتا ہے کہ ام القریٰ مکہ ہی کی زبان ام الالسنہ ہے۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

عربی زبان کے حق ترجیحی کی تائید میں یہ ایک وجہ منجملہ دیگر وجوہ ہے۔

زندہ رہنے والی زبان

اس کے بعد اس نکتہ پر بھی غور کرو۔ کہ قدرت الٰہیہ نے اسی زبان کو آخری کتاب کے لئے پسند فرمایا۔ جو زندہ رہنے والی زبان تھی۔

اس فقرہ کا مطلب سمجھنے کے لئے آپ اُن زبانوں کی تاریخ گزشتہ۔ اور حیثیت موجودہ پر غور فرمائیں۔ جن میں کسی الہامی کتاب کا ہونا آج تک بیان کیا گیا ہے۔

سابقہ الہامی کتابوں کی اصلی زبانوں کا حشر

وید کی زبان۔ ژند واستا کی زبان۔ توراۃ کی زبان۔ انجیل کی زبان۔ کیا آج دنیا میں کسی جگہ بولی جاتی ہے۔ یا کوئی شہر کوئی قریہ۔ کوئی کوچہ بھی ایسا ہے۔ جہاں اِن السنہ میں سے کسی لسان کا استعمال بطور زبان ہوتا ہے؟؟؟

عربی زبان کی خصوصیات

جواب میں ہر ایک راست گو کو قطعاً خاموش ہونا پڑیگا۔ نتیجہ صاف ہے کہ علم الٰہی نے جو ماضی وحال واستقبال پر حاوی ہے۔ اپنی آخری کتاب کے لئے کسی ایسی زبان کو لختیار نہ فرمایا۔ جو پردہ عالم سے جلد تر مردہ وناپید ہونے والی تھی۔ یا مردہ وناپید بن چکی تھی۔ بلکہ ایسی زبان کو حق ترجیحی عطا فرمایا۔ جس میں حیات اور نمو۔ اور قیام کی صفات اور استعداد اور طاقت موجود تھی۔

عربی کے زیرنگین ملک

عربی زبان کو دیکھو۔ وہ آج اپنے عہد تربیت کے علاوہ مصر وشام اور مراکو وسوڈان۔ الجزائر۔ ٹیونس کی بھی زبان ہے۔ وہ نہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے۔ بلکہ لاکھوں یہودی۔ کروڑوں عیسائی۔ اور ہزار در ہزار قبطی وحبشی کی بھی وہی پیاری زبان ہے۔ اُس میں آج لیڈن سے لیکر برازیل تک اخبار اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ حالانکہ اِن ممالک میں نہ عربی اقوام کی حکومت ہے نہ عربی اقوام کی سکونت ہے۔ اور نہ اسلامی مذہب کا تسلط ہے۔

انسانی طاقت سے مافوق حالات

یہ ایسی وجوہات ہیں۔ جن پر ایک فلسفی دماغ کو کامل غور کرنا لازم ہے۔ کیونکہ کسی زبان کا پردۂ عالم سے ناپید ہوجانا، یقیناً انسانی فعل سے برتر ہے۔ اور کسی ایک زبان کے استحکام وبقا کا اتنا وسیع ومحکم انتظام کرنا بھی کسی خاص قوم کی تدبیر سے بالکل ارفع واعلےٰ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اولڈ انگلش کا اب حال

آج اولڈ انگلش موجودہ انگریز کے لئے ایک نئی زبان کے برابر ہے یہ تفاوت صرف تین صدی کے اندر اندر کا ہے۔

قرآن مجید اور ۱۳ صدیاں

مگر قرآن مجید کی عظیم زبان اب تک حجازی۔ تہامی۔ یمنی۔ حضرمی نجدی۔ بطحائی کے لئے ویسی ہی صاف اور واضح ہے۔ جیسا کہ وہ چودہ صدی پیشتر تھی۔

جس زبان میں اس قدر قوتِ حیات موجود ہے۔ اس کا انتخاب میں آجانا بالکل ایک فطری امر تھا۔

عربی زبان کی تعریف یوروپین مؤرخ سے

ایس۔ پی سکاٹ جس نے بیس سال زیادہ عرصہ عربوں کی عادات وخصائل پر غور کرنے میں صرف کیا ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاندلس میں کہتا ہے[۱]

عربی زبان کی شیرینی۔ اس کی حیات بخش قوت۔ اس کا رسیلاپن۔ اُس کے استعارات کی کثرتِ بوقلمونی نے اُسے شاعری کے لئے اتنا موزوں بنا دیا ہے۔ کہ یہ درجہ دنیا کی کسی اور زبان کو بہت کم حاصل ہے۔ کوئی لفظ۔ کوئی محاورہ ایسا نہیں جو خوبصورتی اور لطافت کے ساتھ نظم میں موزوں نہ ہو جائے۔

نثر و نظم و موسیقی کا معیار اور عربی۔

اس کی نثر میں نظم کا مزہ آتا ہے۔ اور اُس کی نظم جیسا کہ اوزانِ عروض پر پوری اُترتی ہے۔ ویسے ہی قواعد موسیقی کے پورا کرنے میں بھی کامل ہے۔

صرف ونحو کی تکمیل

میں کہتا ہوں کہ علم الالسنہ کے عالمانِ زمانۂ حال پر یہ بات روشن ہو چکی ہے کہ عربی زبان کی صرف ونحو وسیع و مکمل ہے۔ اس کے لغات کثیر التعداد اور کثیر المعانی ہیں۔ اظہار جذبات کی اس میں بہت بڑی وسعت ہے۔

عربی مصادر تین حروف سے

عربی دان جانتا ہے۔ کہ تمام عربی مصادر کا مادہ سہ حرفی لفظ ہوتا ہے۔ اب یہ بھی جان لینا چاہیئے۔ کہ اس سہ حرفی لفظ کی ترتیب ایسے طریق پر رکھی گئی ہے۔ کہ جب اُنہی حروف میں تقدیم و تاخیر و تقلیب کر دی جائے تو اُس سے دوسرے۔ تیسرے۔ چوتھے پانچویں چھٹے درجہ تک مختلف معانی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

[۱] منشی محمد خلیل الرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور نے اس کتاب کا مکمل اردو ترجمہ چھاپ دیا ہے۔ ۱۲

AshAhleSunnet.com

۱- مثلاً س - ل - ب تین حروف ہیں - اس سے سلب اور سبل - لبس اور لسب - بلس اور بسل چھ الفاظ بن گئے ہیں اور سب بامعنی ہیں -

ایک مصادر کے حروف سے ۶ مصادر

۲- مثلاً ع - ر - ب - تین حروف ہیں - اس سے عرب - عبر - رعب - ربع بعر - برع - چھ الفاظ بامعنی مروج ہیں -

۳- مثلاً ق - م - ر - تین حروف ہیں - اس سے قمر - قرم - مقر - مرق - رمق - رقم - الفاظ بامعنی موجود ہیں -

۴- ر - ط - ب - تین حروف ہیں - اس سے رطب - ربط - طرب - اور طبر - اور اور برط و بطر سب بامعنی الفاظ ہیں - اور زبان پر جاری ہیں -

۵- ح - م - ل - تین حروف ہیں - اس سے حمل - حلم - ملح - محل - لمح - لحم - بامعنی الفاظ جاری ہیں -

۶- مثلاً س - ل - م تین حروف ہیں - اس سے سلم - سمل - لسم - لمس - ملس - بامعنی الفاظ الفاظ لغات میں موجود ہیں -

ایسی مثالیں سینکڑوں کی تعداد میں تلاش سے مل سکتی ہیں -

اس سے بڑھ کر یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ عربی زبان میں خاص خاص معانی کے لئے

خاص معنی کے لئے خاص حروف کی خصوصیت -
حرف م کی خصوصیت -

حروف کی خاص خاص خصوصیات ہیں - اور اُن حروف کو اُنہی خصوصیات کی وجہ سے اصل مادہ میں شامل کیا گیا ہے -

مثلاً حرف م میں معنی جمعیت کی خصوصیت ودیعت کی گئی ہے اور وہ بھی اس لئے کہ خود حرف مذکور کا تلفظ اس معنی کا خواستگار تھا - دیکھو اس کے ادا کرنے میں ہونٹ مل جاتے ہیں - اب اُن الفاظ پر غور کرو جن میں حرف م آتا ہے -

مثلاً اُمّ ماں یا درخت کے تنہ کو کہتے ہیں - بچے اپنی ماں سے - اور شاخیں اپنے تنہ سے جمعیت پاتی ہیں -

مثلاً توام - وہ دو بچے - جو ایک پیٹ میں ایک وقت رہے ہوں -

ہمّ .... وہ فکر جو انسان کے دل میں جم جائے -

AsliAhleSunnet.com

ضم .... ایک شے کا دوسرے کے ساتھ مل جانا۔

امام ... وہ شخص جس پر جماعت کا اجتماع ہو جائے۔

تمام ... وہ حالت جو جملہ اجزاء کی جامع ہو۔

حرف الف کی خصوصیت

اسی طرح حرف الف پر خیال کرو۔ اس کے ادا کرتے ہوئے آواز میں مَدّ پیدا ہوتی ہے۔ اس کی یہ خصوصیت معانی الفاظ میں بھی جلوہ گر رہتی ہے۔

طویل کے معنی ہیں لمبا۔ لیکن طوال کے معنی ہیں بہت لمبا۔ یہ ترقی حرف الف کی وجہ سے ہوئی۔ کبیر کے معنی ہیں بڑا۔ لیکن کبار کے معنے بہت بڑا۔ یہ حرف الف ہی کی فیض بخشی ہے۔

اعراب کا اثر معانی پر

آپ اس سے بھی آگے بڑھیں۔ کہ عربی زبان میں حرکات (ضمہ۔ کسرہ فتحہ) سے بھی الفاظ کا کام لیا گیا ہے۔ دیکھو۔ فعلت ایک لفظ ہے فتحہ تا سے مخاطب مذکر۔ کسرہ تار سے مخاطب مؤنث۔ ضمہ تا سے واحد متکلم۔ اور جزم تا سے غائب مؤنث کے معنی دیتا ہے۔

اعراب کی طاقتیں

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھئے۔ کہ حرکات میں ضعف و قوت کی تقسیم ہے ضمہ قوی تر ہے۔ پھر کسرہ۔ پھر فتحہ۔

یہ تقسیم خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ کیونکہ حرکات کی اس ضعف و قوت کا اثر الفاظ کے معانی پر بھی ہوتا ہے۔

غور کرو۔

حَمل۔ بالفتح۔ ایسا بوجھ۔ جس کا اُٹھانا ناگوار نہ ہو۔ مادہ کے پیٹ کا بچہ۔ یا درخت کا پھل۔

حِمل۔ بکسر۔ ایسا بوجھ۔ جس کا اُٹھانا دشوار ہو۔ (فَلَهٗ حِمْلُ بَعِيْرٍ)[1]

چونکہ کسرہ بہ نسبت فتحہ قوی ہے۔ اس لئے کسرہ نے معنی میں اتنی قوت پیدا کر دی۔

سَبْق۔ بفتح اول و جزم ثانی۔ دوڑ۔ سَبَق بفتحتین۔ وہ روپیہ جو دوڑ کی شرط پر لگایا جاتا ہے۔

[1] اتنا غلہ دیا جاویگا۔ کہ ایک مضبوط اونٹ بمشکل اٹھا سکے۔ آیت سورہ یوسف میں ہے۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

دوڑنا آسان ہے۔ مگر دوڑ کی شرط کا روپیہ ادا کرنا دشوار ہوتا ہے۔

پہلے لغت میں جزم ہے۔ دوسرے میں فتحہ۔ اس لئے ہر دو معنی میں تفاوت ہو گیا۔

حب۔ بالضم محبت۔ اور بہ کسر محبوب کو کہتے ہیں۔ محبت کی برداشت دشوار ہے مگر خود محبوب کبھی بار خاطر نہیں ہوتا۔

معنی میں یہ لطافت ضمہ اور کسرہ کے تفاوتِ قوت نے پیدا کر دی ہے۔

الغرض۔ عربی زبان کے ایسے ایسے اسرار ہیں جن سے دنیا بھر کی تمام السنہ کے خزانے خالی ہیں۔ بلکہ اُن اُمور سے ماہرین السنۂ دیگر کے کان بھی نا آشنا ہیں۔

حروف و حرکات کا معانی سے اور معانی کا حروف و حرکات سے تعلق -

اگر کوئی شخص عربی ہجی کے ہر ایک جداگانہ حرف کے خواص سے واقف ہو جائے اور اُس مناسبت کا علم بھی اُسے ہو جائے۔ جو حرکات کو الفاظ و معانی کے ساتھ ہے تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کسی معنی کے لئے کسی لفظ کا اختراع اور اس لفظ کے اُنہی حروف کا اختصاص بالکل دلائل پر مبنی ہے۔ اور یہ ایسے دلائل ہیں۔ جو باور کرا دیتے ہیں۔ کہ ٹھیک ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔

اس معنی کے لئے یہی لفظ، اور اس لفظ کے لئے یہی حروف۔ اور اِن حروف کے لئے انہی حرکات کا ہونا ضروری۔ و ناگزیر تھا۔

ابن جنی کا قول

علامہ ابو الفتح عثمان بن جنی (ولادت ۳۳۰ھ۔ وفات ۲۸ ربصفر ۳۹۲ھ) کا قول ہے۔ کہ بارہا ایسا ہوا ہے۔ کہ میں نے کوئی ایسا لفظ سُنا۔ جس کے معنی معلوم نہ تھے۔ تب میں اُس لفظ کی حروف پر اور حروف کی طاقت پر اور اُس مناسبت پر جو حروف کو معانی سے ہے غور کرتا۔ اور پھر اپنی ہی فہم سے اس لفظ کے ایک معنی قائم کر لیتا تھا۔ من بعد تحقیق اس کے وہی معنی ثابت ہوا کرتے تھے۔

علامہ ابن تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ رح کی بابت ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔

ان نظائر سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ عربی زبان کے ایک ایک لفظ کی بناوٹ میں کس قدر۔ خوض۔ اور غور۔ اور تعمق سے کام لیا گیا۔ اور مناسبات و ضروریات کا کتنا اندازہ لگایا گیا ہے۔ تب کوئی (سہ حرفی) لفظ بطور مادہ کے قائم کیا گیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

صرف کبیر — آپ اس سے بھی آگے، قدم رکھیں۔ اور اُس ایک لفظ کی صرف کبیر پر غور کریں تب معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ ایک لفظ کیا ہے۔ یہ تو ۹۶ الفاظ کا مورث اعلیٰ ہے۔

اشتقاق صغیر — اب آپ صرف کبیر ہی کو دیکھ کر تھم نہ جائیں۔ اور ٹھٹک نہ جائیں کیونکہ علماء لغت کے نزدیک تو اس صرف کبیر کا نام بھی اشتقاق صغیر ہے اس کے بعد اشتقاق اوسط اور پھر اشتقاق اکبر کا درجہ آتا ہے۔ اور اس طرح عربی الفاظ کے خاندان کا وسیع تعلق دیگر الفاظ کے ساتھ وسعت پذیر ہوتا جاتا ہے۔

اشتقاق صغیر کی تعریف تو صرف کبیر کے لفظ سے سمجھ میں آگئی ہوگی۔ بہتر ہے۔ کہ اشتقاق اوسط و اکبر کی مختصر تعریف لکھ دی جائے۔

اشتقاق اوسط — اشتقاق اوسط یہ ہے۔ کہ ایسے دو لفظ پائے جائیں جن کے حروف تو وہی ہوں۔ مگر ترتیب وہ نہ ہو۔ مثلاً قصد۔ اور صدق۔ بایں ہمہ ہر دو کے معانی میں ایک وجہ اشتراک موجود ہو۔

اشتقاق اکبر — اشتقاق اکبر یہ ہے۔ کہ الفاظ میں بعض حروف کے اعتبار سے اتفاق لفظی۔ اور بعض دیگر کے لحاظ سے اتفاق فی الجنس پایا جاتا ہو۔ مثلاً حزر عزر۔ اَزر پر غور کرو۔ ہر سہ لغات میں حروف حلقی کی شمولیت پائی جاتی ہے اور اسی لئے ہر ایک کے معنی میں شدت و قوت کا مفہوم موجود ہے۔

خاصیت ابواب — لفظ واحد کی بحث کی طرف پھر غور فرمائیے۔ جب آپ اُن خواص کو معلوم کریں گے۔ جو ہر ایک مزید فیہ باب میں منتقل ہو جانے سے اس لفظ کے اندر پیدا ہو گئے ہیں۔ تب آپ کو پتہ چل جائیگا۔ کہ یہ ایک لفظ کیا ہے۔ یہ تو ایسا خزانہ ہے۔ جس میں جذبات و کیفیات و تاثیرات انفسی و آفاقی کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ایک لفظ کے معانی کثیرہ اور وجہ اشتراک — زبان عربی کے حالات کی تفتیش میں آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ اس میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ ایک ایک لفظ معانی کثیرہ پر حاوی ہے۔ مثلاً عین۔ جس کے معنی آفتاب۔ چشمہ۔ زر مسکوک۔ آنکھ وغیرہ (۵۱) ہیں۔ اور باوجود اس کثرت معانی کی بھی ان سب میں ایک ایسی وحدت بھی موجود ہے۔ جو جملہ معانی کے لئے بطور وجہ مشترک ہے۔

AsliAhleSunnet.com

الفاظ کثیرہ کا مدلول واحد اور عدم اشتراک

اس زبان میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں۔ جو آت و اُلوف کی تعداد میں ہیں۔ اور معنی واحد۔ یا شے واحد پر دلالت کرتے ہیں۔ اور باوجود ایک وجہ مشترک پائے جانے کے ہر ایک لفظ میں ایک ایسا مابہ الامتیاز موجود ہے جو اُسے ایک مستقل لفظ بنائی ہوئی ہے۔ مثلاً عربی زبان میں شہد کے لئے (۸۰) سانپ کے لئے دو سو شیر کے لئے (۵۰۰) تلوار کے لئے ہزار نام موجود ہیں۔ تاہم ہر ایک نام اپنے اندر ایک جداگانہ صفت رکھتا ہوگا۔

کثرت و قلت لغات حسب ضرورت تمدن

جب آپ تمدن کے اصول سے اس کثرت و قلتِ لغات پر نظر ڈالیں گے۔ تو منکشف ہوگا۔ کہ اس کا مدار بھی ضروریاتِ انسانی اور خصوصیات قومی پر ہے۔ وہ اشیا جس کی کاروبار زندگی میں زیادہ ضرورت ہے۔ اس کے لئے لغات بھی وافر ہیں۔ اور جس کی احتیاج محدود ہے۔ اس کے لئے الفاظ بھی کمتر ہیں۔

حروف تہجی۔ مخارج و صوت و بیان میں ہمہ گیری۔

ان محاسن پر یہ بھی مزید ہے۔ کہ عربی تہجی کے الفاظ دنیا کی سب مشہور ترین السنہ کی تہجی سے کم ہیں۔ اور باوجود کمی۔ جس قدر حروف موجود ہیں۔ وہ نقل صوت اور سہولتِ بیان اور اصول مخارج کے لحاظ سے سب زبانوں سے زیادہ ہمہ گیر ہیں۔

عربی زبان خالص ہے توحید خالص کے لئے یہی موزون

ان جملہ اوصاف عالیہ کے بعد یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عربی زبان خود مستقل زبان ہے۔ وہ نہ کسی دوسری زبان سے مستخرج ہے اور نہ ہی کسی دوسری زبان سے مرکب ہے۔ فی الحقیقت توحید خالص کے بیان کے لئے ایسی ہی خالص زبان کا ہونا بھی لابدی تھا۔

یہ ہیں :۔ مختصراً وہ خصوصیات و محاسن جو عربی زبان کو دنیا کی سب زبانوں سے ممتاز و برتر ٹھہراتی ہیں" اور ان جملہ امور پر عبور کرنے سے بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جملہ اہل عالم پر یہ بھی احسان عظیم ہے۔ کہ اُس نے اپنے آخری پیغام اور کلام کے واسطے عربی زبان کو انتخاب فرمایا۔

عقل کی ضرورت

تَعْقِلُوْنَ ... عقل سے ہے۔ عقل کے معنی فہم و ادراک و تدبر ہیں۔ قرآن حکیم

AsliAhleSunnet.com

سے فائدہ اٹھانے کے لئے فہم و ادراک و تدبر ہی کی ازبس ضرورت ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ۖ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ﴿٣﴾

اے پیغمبر۔ ہم وحی قرآنی میں تم سے ان واقعات کا بیان اچھی طرح کرتے ہیں۔ اگرچہ تو اس سے پیشتر ان سے لا پروا تھا۔

نَقُصُّ .... (قصّ آثرہٗ قصًا و قصصًا) کسی شے کی دریافت کے لئے پیچھے پیچھے چلنا۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا وہ دونوں اپنے نشان قدم پر واپس ہوئے۔

احسن القصص

أَحْسَنَ الْقَصَصِ - بیان کا بہترین طریق۔ عام لوگ قصص بفتح کو قِصص بکسرِ ق سمجھ لیتے ہیں۔ اور مطلب یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خوبصورت قصہ بیان کیا جائے گا۔ مگر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ لفظ اَحْسَن کا تعلق تو بیان سے ہے۔ نہ کہ کسی داستان سے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مرغوب مضامین

لَمِنَ الْغَافِلِينَ .. غَفَلَ عَنْهُ اُس کام کو چھوڑ دیا۔ غافل لاپروا۔ آیت بالا سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا میلان طبع لوگوں کو دلچسپ قصے سُنانا اور سُننے والوں کے دلوں کو یوں لبھانا ہرگز نہ تھا۔ حضور کی تمام تر توجہ تو مسائل توحید و حشر و نشر۔ بیان اعمال صالحہ۔ تزکیہ قلب و تہذیب اخلاق عالم پر مبذول تھی۔

واقعات بشری سے استدلال

قرآن مجید میں بھی جن واقعات بشری کا بیان ہوا ہے۔ وہ بطور قصہ یا تاریخ نہیں۔ بلکہ استدلال و استناد کے طریق پر اُن کا مذکور ہوا ہے۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾

جب یوسف ؑ نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ پیارے باپ میں نے ۱۱ تارے اور چاند اور سورج کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

اسم یوسف کا عربی ترجمہ

یوسف ۔ عبری زبان کا نام ہے۔ عربی میں اس کا ترجمہ "مزید" ہے۔ ان کی پیدائش کے وقت ماں نے کہا تھا۔ کہ اللہ مجھے اور بھی بیٹا دے گا۔

AsliAhleSunnet.com

یوسف علیہ السلام کی مختصر سوانح ۔

یوسف علیہ السلام ۱۷ سال کے تھے ۔ جب چاہ میں گرائے گئے تین شب چاہ میں رہے ۔ چھ سال عزیز مصر کے گھر ۔ سات سال زندان میں ۔ ۳۰ سال کی عمر تھی ۔ جب مصر کے حاکم مطلق بنے ۔ ۴۰ سال کی عمر تھی ۔ جب باپ سے مصر میں ملاقات ہوئی ۔ ہشتاد سال فرمان روائی کی ۔ ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی ۔ پوتے اور پڑوتے دیکھے مصر میں مدفون ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے خروج از مصر کے وقت ان کے تابوت کو اپنے ساتھ لیا ۔ یوشع بن نون علیہ السلام نے اُس تابوت کو اُن کے جدی گورستان میں دفن کیا ۔

صحیح بخاری کی روایت عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیم علیہم وعلےٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ۔

لِاَبِیْهِ ۔ اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے ۔

اَبَتِ ۔ اصل میں "ابی" ہے ۔ ی کو ت سے بدل دیا ہے ۔

اَحَدَ عَشَرَ ۔ گیارہ ۔ ابن جریر نے بروایت عبدالرحمٰن بن سابط بیان کیا ہے ۔ کہ بستانہ یہودی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان گیارہ ستاروں کے نام پوچھے تھے ۔ اور حضور نے اُسے وہ نام بتلا دیئے تھے ۔ جو روایت مذکورہ میں درج ہیں ۔ بیہقی نے دلائل میں حافظ ابو یعلےٰ نے اور ابوبکر بزار نے اپنی اپنی مسند میں ۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اس روایت کو درج کیا ہے ۔ ان جملہ روایات میں حکم بن ظہیر راوی آتا ہے ۔ ائمہ حدیث نے اُسے ترک کر دیا ہے ۔ جرجانی نے اُسے ساقط الاعتبار بتایا ہے ۔ یہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے ۔ مگر اُس روایت میں بھی یہی حکم بن ظہیر شامل ہے ۔

كَوْكَبًا ۔ کوکب ۔ بجلی ۔ بجلی کی چمک ۔ غُلَامٌ كَوْكَبٌ ۔ روشن چہرہ نوجوان ۔ كَوْكَب روشن ستارہ ۔ یہی مراد ہے ۔

شمس ۔ سورج ۔ یہ اسم شِماس سے بنایا گیا ہے ۔ شماس کے معنی امتناع ہیں ۔ شماس الدابہ گھوڑے کا سوار کو چڑھنے نہ دینا ۔ چونکہ آفتاب کی روشنی آنکھ کو اس کی طرف دیکھنے سے روکتی ہے ۔ اس لئے اس کا نام شمس رکھا گیا ۔ یہ شمس عربی زبان میں مؤنث سماعی ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

اس میں بھی یہ لطافت ہے۔ کہ عورتوں کے حُسن پر نگاہ کرنے سے بھی ہم کو اُن کا احترام روکتا ہے۔

قَمَر - چاند - قمرہ سے یہ اسم بنایا ہے۔ قمرہ کے معنی شدت البیاض ہیں۔ سخت سفید کو اسی لئے اقمر کہتے ہیں۔

شمس و قمر کے لغوی معانی پر غور کرو۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہر ایک چیز کا نام بھی اُس چیز کی فطری خصوصیات پر تجویز کیا گیا ہے۔ بے وجہ گھڑنت نہیں۔ لغت عرب میں پہلی دوسری۔ تیسری رات کے چاند کا نام ہلال ہے باقی سب تاریخوں پر قمر کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ بدر اُس کی حالت تامہ کا علیحدہ نام بھی ہے۔

سَاجِدِیْن - اصل لغت میں سُجُوْد کے معنی سر جھکانا ہے۔ اور اظہار خضوع۔ اصطلاح شریعت محمدیہ میں پیشانی اور ناک کو زمین پر لگانا۔ اس طرح سے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے۔ اور دونوں پاؤں کی اُنگلیاں بھی زمین سے لگی ہوئی ہوں۔ رانیں پیٹ سے الگ ہوں۔ اور بازو پہلوؤں سے الگ اس اصطلاح کو اب حقیقت شرعیہ کہا جاتا ہے۔

خوابِ یوسف عجیب کیوں تھا

یوسف علیہ السلام کے خواب کے دو نظارے تھے (۱) ستاروں اور سورج چاند کو دیکھنا۔ یہ نظارہ اس لئے عجیب تھا۔ کہ سورج کی موجودگی میں تو کوئی تارہ نظر نہیں آیا کرتا۔ اس لئے بھی عجیب (۲) تھا۔ کہ آسمان کے لاکھوں تاروں میں سے صرف گیارہ ہی نظر آتے تھے۔ (۳) اس لئے بھی عجیب تھا۔ کہ وہ سب کے سب یوسف علیہ السلام کو سجدہ بھی کرتے تھے۔ سجدہ کے معنی خواہ لغوی مراد ہیں یا شرعی۔ بہر حال نجوم سماوی کا ایک بشر کے سامنے اس طرح پر جُھک جانا جس سے وہ بشر بھی سمجھ لے۔ کہ اُن کا جُھکنا اسی شخص کی تعظیم کے لئے ہے بالضرور عجیب تھا۔

ان دو نظاروں کی وجہ ہی سے "رَاَیْتُ" اول کے بعد اتیینا فا بار ثانی "رَاَیْتُھُمْ" لایا گیا ہے۔ اور چونکہ سجدہ کرنا ذوی العقول کا فعل ہے۔ اس لئے ساجدین کے لفظ سے بیان کیا گیا۔

یہی دونوں امر تھے۔ کہ یوسف علیہ السلام نے خواب کو اس قابل سمجھا۔ کہ نبی اللہ یعقوب علیہ السلام کے سامنے بیان کریں۔

AsliAhleSunnet.com

احادیث میں خواب کے متعلق چند آداب۔

احادیث پاک میں خواب کے متعلق چند آداب بتلائے گئے ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص برا خواب دیکھے۔ تو اسی وقت تھوک دے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ الخ پڑھے۔ اور کروٹ بدل لے۔ اس کا ذکر بھی کسی سے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے برے خواب کی تاثیر سے محفوظ رکھے گا۔

(۲) اگر اچھا خواب دیکھے۔ تو کسی عاقل۔ عالم۔ خیر خواہ سے بیان کرے۔

(۳) تعبیر بتانے والے کو لازم ہے۔ کہ تعبیر سوچ سمجھ کر بیان کرے۔ اور بری تاویل زبان پر لانے سے احتراز کرے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع

یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ بیٹا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ پھر تو۔ وہ تیرے لئے بد اندیشی کریں گے۔ شیطان تو انسان کا ضرور کھلا دشمن ہے۔ تیرا اللہ تجھے اسی طرح (جیسا کہ یہ اعلٰی خواب دکھلایا ہے) برگزیدہ بنائے گا۔ اور علم تعبیر خواب سکھلائیگا۔ اور اپنی نعمت کو تجھ پر اور آل یعقوب پر پورا کرے گا۔ جیسا کہ اس نے قبل ازیں تیرے بابا اسحٰق و ابراہیم پر نعمت کا اتمام کیا تھا۔ تیرا رب تو جاننے والا حکمت والا ہے۔

بُنَيَّ ۔ تصغیر ہے۔ پیار اور شفقت کا اس سے اظہار ہوتا ہے۔

رُءْيَا۔ مصدر ہے۔ جیسے بشریٰ و سقیا۔ اب مصدر بمعنی اسم مستعمل ہے۔ اور ہر ایک شے۔ جو انسان خواب میں دیکھتا ہے۔ اس پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ

AsliAhleSunnet.com

خواب۔ سپنا۔ رُؤیا کی چند اقسام ہیں۔

خواب کی قسم اول

الف:۔ وہ خواب جو ہضم کی خرابی اور فساد معدہ سے نظر کرتے ہیں۔ ایسے خوابوں میں عموماً اُس خلط کا غلبہ شامل ہوتا ہے۔ جو خواب دیکھنے والے کے مزاج میں غالب ہوتی ہے۔ صفراوی مزاج والا۔ تلوار۔ نیزہ۔ آگ۔ پیاس۔ سخت دھوپ۔ وغیرہ دیکھتا ہے۔ سوداوی مزاج سانپ۔ تاریکی شب۔ ظلمات۔ عفونت۔ وغیرہ دیکھتا ہے۔ بلغمی مزاج پانی۔ بارش۔ سردی۔ وغیرہ دیکھتا ہے۔

خواب کی قسم دوم

ب:۔ وہ خواب جو قوت متخیلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھی ہوئی۔ یا پڑھی ہوئی۔ یا سُنی ہوئی چیزوں کے متعلق جو تخیلات حِس مشترکہ میں رہ جاتے ہیں۔ اُن پر حِس مشترکہ اپنا تصرف کرتی۔ اور مختلف اجزا سے واحد شے بنا لیتی ہے۔ مثلاً ہاتھی کا قصہ پڑھا تھا۔ خواب میں ایسا شیر دیکھے جس پر ہاتھی کی طرح سواری کی گئی ہو۔ یا انسان دیکھے۔ جس کا سر ہاتھی جیسا ہو۔ یا ہاتھی دیکھے۔ جو انسان کی طرح دو پاؤں پر چلتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے خوابات میں واقعات کا کوئی تسلسل نہیں ہوتا۔ سب باتیں بے جوڑ بے ربط ہوتی ہیں۔ لیکن اُس کا ہر ایک جزو ایسا ہوتا ہے۔ جو پہلے سے متخیلہ میں موجود ہو۔ مثلاً انسان کے جسم پر ہاتھی کا سر۔ چونکہ حِس مشترکہ میں انسان اور ہاتھی دونوں کی صورت موجود تھی۔ اس لئے اُس نے اپنا تصرف اتنا کر دیا۔ کہ ایک کا دھڑ دوسرے کے سر سے مِلا دیا۔ ایسے خواب ہی "خواب پریشان" یا "اضغاث احلام" کہلاتے ہیں۔

خواب کی قسم سوم

ج:۔ تیسری قسم وہ ہے۔ جس میں معانی مجردہ کو صُور متشابہ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ روح انسانی جو غیر مادی و نورانی ہے۔ اس کا تعلق عالم روحانیات سے قائم رہتا ہے۔ اور چونکہ روح خود اس عالم سے ہے۔ اس لئے ان علوم روحانی کا تمثل صورپکڑی ہی میں متمثل ہونے کے بعد روح پر آشکار ہوا کرتا ہے۔

پس سچا خواب وہ ہے۔ جو روح پر عالم روحانی سے القا ہوا ہو۔ ایسے خواب مختصر۔ مسلسل موزوں ہوتے ہیں۔ اور بیداری کے بعد بھی اُن کی ایک خواص کیفیت قلب پر رہتی ہے۔ ایک ماہر علم تعبیر خواب کو سُنتے ہی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ یہ خواب پریشان ہے۔ بار ہا ایسے

AsliAhleSunnet.com

صادق ہے۔

مبشرات یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رویائے صادقہ ہی کو حدیث نبوی میں مُبَشِّرَات بتلایا ہے۔ اور رویائے صادقہ ہی کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ فرمایا گیا ہے۔

رویائے صادقہ اور نبوت کا ۴۶ حصہ۔ چھیالیسویں حصہ کے یہ معنی نہیں کہ جسے سچے خواب آتے ہیں وہ نبوت کے ۴۶ حصہ کا مالک ہوتا ہے۔ بلکہ رویائے صادقہ کے مقابلہ میں صداقت نبوت کی برتری کا بیان ہے۔ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز بھی رویائے صادقہ ہی سے ہوا تھا۔ اور ۶ ماہ کا زمانہ ایسا ہی تھا۔ کہ رات کو آنحضور صلعم جو خواب دیکھ لیتے۔ وہی دن میں علانیہ ظہور میں آجاتا۔

انبیائے کے خواب بھی اقسام وحی ہیں۔ اب یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی کی ایک قسم ہیں۔ اور اس لئے یہ ممکن نہیں۔ کہ اس کی تعبیر غلط ہو سکے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کا ذکر فرمایا ہے۔ سیدنا ابراہیم کا خواب ہے۔

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ

"اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا۔ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تم اس خواب پر غور کرو"

خواب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا ابراہیم صلعم نے فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ کہہ کر بیٹے کو وسعت تعبیر اور آزادی رائے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بیٹا سمجھتا ہے۔ کہ باپ نبی اللہ ہے۔ اور نبی کا خواب قسمے از وحی ہوتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ چونکہ فعل ذبح خود اُس کی ذات پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے باپ کا مقصود فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ سے فرزند کی رضا یہ تعمیل عنداً معلوم کر لینا ہے۔ بیٹا اصل فطرت میں نبی ہے۔ نبی زادہ ہے۔ فطرت طاہرہ کا مالک ہے۔ اس لئے جھٹ کہہ دیتا ہے۔ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؕ[1] قابل غور یہ ہے۔ کہ جس شے کو اسمٰعیل علیہ السلام نے مَا تُؤْمَرُ سے تعبیر کیا۔ یہ وہی ہے جسے خلیل الرحمٰن نے أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ فرمایا تھا۔

خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا تھا۔ کہ مسلمان احرام

---

[1] اے پیارے باپ آپ وہی کریں۔ جو حکم آپ کو ملا ہے۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

باندھے ہوئے بیت اللہ میں داخل ہوگئے ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ کسی مسلم کا مکہ میں داخل ہونا بالکل بند تھا۔ لیکن یہ خواب پورا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ[1] فرما کر اس خواب کے پورا ہونے کی خبر دی۔

ایک نکتہ فہم کے لئے قابل غور یہ ہے۔ کہ ہر دو خواب ٹھیک اُسی مرئی صورت میں پورے ہوئے۔ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے نہ تو بیٹے کی تعبیر کسی جانور سے کی۔ اور نہ ذبح کی تعبیر کسی اخلاقی ایثار سے فرمائی۔ بلکہ ذبح کو ذبح ہی قرار دیا۔ اور بیٹے سے بیٹا ہی سمجھا اور اس لئے فرزند کو زمین پر گرا کر چھری اُس کی گردن پر رکھ دی۔ دوسرے خواب میں مسجد الحرام سے مسجد الحرام ہی سمجھی گئی تحلیق اور تقصیر (سر منڈانے یا بال کٹانے) سے مراد تحلیق و تقصیر ہی سمجھی گئی۔ پس انبیاء علیہم السلام کے خواب میں صالحین اُمت کے خوابات سے یہ برتری ہوتی ہے۔ کہ ان میں تاویل کی گنجائش کم ہوتی ہے۔ اور وہ اکثر اپنی مرئی صورت ہی پر ظہور پذیر ہوا کرتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے جس وقت یہ خواب دیکھا تھا۔ اُسوقت وہ نبوت پر مبعوث نہ ہوئے تھے۔ مگر فطرت کی طہارت۔ اور بالقویٰ استعداد نبوت میں وہ اپنے دادا سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی کے مماثل تھے۔

خواب یوسف صدیق میں تھوڑی سی تعبیر ہوئی۔

ان کے خواب میں ذرا سی تعبیر ہوئی ہے۔ کیونکہ خواب کی صورت مرئیہ ہی تعبیر کی خواہاں تھی۔ وجہ یہ ہے کہ سجدہ کرنا ذوی العقول کا کام ہے اور جب کوئی ایسا کام جو ذوی العقول سے خاص ہو۔ خواب میں کسی غیر ذوی العقول کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔ تب ضرورۃً وہ صورتِ خواب تعبیر طلب ہو جاتی ہے۔

اِن ضروری مباحث کے بعد تفسیر کی جانب آئیے۔

اِخْوَتِكَ۔ اِخْوَۃ۔ اَخ کی جمع ہے۔ اِخْوَان بھی اَخ کی جمع ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ اِخْوَۃ نسب کے بھائیوں کے لئے۔ اور اخوان برادران محبت کے لئے مستعمل ہے مثل ہے لخوان الود اد خیرٌ مِنْ اِخْوَةِ الْوِلَادِ۔

يَكِيْدُوْا۔ کید سے ہے۔ کید کے معنی فریب ہیں۔ اور جب ل کے صلہ کے ساتھ آتا

[1] اللہ نے اپنے رسول کا خواب ٹھیک ٹھیک پورا کر دیا۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

ہے۔ تو حیلہ کرنا جنگ کرنا۔ ارادہ بد کرنا مراد ہوتا ہے۔ یکیدُوْالَکَ کے یہی معنی ہیں۔ کہ تیرے بھائی تیرے بد اندیش بن جائینگے۔

اَلشَّیْطَان۔ شطن سے بنا ہے۔ شیطان کے لغوی معنی سانپ۔ اور سرکش و نافرمان ہیں۔ الشیطان ابلیس لعین کا عَلَم ہے۔

یَجْتَبِیْکَ۔ اجتبار سے ہے۔ اس کا مادہ جَبْیٌ ہے۔ جس کے معنی جمع کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ یُجْبیٰ اِلَیْہِ ثمرات کل شئی (قصص) اجتبار کے معنی پسند کرنا۔ برگزیدہ کرنا ہے۔

تَاْوِیْل۔ آل اوْلاً سے ہے۔ اوْل کے معنی رجوع کرنا ہے۔ اور تاویل کے معنی مُحتملاتِ کلام میں سے احتمالِ قوی کا بیان کر دینا ہے۔

اَلْاَحَادِیْث۔ اُحْدُوْثَہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی واقعاتِ جدیدہ ہیں۔ تاویل الاحادیث سے مُراد علم الرؤیاد۔ اور فراست صادقہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان ہر معاملہ کی کُنہ تک پہنچ جائے۔

اٰل۔ وہ متعلقین جو کسی بڑے شخص سے نسبت رکھتے ہوں۔ یہ لفظ کسی کم حیثیت شخص کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں لفظ آل کا استعمال

آل ابراہیم	سورہ نساء و عمران میں
آل داؤد	سورہ سباء میں
آل لوط	سورہ حجر و نمل و قمر میں۔
آل موسیٰ۔ و آل ہارون	سورہ بقر میں۔
آل یعقوب	سورہ یوسف و مریم میں

آل فرعون۔ سورہ قصص۔ قمر۔ بقرہ۔ عمران۔ اعراف۔ ابراہیم۔ و مومن میں وارد ہے۔

"آل کیلئے قرابت نسب ضروری نہیں" آل میں داخل ہونے کے لئے قرابتِ نسب ضروری نہیں۔ دیکھو سورہ بقرہ میں ہے۔ وَ اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ[1] اور سورہ ذاریات میں ہے۔۔۔۔

[1] ہم نے آل فرعون کو غرق کر دیا۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

فَاَخَذۡنٰهُ وَجُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِی الۡيَمِّ[1] پہلی آیت میں آل فرعون اُنہی کو کہا گیا ہے۔ جسے دوسری آیت میں جنود فرعون بتایا گیا ہے۔

قرابتی ضرور آل میں شامل ہیں

لیکن قرابت داران نسب لغت اور عرف میں آل کے اندر ضرور شامل ہوتے ہیں۔ اصطلاح شرعیہ میں آل میں ہونے کے لئے ایمان و عمل صالح کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اُن کے فرزند کی بابت فرمایا تھا۔ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ[2]

خبر آل سے مخفی رکھنا ہے

یعقوب علیہ السلام نے خواب سُن کر سمجھ لیا۔ کہ یوسف علیہ السلام کی شان کیسی بلند ہونے والی ہے۔ سمجھ لیا۔ کہ اس کا اثر برادران یوسف علیہ السلام پر کیا ہو گا۔ یہ سمجھنے کے بعد انہوں نے اصل سوال کا جواب دینے سے پیشتر اول دفع ضرر کی تدبیر کو مقدم خیال فرمایا۔ اور یہ ارشاد کیا کہ "یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ مبادا کہ وہ بد اندیش بن جائیں"

کیونکہ یہ خواب بتلاتا ہے کہ خواہ کوئی شخص آسمان عزت کا کوکب درخشاں بھی بن جائے تب بھی اسے یوسف علیہ السلام کے سامنے عاجز و ذلیل ہونا پڑے گا یہ تصور کہ فلاں شخص کے سامنے عاجز و ذلیل ہونا پڑے گا موجب حسد ہے اور حسد ہی وہ کمینہ صفت ہے جس کا اول اول ظہور ابلیس سے ہوا۔ وہ آدم علیہ السلام کی عزت و شرم کو نہ دیکھ سکا۔ اور حسد میں ایسا جل بھن گیا۔ کہ امر آلہی کی بھی وقعت نہ کی۔

حاسد کو حسد کا موقعہ نہ دو

اس تدبیر سے یعقوب علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ حاسد کو حسد کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ حسد کی مضرات کا اثر بسا اوقات محسود ہی کی ذات پر ہوا کرتا ہے۔

اس تمہیدی جواب کے بعد یعقوب علیہ السلام نے ضمن (مرتب ہونے والے) نتائج کا بیان بطور تاویل خواب فرمایا۔

الف:۔ خدا تجھے مجتبیٰ بنائے گا۔

اجتباء

لفظ اجتبار کا اطلاق انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھی ہوا ہے۔ اور اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی آیات ذیل پر غور کرو۔

---

[1] ہم نے فرعون کو اور اُس کے لشکروں کو پکڑ اور ان کو سمندر میں ڈال دیا۔ ۱۲ [2] یام تیری اہل میں نہیں۔ کیونکہ اُس کے عمل صالح نہیں۔ سورہ ہود۔ ۱۲

AsifAhleSunnet.com

(۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا (مریم)

(۲) وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ (حج ع ۱۰)۔

ب۔ اللہ تجھے اپنی نعمت کامل عطا فرمائیگا۔ جیسا کہ اُس نے اسحٰق و ابراہیم علیہما السلام پر اتمام نعمت کیا تھا۔

نِعْمَتْ۔ بلحاظ وضع لغوی نعمت اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان لذت گیر ہوتا ہے۔

اتمام نعمت اب ہر ایک اُس شے پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جو لذت مسرت کا سبب ہو۔

قرآن مجید میں لفظ نعمت کا استعمال مادی وروحانی۔ اور دنیوی و دینی (ہر دو) حالتوں پر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔ (س لقمان ۳۶) خدا نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں بھرپور عطا کیں۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ (س مزمل) مجھے اور اُن نعمت والوں کو جو جھٹلانے والے ہیں۔ سمجھ لینے دے۔

لیکن جس جگہ کسی دینی یا روحانی یا شرف اصلی کا ذکر ہوتا ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو اپنی طرف مضاف فرمایا ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (س ابراھیم) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو گے تو شمار نہیں کر سکو گے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (والضحیٰ) اپنے پروردگار کی نعمت کا بیان کیا کر۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ (فاتحہ)۔

ف۱ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت فرمائی۔ انبیاء میں سے جو آدم کی ذریت ہیں یا نوح کے ساتھ سوار ہوئے یا جو ابراہیم و اسرائیل کی ذریت ہیں۔ اور جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور برگزیدہ کیا۔ ۱۲ ف۲ اللہ کے حقوق میں جہاد کرو۔ جہاد کرنے کا حق۔ اُس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ہم کو سیدھی راہ پر لئے چل - وہ راہ - جو اُن بندوں کی ہے جن پر تو نے انعام کیا -

مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء ۹۶) - جو کوئی اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے - اُس کا ساتھ اُن بندوں کے ساتھ ہوگا - جن پر خدا نے انعام کیا ہے - اور وہ انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں -

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا میں ہے -

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ (نمل) - اے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی - شکر ادا کیا کروں -

مسیح علیہ السلام کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے -

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (زخرف ع ۶) - وہ تو صرف بندہ ہے ہم نے اُسے نعمت دی -

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا درجہ

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی صفت میں باری تعالیٰ نے فرمایا ہے -

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب) اللہ نے بھی اُس پر انعام کیا - اور تو نے بھی اُس پر انعام کیا -

ان جملہ موارد پر تدبر سے معلوم ہوا - کہ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ کے معنی صرف نبوۃ نہیں ہو سکتے تھے - لیکن اُس نعمت کا مشبہ بہ اسحٰق و ابراہیم علیہما السلام کی نعمت کو فرمایا گیا ہے - اس لئے اب یہی معنی ٹھہرے - کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی منصب نبوۃ پر ممتاز فرمائے گا -

یعقوب علیہ السلام کا حسنِ ادب

اس تشبیہ کے وقت یعقوب علیہ السلام نے اپنا نام نہیں لیا اور ان کا ایسا کرنا از راہ تواضع و انکسار ہے کہ آبا کرام کے پہلو بہ پہلو اپنا ذکر چھوڑ دیا - اس سے ہم کو حسن ادب کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے -

آلِ رجل

یعقوب علیہ السلام نے اپنے ذکر کے لئے وعلیٰ آلِ یعقوب کا لفظ استعمال فرمایا - یاد رکھنے کی یہ بات ہے - کہ آل الرجل میں خود وہ شخص بھی شامل ہوا کرتا ہے -

آیت سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پر غور کرو - یہ جواب اگرچہ سیدہ سارہ

AsliAhleSunnet.com

کو دیا گیا تھا۔ مگر اسی قاعدہ سے کہ لفظ اہل البیت میں خود ابراہیم علیہ السلام بھی شامل تھے عَلَیْکُمْ میں ضمیر مذکر کا استعمال کیا گیا۔

صحیحین میں الفاظ درود

صحیحین کی حدیث بروایت ابو حمید ساعدی میں درود شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰھم صلِّ علٰی محمّدٍ وعلٰی اٰل محمّدٍ کما صلیت علی اٰل ابراھیم اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ کہ کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم۔

یعقوب علیہ السلام نے شرف نبوۃ یوسف کی خبر دے کر اُسے اپنے حق میں بھی نعمت فرمایا ہے۔ کیونکہ اب تک حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبی اللہ اور ابن نبی اللہ ہونے کا شرف تو ملا ہوا تھا۔ اب اس خواب سے یقین ہو گیا کہ اُن کو ایک نبی اللہ کے والد ہونے کا اعزاز بھی ملے گا۔

وزن فعیل کے الفاظ کی خصوصیات

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ آیت کو عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ پر ختم کیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب وزن مفعول سے عدول کر کے وزن فعیل اختیار کیا جاتا ہے۔ تو اُس سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے۔ کہ صفت بمنزلہ حرارت غریزی اور فطرت جبلی ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حبیب بہ نسبت محبوب کے اور حمید بہ نسبت محمود کے زیادہ بلیغ ہے۔

اسمائے حسنیٰ کا مدلول آیت سے تعلق

دوسری بات یہ یاد رکھنے کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اس اعتبار سے تو سب برابر ہیں۔ کہ ہر ایک اسم پاک انفرادی جان میں بھی ذات الوہیت پر دلالت قوی رکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہر ایک اسم اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے اور اُس اسم کا ایک خاص عالم جداگانہ ہوتا ہے اور جو اسم پاک جس آیت میں لایا گیا۔ اُس کو مدلول و مفہوم آیت کے ساتھ تعلق شدید اور مناسبت کلی ہوتی ہے۔ اس جگہ علیم حکیم کا لانا انتخاب و اجتباء کی وجہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ ان اسماء سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ جو علم و حکمت یوسف علیہ السلام کو ملنے والی ہے۔ وہ اُس علیم و حکیم کی طرف سے ہے۔ جو اپنی علم و حکمت سے یہ جانتا ہے۔ کہ کون اس عُہدہ عالیہ کا شایان اور موزون ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر ہے۔ اَللّٰہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ[1]

[1] اللہ ہی کو علم ہے۔ کہ وہ اپنی رسالت کے لئے کسے پسند فرماتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

فصل برادران یوسفؑ کے عناد کا آغاز

"خواب بینی - مشورہ - یوسف علیہ السلام کا چاہ میں گرایا جانا - وغیرہ وغیرہ"

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ﴿٧﴾ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٨﴾

یوسفؑ اور اُس کے بھائیوں کے حالات میں سوال کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ جب انہوں نے آپس میں یہ کہا کہ یوسفؑ اور اُس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں ہمارا باپ تو صریح غلطی میں ہے۔

إِخْوَتِهِ - برادران یوسف دس تھے - جو اس مشورہ میں شامل ہوئے -

برادران یوسف کے نام معہ تفصیل والدہ

از بطن لیاہ بیگم ۶ - روبن - شمعون - لاوی - یہوداہ - اشکار - زبلون -

از بطن زلفہ لونڈی ۲ - جد - آشر -

از بطن بلہا لونڈی ۲ - نفتالی - دان -

یوسف علیہ السلام کے سات بھائی بنیامین شامل مشورہ نہ تھے -

برادران یوسف کی نبوت کسی اسلامی یا اسرائیلی روایت سے ثابت نہیں

اِسی مقام پر یہ لکھ دینا ضروری ہے - کہ یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹوں میں سے صرف یوسف علیہ السلام ہی نبی اللہ تھے - باقی ہرگز نبی اللہ نہ تھے - کوئی صحیح اسلامی روایت یا اسرائیلی حکایت اس بارہ میں مروی نہیں - علامہ ابن حزم - ابن کثیر - خازن وغیرہ - مفسرین نے نہایت جزم کے ساتھ اس رائے کو بیان کیا ہے - لہٰذا ہم کو ان لوگوں کے افعال کی جو منہاج نبوت سے دور تھے - تاویل کرنے کی ضرورت نہیں - ابن حزم کتاب الفصل ج ۲ میں لکھتے ہیں - "وَإِنَّ اخوة یوسف علیہ السلام لم یکونوا انبیاء ولا جاء قط فی انہم انبیاء نصٌّ لا من القرآن ولا من سنة صحیحة ولا من اجماع ولا من قول احد من الصحابة رضی اللہ عنہم اجمعین"

ترجمہ یہ ہے - کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے اُن کی نبوت کے متعلق ہرگز

AsliAhleSunnet.com

ہرگز کوئی نص موجود نہیں" نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اور صحابہ کرام میں سے کسی ایک صحابی کا قول بھی اس بارہ میں ثابت نہیں"۔

یہودیوں نے قریش کو آنحضرتؐ کا امتحان لینے کیلئے سوالات سکھلائے

لِّلسَّآئِلِيْنَ - مختلف روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود نے قریش کو سکھلایا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کریں۔ کہ بنی اسرائیل مصر کیونکر جا پہنچے تھے۔ مغرور یہود کا خیال تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تاریخی سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کو نازل فرمایا۔ اور تمام اصلیت کو واضح فرما دیا۔

اٰيٰتٌ - للسائلین کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ واقعات یوسفی میں قدرت ربانی حکمت الٰہی۔ فطرت انسانی۔ اور تواریخ بشری کے بہت سے سبق موجود ہیں۔

واقعات کنعان ومصر کو مکہ مدینہ میں دُہرایا جائے گا۔

اس کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ سائلین خواہ قریش ہیں۔ یا در پردہ یہود ہیں۔ اُن دونوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اب سرزمین مکہ ومدینہ پر وہی واقعات ظہور میں آنے والے ہیں۔ جو کنعان ومصر میں ہوئے تھے۔ ان یہودیوں کو جو اسماعیلی نبی کے بھائی ہیں۔ اور ان قریش کو جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت رکھتے ہیں۔ ایک دن حضور صلعم کے سامنے ویسا ہی مطیع ومنقاد ہونا پڑیگا۔ جیسا کہ برادران یوسف کو یوسف صدیق عؑ کے سامنے اطاعت اٹھانی پڑی تھی۔

قریش کے لئے ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے۔ کہ آج تم یہودیوں کی محبت پر اعتماد کرتے ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اُن سے مخالفت (عہد وپیمان) کرتے ہو۔ مگر یہ تو وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے سگے بھائی یوسف صدیق کے ساتھ ظلم و بے وفائی کی تھی۔

قریش کے دس قبائل جو دشمن نبی تھے

ہم نے صراحت کردی ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کے خلاف مشورہ کرنے والے دسؔ بھائی تھے۔ قریش میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خوب زیادہ حصہ لینے والے دسؔ بطون تھے۔ یعنی بنو مخزوم۔ بنو عدی۔ بنو تمیم۔ بنو اسد۔ بنو اُمیہ۔ بنو سہیم بنو جمح۔ بنو عبدالدار۔ بنو کعب۔ بنو نوفل۔ نزول سورہ کے بعد یہ سب یکے بعد دیگرے داخل اسلام ہو گئے تھے۔

وَاَخُوْهُ - اور یوسف کا بھائی۔ ان کا نام بنیامین تھا۔ ماں نے اُن کا نام صالت

AshAhleSunnet.com

در دمیں بنونی رکھا تھا۔ جس کے معنی دُکھ درد کا بیٹا ہیں۔ مگر یعقوب علیہ السّلام نے ان کا نام بنیامین رکھا جس کے معنی دہنے ہاتھ کا فرزند ہیں۔

بنیامین کا نام پہلے بنونی تھا اور والدہ کا انتقال

(کتاب پیدائش ۳۵/۱۸) اُنکی والدہ راحیل بیگم کا انتقال بنیامین کے نفاس ہی میں ہو گیا تھا۔ بنیامین جب مصر میں یوسف علیہ السلام کو ملے۔ تب ان کی عمر تقریباً ۳۸ سال تھی اُس وقت یہ دس فرزندانِ ذکور کے والد تھے۔

اَحَبُّ۔ ذکر تو یوسفؑ و بنیامینؑ کا تھا۔ مگر اَحَبُّ واحد صیغہ لایا گیا ہے۔ اس کی ایک تو یہ وجہ ہے۔ کہ افعل میں واحد اور مافوق آجاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ برادرانِ یوسفؑ کا حسد اصلی تو یوسف علیہ السّلام ہی کے ساتھ تھا۔

فرزندانِ اسرائیل کا الزام غلط تھا

برادران یوسف نے جو الزام باپ کو لگایا۔ در اصل وہ خیالی تھا۔ ورنہ اللہ کے نبی۔ اور اسرائیل یعقوب علیہ السلام سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک یا دو بیٹوں کو حقوق میں زیادہ بڑھا دیتے۔ اور دس بیٹوں کو کم رکھتے۔ صحیح مسلم کی کتاب الھبہ میں ہے کہ بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند نعمان کو ایک غلام دیا۔ اور اس ہبہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ دوسرے بیٹوں کو بھی اُس نے ایک ایک غلام دیا ہے؟ بشیرؓ بولے نہیں۔

تقسیم غیر مساوات پر نبی صلعم کا ارشاد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں ظلم و جور پر گواہ نہیں بنتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کی کم سنی۔ اور بنیامین کی طفولیت کی وجہ سے اُن کی غور و پرداخت زیادہ رکھتے ہونگے۔ جس کا نام انہوں نے "اَحَبِّیَّت" رکھ لیا تھا۔ یہ صاف طور پر آشکار ہے۔ کہ ان دس بھائیوں پر بدوِیَّت زیادہ غالب تھی۔ کہ باپ کو بھی اعتراض سے نہ چھوڑا۔ اور نبی اللہ کی شان میں "ضلالِ مبین" کا لفظ استعمال کیا۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا ایثار
حسنین علیہما السلام بمنزلہ دو چشم
تھے علی مرتضیٰ کیلئے ابن حنفیہ بمنزلہ بازو

کاش ان میں محمد (حنفیہ) رضی اللہ عنہ کی سی وسعت خاطر کا مادہ موجود ہوتا۔ یہ سید بزرگوار سیدنا علی مرتضیٰ رضؓ کے فرزند ہیں۔ خلافت مرتضوی میں یہی سپہ سالار فوج تھے۔ اور اکثر لڑائیوں میں انہی کو جانے کا حکم ملا کرتا تھا۔ کسی نے ان سے کہا کہ تمہارا باپ حسنؓ و حسینؓ کو کہیں بھی نہیں بھیجتا۔ اور تم کو ہمیشہ موت

AsliAhleSunnet.com

کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ محمد حنفیہ رض نے فرمایا حسنین (علیہما السلام) میرے والد کی آنکھیں ہیں۔ اور میں اپنے باپ کا بازو ہوں۔ بازو اور آنکھ کے کام الگ الگ ہوتے ہیں۔

مسلم کیلئے مسئلہ احبیت قابل غور ہے

ایک مسلم با ایمان کے لئے قابل غور اَحبیت کا مسئلہ ہے۔ ابناء یعقوبؑ کو یہ اعتراض نہ تھا۔ کہ باپ کو یوسف و بنیامین کے ساتھ محبت کیوں ہے۔ اُن کا تو یہ اعتراض تھا۔ کہ ہم سے زیادہ محبت کیوں ہے۔ غور کرو۔ کہ جب ایک بھائی دوسرے بھائی کی احبیت نہیں دیکھ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اُس کے بندہ کی محبت دیگر اشیاء کے ساتھ بمقابلہ محبت اللہ بڑھی ہوئی ہو۔ قرآن مجید میں صاف طور پر فرما دیا گیا ہے۔

حکم قرآنی مسئلہ احبیت پر

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (سورہ توبہ ع ۳)۔

ترجمہ: مومنو سے کہہ دیجئے۔ کہ اگر تم کو تمہارے ماں باپ۔ بیٹا بیٹی۔ بہن بھائی۔ شوہر بیوی۔ خویش قبیلہ۔ اور وہ مال و زر جو تم نے سمیٹا ہے۔ اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو ڈر ہے۔ اور وہ ستھرے ستھرے مکان جو تمہیں پسند ہیں تم کو اللہ و رسولؐ اللہ۔ اور جہاد براہ خدا سے زیادہ پیارے ہیں۔ تب تم ٹھہرو حتیٰ کہ خدا اپنا حکم تمہارے لئے جاری کرے۔

ارشاد رسولؐ مسئلہ احبیت پر

حدیث پاک میں آیا ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (صحیحین عن انس رض) ترجمہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں بنے گا۔ جب تک کہ میں اُس کو اُس کے باپ بیٹے اور سب انسانوں سے بڑھ کر پیارا نہیں بن جاؤں گا۔

عصبہ کا اطلاق

عُصْبَۃٌ۔ گھوڑوں۔ یا پرندوں کی ٹکڑی ایسے مردوں کی جماعت جن میں قرابت ہو۔ جو ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوں۔ عموماً دس تک اس کا اطلاق کیا جاتا ہے ابنائے یعقوب اس شورہ والے بھی دس ہی تھے۔

ضَلَال۔ (ضل الرجل ضلالا عن الطریق) وہ رستہ کھو بیٹھا۔

AsliAhleSunnet.com

باپ کی ہدایت کے بعد یوسف علیہ السلام نے تو خواب کا ذکر بھائیوں سے نہیں کیا۔ لیکن ان کے بھائیوں نے خود بخود یہ گمان کیا۔ کہ ان کے باپ کی محبت یوسف و برادر یوسف سے زیادہ ہے۔ اور ان سے کم ہے۔

اب انہوں نے اس پر بحث کی۔ اور اپنی فضیلت کی دلیل میں یہ بیان کیا۔ کہ ہم تعداد میں بھی زیادہ ہیں۔ اور طاقتور بھی ہیں۔ اور یوسف میں کوئی سی خوبی بھی نہیں۔ اس مرحلہ تک پہنچ کر جھٹ فتویٰ لگا دیا۔ کہ ہمارا باپ ہی گمراہی میں پڑ گیا ہے۔

خود بینی۔ خود داری۔ قیاس

اللہ اکبر۔ خود بینی۔ خود رائی کی یہ انتہا ہے۔ کہ نبی اللہ کو گمراہ کہہ دینا تو آسان سمجھ لیا۔ مگر اپنی کسی نقص۔ یا عیب کی طرف نہ دیکھا۔ سعادت مندانِ ازلی کے لئے اس مقام پر بہترین تعلیم یہ ہے۔ کہ کبھی اپنی رائے و قیاس کو حکم خدا و رسول سے مقدم نہ کریں۔ اور حسن ادب بزرگان کے تارک نہ ہوں۔

ۨاقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡهُ اَرۡضًا یَّخۡلُ لَكُمۡ وَجۡهُ اَبِیۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ قَوۡمًا صٰلِحِیۡنَ ﴿۹﴾

یوسف کو قتل کر دو۔ یا کسی دور جگہ پر پھینک آؤ۔ تمہارے باپ کا رخ تمہاری ہی طرف ہو جائے گا۔ اور اس کام کے بعد تم نیکوکار بن جانا۔

اِطۡرَحُوۡهُ۔ (طَرَحَهٗ طَرۡحًا) اَلۡقَاهُ وَاَبۡعَدَهٗ۔

اَرۡضًا۔ بے پہچان جگہ۔ ملک بعید۔

یَخۡلُ لَكُمۡ۔ خلا یخلو خلوًا سے) خلا بالشی کے معنی ہیں کسی شے کے ساتھ منفرد ہونا کسی دوسری شے سے خلط ملط نہ ہونا۔

من بعدہ۔ کی ضمیر بعد قتل۔ و اطراح کی طرف ہے۔

نیک مقصد کیلئے عمل بد

برادران یوسفؑ نے یہ قرار دینے کے بعد کہ باپ کو یوسف کے ساتھ ہم سے زیادہ محبت ہے۔ یہ تجویز کی۔ کہ یوسفؑ کو قتل کر دینا۔ یا دور پھینک آنا چاہیئے۔ تجویز کا فائدہ یہ بتلایا۔ کہ باپ کی مہربانی حاصل کر لیں گے۔ اور چونکہ باپ کی مہربانی کا حاصل کرنا بجائے خود ایک نیک کام ہے۔ اسلئے اس تجویز پر عمل کرنا ضروری ہے۔

AsliAhleSunnet.com

گناہ بامید توبہ لیکن اس تجویز کے بعد اُن کو یہ بھی کھٹکا رہا۔ کہ معصوم۔ بے گناہ۔ چھوٹے بھائی کو قتل کرنا۔ یا دور پھینکوانا ظلم صریح ہے۔ اس کا توڑ یہ سوچ لیا۔ کہ ایسا تو کر گزرو۔ بعد میں توبہ تائب ہو جائیں گے۔

اللہ اکبر۔ نفس و شیطان کا یہ اتنا دھوکہ ہے۔ کہ ہزارہا جرائم اور کبائر کا ارتکاب انسان اسی شیطانی دھوکہ میں آکر کر بیٹھتا۔ اور زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیطَانُ اَعمَالَہُم[۱] کا مصداق بن جاتا ہے۔

احکام کے مقابلہ میں رائے و قیاس اس فریب میں انسان اُس وقت آتا ہے جب احکام الٰہی میں اپنی رائے۔ یا قیاس کا دخل دینے لگتا ہے۔ اگر انسان سمجھ لے۔ اور خوب یاد رکھے۔ کہ کوئی عمل اس لئے صالح (نیک) نہیں بن جاتا۔ کہ اس شخص کے نزدیک وہ صالح ہے۔ بلکہ عمل صالح تو وہ ہے۔ جس کے کرنے کا حکم یا اجازت شریعت میں موجود ہو۔ اور اُسے سنّت راشدہ کے مطابق بھی کیا جائے۔

وہ یاد رکھے۔ کہ خلاف شریعت کوئی بھی عمل نیک نہیں کہلا سکتا۔

اِن دو ۲ اُمور کے یاد رکھنے پر انشاء اللہ اس فریب سے ہر ایک مسلم بچا رہیگا۔

عمل صالح کسے کہتے ہیں۔ ارتکاب گناہ کے متعلق اس سے بھی بڑا دھوکا یہ ہے۔ کہ اب تو یہ کام کر لیں۔ اور پھر آئندہ کے لئے توبہ کر لیں گے۔ بہت سے لوگوں نے اس فریب شیطانی میں آکر سینکڑوں فقرات ع "غفور است ایزد تو ساغر بزنش" جیسے خود گھڑت بنا رکھے ہیں۔

توبہ کا پاک مسئلہ اور اعتراض یہ وہ دھوکا ہے۔ جس نے ہزاروں۔ لاکھوں انسانوں کو معصیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ جس نے گناہ یا جرم کی حقیقت کو انسان کی نگاہ میں بالکل خفیف بنا دیا ہے۔ جس نے توبہ کے پاک مسئلہ کو معترضین اسلام کی نگاہ میں قابلِ نفرت ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہماری ہدایت و بہبودی کے لئے توبہ کا جو اصول ہم کو سمجھایا ہے۔ وہ یہ ہے۔

اِنَّمَا التَّوبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَاُولٰئِكَ يَتُوبُ اللهُ

[۱] شیطان نے اُن کے عملوں کو اُن کی نگاہ میں اچھا بنا دیا ہے۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

عَلَیْھِمْ (سورہ نساء ع ۳)۔

ترجمہ۔ توبہ تو اُن لوگوں کے لئے ہے۔ جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں۔

اور پھر جلدی سے توبہ کرتے ہیں۔ خدا بھی ان لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

گناہ اور جہالت
توبہ اور عجلت

آیات میں "بجہالۃ" اور "من قریب" کے الفاظ موجود ہیں۔ یعنی نادانی سے وہ بُرا کام ہوا تھا۔ اور جلدی سے اُسے چھوڑ کر اللہ سے جلد معافی کا خواہاں ہوا۔

لوگ ہیں! کہ الفاظ نادانی۔ اور جلدی سے پر غور ہی نہیں کرتے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰

ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ یوسف کو قتل تو نہ کرو۔ ہاں اُسے کسی چاہ میں جو گہرا ہو۔ ڈال دو۔ کوئی آتا جاتا قافلہ اُسے لے جائیگا تم نے کرنا ہے تو ایسا ہی کرو۔

غِیَاب۔ قعر۔ اور قبر۔ غیابت الارض۔ زمین کا وہ نشیبی حصہ جو نظر نہ آئے۔

غیابت الجب۔ کنوئیں کی تلیٹی۔ جو گہرائی کی وجہ سے نظر نہ آتی ہو۔

جُبّ۔ وہ چاہ۔ جو زیادہ گہرا ہو۔ اور اُس میں پانی بھی زیادہ ہو۔

یَلْتَقِطْہُ۔ التقاط سے ہے۔ لقط الشی کے معنی ہیں۔ زمین پر پڑی ہوئی کوئی شے بلا رنج و مشقت کے پالینا۔

لُقط۔ بسکون ثانی۔ یا تحریک ثانی۔ وہ مال۔ جو پڑا مل جائے۔ اور اُس کا مالک معلوم نہ ہو۔

سَیَّارَۃ۔ سیر و سفر کرنے والی قوم۔ قافلہ۔

روبن برادر کلاں

بائیبل کتاب پیدائش ۳۷/۲۱ میں اس مقولہ کا قائل کہ قتل نہ کرو۔ اور چاہ میں گرا دو۔ روبن کو بتلایا گیا ہے۔ جو سب سے بڑا تھا۔

عمیق اور کثیر الماء چاہ کے اندر گرانا ہلاکت کا قوی احتمال رکھتا تھا۔ اور یہ ایک ایسی تجویز تھی جس کا مآل ہلاکت تھا۔

یہ امر الگ ہے۔ کہ بحکمت ربانی اس چاہ پر ایک قافلہ بھی پہنچ گیا۔ اور یوسف علیہ السلام

AsliAhleSunnet.com

زندہ نکل بھی آئے۔

قتل ایں کشتہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ از دلِ بے رحم تو تقصیر نبود

اعمال کا مدار نیت پر ہے
الفاظ کی ایرپھیر کام نہیں دیتی

اگر انسان اس بات کو سمجھ لے۔ کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور الفاظ کی ایرپھیر عالم الغیب کی بارگاہ میں کچھ کارآمد نہیں۔ تو نفس کا حملہ انسان پر نہ چل سکے۔

فصل حوالگی یوسفؑ کی بابت برادران یوسفؑ کی درخواست

یعقوب علیہ السلام کا جواب۔ جواب پر اعتراض۔ حوالگی۔

قَالُوا يَا أَبَانَا مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ﴿۱۱﴾ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۲﴾

اے باپ کیا وجہ ہے۔ کہ یوسفؑ کی بابت آپ کو ہم پر بھروسہ نہیں حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ اچھا اُسے کل ہمارے ساتھ کر دیجئے۔ کہ وہ بھی چل پھر لے۔ کھیل کود لے۔ اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔

لَنَاصِحُونَ۔ نصح سے ہے۔ (نَصَحَ الشَّيْءَ نُصْحًا) کسی چیز کو خالص کر لیا۔ نَصَحَ الْعَسَلَ شہد کو موم سے صاف کر لیا۔ نَصَحَ الْغَيْثُ الْبِلَادَ بادل نے آبادی کو سیراب کر دیا۔

خلوص اور حدیث نبوی

حدیث شریف میں ہے۔ الدِّيْنُ النُّصْحُ قالوا لِمَنْ۔ قَالَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ الخ دین تو خلوص کا نام ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ خلوص کس کے لئے۔ فرمایا اللہ اور رسول کے لئے۔

غداً کے معانی

غَدًا۔ غد۔ اصل میں غدوہ ہے۔ غدوہ اس وقت کو کہتے ہیں۔ جو فجر اور طلوع شمس کے درمیان ہوتا ہے۔ اب اس کا استعمال آنے والے دن کے لئے ہو گیا۔ جیسا کہ امس گزشتہ دن کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

یَرْتَعْ۔ محاورہ ہے۔ رَتَعَتِ الْمَاشِیَۃُ رَتْعًا۔ مویشی کا کھلے چراگاہ، بیڑ میں چگنا۔ رَتَعَ الْقَوْمُ۔ لوگوں کا آرام و آسائش سے گزران کرنا۔

یَلْعَبْ۔ محاورہ ہے۔ لَعِبَ الرَّجُلُ لَعِبًا وَلِعْبًا۔ لذت یا تفریح کے لئے کوئی کام کرنا کوئی ایسا کام کرنا جس سے کوئی خاص نتیجہ مقصود نہ ہو۔

یَرْتَعْ وَیَلْعَبْ محاورہ میں اکٹھے بولے جاتے ہیں۔ خَرَجَ الْقَوْمُ یَرْتَعُ وَیَلْعَبُ۔ لوگ مزے اڑانے کے لئے باہر چلے گئے۔

انداز گفتگو

ابناء یعقوب علیہ السلام نے سابقہ مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اب باپ سے گفتگو شروع کی۔ انداز گفتگو ایسا ڈالا۔ کہ درخواست نامنظور نہ ہو سکے۔ انھوں نے صاف لفظوں میں درخواست نہیں کی۔ بلکہ پہلے تو باپ پر پٹڑی جمائی۔ کہ آپ کو ہم پر اعتماد نہیں۔ بھروسہ نہیں۔ آپ نے ہم کو یوسف کا غیر سمجھ رکھا ہے۔ اس اندازِ کلام کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ یعقوب علیہ السلام ان کارکن۔ جوان بیٹوں پر اپنا اعتماد ثابت کریں۔ اور یوسف علیہ السلام کو بلا تامل اُن کے ساتھ کر دیں۔ لیکن یعقوب علیہ السلام نے ابھی اسلوب کلام بدل کر چاہا۔ کہ بے اعتمادی کا اعتراض بھی اُٹھ جائے۔ اور یوسفؑ بھی علیحدہ نہ ہو۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

یعقوبؑ نے کہا مجھے تو رنج و الم ہوتا ہے کہ تم اسے میرے پاس سے لے جاؤ۔ اور مجھے یہ بھی خوف ہے کہ اسے بھیڑیا نہ کھا جائے جبکہ تم اُس سے غافل ہو جاؤ۔

لَیَحْزُنُنِیْ۔ (حَزِنَ حَزَنًا لَهٗ یا عَلَیْهِ) حُزن قلب کی اُس کیفیت کو کہتے ہیں۔ جو محب کو محبوب کی تکلیف۔ یا فراق سے ہوا کرتی ہے۔ لَیَحْزُنُنِیْ میں لام ابتداء ہے۔

تہذیب کلام

یعقوب علیہ السلام کا اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ فرمانا تہذیب کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ جواب دو امور پر شامل ہے۔ اوّل یہ کہ یوسف کی جدائی شاق ہے۔ اور اگر ان ابناء یعقوب میں رُشد و سعادت ہوتی۔ تو نصیحت کے لئے یہی فقرہ کافی تھا۔ کہ کیوں وہ ایسا کام کریں۔ جس سے باپ اور نبی اللہ کے قلب کو صدمہ پہنچے۔ دوسری وجہ نہ بھیجنے کی وہ خوف ہے

AsliAhleSunnet.com

ذرا سی غفلت سے بسا اوقات خطرناک نتائج پیدا ہو جایا کرتے ہیں

جس میں بے اعتمادی کی نفی بھی کی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ذرا سی غفلت سے بسا اوقات خطرناک نتائج پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسے جنگل میں جہاں بھیڑیئے بکثرت ہوں۔ ریوڑ چرانے والوں کے ساتھ نابالغ بچہ کو بھیجنا خالی از خطرہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ تم اِدھر اُدھر ہوئے۔ اور یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

سب نے مل کر کہا۔ ہم سب کی موجودگی میں جو زور و طاقت اور اتفاق و اعانت والے ہیں اگر اسے بھیڑیا کھا جائیگا تب تو ہم بالکل نکمے ہیچ کارہ ہیں۔

لَخٰسِرُوْنَ۔ (خَسِرَ الرجلُ ضَلَّ وھلک)

جواب میں باپ کے الفاظ کو انہی پر الٹ دیا۔

فرزندانِ یعقوبؑ نے باپ کے پہلے فقرہ لَیَحْزُنُنِیْٓ کا تو جواب ہی نہ دیا۔ ممکن ہے۔ کہ اس فقرہ کا سننا تو ان کی آتشِ حسد کے زیادہ بھڑکنے کا سبب ہوا ہو۔ البتہ دوسرے فقرہ کا جواب دیا۔ اور وہ بھی اس طرح۔ کہ باپ کے الفاظ کو انہی پر الٹ دیا۔ کہ ہماری موجودگی میں بھیڑیئے کے کھا جانے کی بھی خوب ہی کہی۔ تو پھر یوں فرمایئے۔ کہ آپ ہم کو محض نالائق نکمے۔ اور ہیچ کارہ سمجھتے ہیں۔

اس گفتگو نے خاصی جدل کی سی صورت پیدا کر لی تھی۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام کو ان کی رائے ماننا ضروری ہو گیا۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر جب وہ یوسفؑ کو لے گئے۔ تو ان کا اجماع اس پر ہو گیا۔ کہ اسے گہرے چاہ کی تہ میں چھوڑ دیا جائے (تو انہوں نے ایسا ہی کیا) اُس وقت ہم نے یوسف کے پاس وحی بھیجی۔ کہ تو ایک دن ان سب کو ان کی یہ حرکت جتائیگا۔ برادرانِ یوسفؑ کو اس وحی کا کچھ شعور نہ تھا۔

عمر یوسفؑ جب چاہ میں گرائے گئے۔

بائیبل ۳۷/۲ پ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت سیدنا یوسفؑ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ اس زمانہ میں ۱۷ سال کا بچہ نابالغ ہوتا تھا۔ ۳۷/۱۴، ۱۸ پ سے یہ بھی معلوم

AsliAhleSunnet.com

ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ وادی سکم میں مقام "دوتین" کے متصل ہوا تھا۔

ایجاز کلام کا نمونہ

ایجاز قرآنی پر غور کرو۔ کہ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ کے ایک لفظ کے اندر کتنے معانی بھر دیئے ہیں۔

۱۔ تو یہاں سے نجات پائیگا۔ (۲) تو اعلیٰ منزلت پر پہنچے گا۔ (۳) تیرے بھائی تیرے سامنے ذلیل ہو کر حاضر ہونگے۔ (۴) تجھے ان سے جتاتے شرماتے کا موقعہ دیا جائیگا۔

تابعین میں قتادہؒ "سید المفسرین ہیں"

هُمْ لَا يَشْعُرُونَ کا تعلق بعض نے لَتُنَبِّئَنَّهُمْ سے سمجھا ہے۔ قتادہؒ کا مذہب یہ ہے۔ کہ اس کا تعلق اَوْحَيْنَا سے ہے۔ یہی قوی مذہب ہے۔ تابعین میں قتادہ رحؒ ہی سید المفسرین ہیں۔

افعال انسانی کا موازنہ الطاف رحمانی سے

اس آیت میں افعال انسانی کا موازنہ الطاف رحمانی سے کرو۔ بھائیوں نے یوسفؑ کو چاہ میں گرا دیا ہے۔ چاہ ایک سنسان میدان میں واقع ہے اسباب ظاہری۔ اور وسائل دنیوی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ایسے وقت میں (جو خالی از ایمان

رحمت ربانی کا جوش

لوگوں کے نزدیک کامل یاس کا وقت ہے) رحمت ربانی جوش میں آتی ہے اور یوسف کا تعلق ملار آسمانی کے ساتھ قائم کر دیا جاتا ہے بمظلوم کی ہمدردی۔ و دلدہی کے لئے پیام الٰہی آتا ہے۔ یہ وہ سبق ہے۔ جو ہم کو یاد رکھنا چاہیئے۔

خشت زیر سر و بر طارم ہفت اختر پا حال مسکیں نگر و منصب صاحب جاہی

فصل برادران یوسفؑ کا شام کو گھر آنا

"باپ کو خبر دینا۔ باپ کا انہیں جھٹلانا۔ صبر و استقامت کی تعلیم"

وَجَآءُوٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ

وہ تھوڑی رات گئے سے باپ کے پاس آئے۔ روتے آئے۔ اور کہا بابا جی ہم تو دوڑ لگانے چلے گئے اور یوسف کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑا۔ پھر بھیڑیا آیا اُسے کھا گیا

AsliAhleSunnet.com

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾
وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ
فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

آپ تو ہمارا یقین نہیں کرینگے خواہ ہم سچے ہی ہیں وہ یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا کر لائے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ تم نے ایک بڑی بات خود بنائی ہے۔ اب صبر ہی بہتر ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس بارہ میں خدا میری مدد کریگا۔

عِشَاءً۔ لغت میں اوّل الظلام کو کہتے ہیں۔ غروب سے عتمہ تک کا وقت یہی یہاں مراد ہے۔ اصطلاح شرعیہ میں عشاء نماز خفتن کو کہتے ہیں۔ اُس کا وقت غروب سے سوا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد ہوتا ہے۔

نَسْتَبِقُ۔ سَبَقَ سَبْقًا۔ آگے نکل جانا۔ دوسرے کو پیچھے چھوڑ گیا۔ استباق ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے دوڑنا۔

اصطلاح شرعیہ میں مومن کے معنی

مُومِن۔ تصدیق کنندہ۔ اس جگہ یہی لغوی معنی مراد ہیں۔ اصطلاح شرعیہ میں تو مومن اُسے کہتے ہیں۔ جو اللہ و رسول۔ اور کتب منزلہ۔ اور انبیاء و رسل اور یوم آخرت اور وجود ملائکہ پر یقین رکھتا ہو۔

سَوَّلَتْ لَكُمْ۔ تَسْوِيْل سَوْل سے ہے۔ جس کے معنی استرخاء بطن ہیں۔ تسویل کے معنی اغواء ہیں۔ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ کے معنی ہوئے۔ کہ تمہاری جانوں نے تم کو گمراہ کیا۔

"گلکاری کا کرتہ"

بائیبل میں ہے۔ کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے گلکاری کا کرتہ بنا کر دیا تھا۔ اور برادران یوسفؑ نے اُن کو چاہ میں گرانے سے پہلے اُن کا وہ کرتہ اُتار لیا تھا۔ اور اُس کرتہ پر ایک دُنبہ کا خون لگا کر لائے تھے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ان کو کرتہ کا چاک کرنا یاد نہ رہا۔ اور یعقوب علیہ السلام نے اسی امر سے سمجھ لیا۔ کہ بھیڑیئے والی بات جھوٹ ہے۔

یہ استدلال صحیح ہے۔ اس کے علاوہ اسرائیل علیہ السلام کے سامنے دیگر امور بھی تھے۔ جن سے برادران یوسفؑ کا بیان دروغ بے فروغ معلوم ہوتا تھا۔

AsliAhleSunnet.com

یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کی باتوں کو کیوں جھوٹ سمجھا

الف۔ یعقوبؑ کو یوسف علیہ السلام کا ابتدائی خواب معلوم تھا۔ اور خواب کا اقتضاد تاویل یہ تھی۔ کہ یعقوب علیہ السلام اپنی زندگی میں یوسفؑ کو شاندار منصبِ نبوی۔ و عروج دینی پر ممتاز دیکھ لیں۔

ب۔ برادران یوسف کوئی جدید بہانہ بھی نہ بنا سکے تھے۔ باپ نے جن الفاظ کو بطور اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ اُنہی الفاظ کو ان برخورداران نے شام کو دہرا دیا تھا۔ باپ نے کہا تھا اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ۔ اُنہوں نے آگر کہہ دیا۔ فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ۔

ج۔ جھوٹے شخص کو اپنے جھوٹے ہونے کی وجہ سے خود شبہ ہوتا ہے۔ کہ کیا اُس کی بات پر یقین کر بھی لیا جائیگا۔ اسی لئے وہ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا کہتے ہیں۔ یعنی آپ ہمارا یقین تو نہیں کریں گے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام کے اصل جواب پر غور کرو۔

صَبْرٌ جَمِیْلٌ۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ یہ جواب دین قیمہ اسلام کے نہایت ضروری اصول پر بنی ہے۔ اور ہر ایک مسلم باایمان کو لازم ہے۔ کہ ہر ایک مصیبت کا مقابلہ انہی دو آلاتِ حرب سے کرے۔

صبر جمیل اور استعانت باللہ دین کے ضروری اصول ہیں

اوّل صبر جمیل۔ دوم استعانت باللہ۔ ہر دو امور کے متعلق ذیل میں کچھ تفصیل سے تحریر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کا اسلوب یہی ہے۔ کہ قصہ کے پیرایہ میں وہ بڑے بڑے اصول دینی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ہر واقعہ انسانی کے ساتھ عرفان ربانی کے بیان کو شامل کر دیتا ہے اس طرز کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تعلیم آہستہ آہستہ دل میں اثر کرتی جاتی۔ اور خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

صبر کا بیان قرآن مجید میں قریبًا (۹۰) مقامات پر ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ صبر کرنا باجماع امت سب پر واجب ہے۔ انہی کا قول ہے۔ کہ نصف ایمان صبر ہے اور نصف ایمان شکر ہے۔

صبر کی ۱۶ انواع قرآن مجید میں

قرآن مجید کا بیان صبر کے متعلق ۱۶۔ انواع پر ہے۔

(۱) صبر کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا [1]

[1] اے ایمان والو صرف اللہ سے مدد مانگو۔ اور صبر کرو۔

AsliAhleSunnet.com

فرمایا: اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ[1] فرمایا اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا[2] فرمایا وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ[3]

(۲) بے صبری سے نہی فرمائی۔ فرمایا وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ[4] فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا[5]

(۳)۔ صابرین کی تعریف فرمائی۔ فرمایا اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ[6] فرمایا۔ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاۗءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[7]

(۴)۔ صابرین کے ساتھ اپنی محبت کا وجوب بتلایا۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ[8]

(۵)۔ بتلایا۔ کہ صابرین کو معیت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ[9]

معیت کے بارہ میں یہ یاد رہے۔ کہ اس کی دو[2] قسمیں ہیں۔ عام و خاص۔

معیت عام تو وہ ہے۔ جو بذریعہ علم و احاطت ہے۔ اور معیتِ خاص وہ ہے۔ جو حفاظت و نصرت و تائید کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس آیت میں معیت خاصہ ہی کا ذکر ہے۔

(۶)۔ بتلایا گیا۔ کہ صبر افضل ہے۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ[10]

(۷)۔ وعدہ فرمایا گیا ہے۔ کہ صابرین کے لئے بہترین جزا ہے۔ فرمایا وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[11]

(۸) وعدہ فرمایا۔ کہ صابرین کو اجر بے حساب دیا جائیگا۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ[12]

---

[1] صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔
[2] خود بھی صبر کرو۔ اوروں کو بھی صبر کی تعلیم دو۔
[3] صبر کر۔ تیرا صبر کرنا تو خدا کے لئے ہے۔
[4] اُن کے بارہ میں جلدی نہ کر۔
[5] وہن اور حزن نہ کرو۔ وہن صبر کی متضادہ حالت کا نام ہے۔
[6] مومن صبر کرنے والے۔ صدق والے ہوتے ہیں۔
[7] جو لوگ تنگی میں اور لڑائی میں صبر کرتے ہیں۔ وہی تو ہیں۔ جنہوں نے اپنے اعتقاد کو سچ کر دکھایا وہی تقویٰ والے ہیں۔
[8] اللہ صبر والوں کو دوست رکھتا ہے۔
[9] صبر کرو۔ اللہ صبر والوں کا ساتھی ہے۔
[10] اور اگر تم صبر کرتے تو۔ صبر کرنے والوں کے لئے تو صبر ہی بہتر ہے۔
[11] جن لوگوں نے صبر کیا ہے۔ ہم اُن کے عملوں کا اجر بہت بہتر دینگے۔
[12] صابروں کا اجر بغیر حساب کے پورا کیا جائیگا۔

AsliAhleSunnet.com

(۹) اہل صبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے بشارت دی۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ[۱]

(۱۰) اہل صبر کی نصرت و مدد کی ضمانت فرمائی۔ بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ[۲] (آل عمران ع ۱۳)

(۱۱) اہل صبر کا نام اہل عزیمت رکھا گیا۔ فرمایا۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ[۳]

(۱۲) بتلایا۔ کہ اعمال صالحہ کی جزاو تلقی۔ اور حظوظ عظیمہ کا عطیہ اہل صبر ہی کو ملیگا۔ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ وَلَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ[۴]

(۱۳) بتلایا۔ کہ آیات آلٰہیہ سے استفادہ اور عبرت آموز سبق سے انتفاع اہل صبر ہی لیتے ہیں۔ فرمایا۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ[۵]

(۱۴) فرمایا۔ کہ مطلوب محبوب تک رسائی۔ اور مرہوب سے نجات۔ اور جنت ماویٰ کا داخلہ صبر ہی کی وجہ سے ہوگا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ[۶]

(۱۵) بتلایا کہ صبر ہی کے ذریعہ سے درجہ امامت پر فائز ہو سکتے ہیں۔ فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔

(۱۶) دیگر آیات قرآنیہ پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ صبر کو اسلام و ایمان اور یقین و احسان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ایسے فضائل ہیں جن سے صبر کی فضیلت بخوبی آشکار ہو جاتی ہے۔

مومن کے صبر و شکر کے متعلق حدیث صحیح

حدیث میں ہے۔ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُوْمِنِ۔ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُوْمِنِ۔ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔

یعنی مومن کا کام یہی ہے۔ اُسے ہر طرح بھلائی ملتی ہے۔ اور یہ بات صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔ وہ خوشی پر شکر کرتا ہے۔ اور یہ اُس کیلئے بھلا ہے۔ وہ ضرر پر صبر کرتا ہے اور یہ اُس کیلئے بھلا ہے۔

---

[۱] صبر کرنے والوں کو بشارت سُنا دیجئے۔
[۲] اگر تم صبر و تقویٰ کرو گے۔ اور دشمن تم پر ناگہاں آپڑیگا۔ تو تمہارا رب تمہاری مدد پانچ ہزار ملائکہ سے کریگا۔
[۳] جو کوئی صبر کریگا۔ اور معافی دیگا۔ تو یہ بات بڑی عظیم الشان ہے۔
[۴] جو ایمان لایا۔ جس نے عمل اچھے کئے۔ اُس کیلئے اللہ کے ہاں ثواب بہت بہتر ہے اس ثواب کو تو صبر والے ہی حاصل کرتے ہیں۔
[۵] تاریخ واقعات الٰہیہ کے ذریعہ اُن کو بُرے انجام کے بُرے نتائج سمجھاؤ۔ صبر کرنے والوں۔ شکر کرنے والوں کے لئے اس کے اندر بہت نشانیاں ہیں۔
[۶] فرشتے ہر طرف سے ہر دروازے سے اُن کے سامنے آئیں گے۔ اور سلام کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ صبر کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔ یہ عافیت کا گھر بہت بہتر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا لَہٗ وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔ یعنی صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ کسی کو نہیں ملا۔

حقیقت صبر کا بیان،

صبر کے لغوی معنی حبس اور روک کے ہیں۔ یہی معنی اس آیت میں ہیں وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ۔ یعنی اللہ کا نبی اپنے آپ کو اللہ کا نام لینے والوں کے ساتھ ساتھ رکھے۔

حقیقت صبر

شرعی معنی صبر کے یہ ہیں۔ کہ نفس کو گریہ وزاری سے اور زبان کو شکایت سے اور اعضاء کو گھبراہٹ سے روک لیا جائے۔

اب صبر کی تقسیم تین اقسام پر کی جاتی ہے۔

الف۔ معصیت سے رُکے رہنے والا صبر۔ اس کے دو سبب ہیں۔ (۱) خوف عذاب (۲) شرم خدا۔

صبر کی اقسام ثلاثہ

ب۔ طاعت پر جمے رہنے والا صبر۔ اس کی تین اجزا ہیں۔ (۱) نگہداشتِ حکم۔ (۲) محافظت دوام۔ (۳) رعایت اخلاص۔

ج۔ مصیبت کے برداشت کرنے والا صبر۔ اس کی بھی بڑی بڑی تین صورتیں ہیں۔

(۱) گذشتہ نعمتوں کی قدر و قیمت کو موجودہ بلا سے مقابلہ کر کے بلا کو خفیف سمجھنا۔

(۲) امید رحمت کو قوی بنا کر سختی بلا کو کم کر دینا۔

(۳) احسن جزاء کے تصور سے مسرور ہو کر دل پر الم بلا کو غالب نہ ہونے دینا۔[۱]

آیت زیر تفسیر میں یعقوب علیہ السلام کا صبر، صبر بر بلا تھا۔ اور اس لئے وہ ان ہر سہ انواع متذکرہ سے مکمل تر تھا۔

دین کا اصول دوم استعانت باللہ

اصول دوم جس کی تعلیم یعقوب علیہ السلام کے جواب میں ہے۔ وہ استعانت باللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا۔

[۱] ماخوذ از کتاب منازل السائرین۔

AsliAhleSunnet.com

لوگ شرک میں اکثر اس اصول دین کے نہ سمجھنے سے گرفتار ہو جاتے ہیں اس فقرہ میں بت پرستوں۔ اور خارج از اسلام گروہوں کا ذکر نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا ذکر ہے۔ الوہیت اور ربوبیت الٰہی پر اقرار کرنے والوں کا ذکر ہے۔ کہ وہ بھی شرک میں اس وجہ سے پھنس جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے استعانت باللہ کی تعلیم کو کبھی سمجھا ہی نہیں۔

سورہ الحمد کا نماز میں بار بار پڑھا جانا اور اس کا راز

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں فرما دیا ہے۔ اور یہی وہ سورہ مبارکہ ہے۔ جو سب سے زیادہ نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اور بار بار پڑھی جاتی ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ج۔ اے خدا ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ دوسرے کی عبادت نہیں کرتے۔ صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کسی دوسرے سے مدد نہیں مانگتے۔ خدا کے سامنے جانا۔ تو یوں کہنا۔ اور نماز سے فارغ ہونا۔ تو جھٹ اوروں سے مدد کا طالب ہونا۔ ذرا غور تو کرو۔ کہاں تک ٹھیک ہے۔

غیر اللہ سے مدد لینا۔ (۱) یا تو منفعت حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ (۲) یا دفع ضرر کے لئے۔ بہر دو صورت جب کوئی شخص غیر اللہ سے مدد کا خواہاں ہوا۔ تو استعانت باللہ سے ضرور غافل ہو گیا۔

اللہ کے بندہ کی شناخت

اگر کوئی شخص مصیبتوں اور آفتوں کے وقت ڈانواں ڈول نہ ہو۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ ہی کی مدد و نصرت اور کارسازی پر جما رہے۔ اور غیر سے مدد لینے کا شائبہ بھی اُس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ اُس وقت سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ بندہ فی الحقیقت اللہ کا بندہ ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اسی کی زبان سے زیب دیتا ہے۔

ترا کہ از دگران است استعانت عمر ۔۔۔ زبان کذب بہ ایاک نستعین مکشا

فصل چاہ پر قافلہ کا آنا

یوسف کا چاہ سے نکلنا۔ مصر میں جا بکنا۔

وَجَآءَتْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ

ایک قافلہ آ گیا۔ انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو چاہ پر بھیجا۔ اُس نے

AsliAhleSunnet.com

فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ ؕ

ڈول ڈالا۔ (جب نکالا)۔ تو بولا۔ مبارک ہو تو ایک نوجوان لڑکا نکل آیا۔

سَیَّارَۃٌ - سیّار کا مؤنث۔ قافلہ وہ لوگ جو اکثر سیر و سفر میں رہتے ہوں۔

وَارِدٌ - وِرد بالکسر سے ہے۔ وِرد کے معنی ہیں پانی پر پہنچ جانا۔

وارد کا نام

وارد۔ وہ شخص جو پانی لانے پر مقرر ہو۔ علامہ ابن اسحٰق رحمہ نے اس کا نام مالک بن ذعر بن قریب بن عنقا بن مدیان بن ابراہیم علیہ السلام بتلایا ہے۔ ہم کو اس روایت کا ماخذ معلوم نہیں۔

اَدْلٰی - دلو اسم سے یہ فعل بنا لیا گیا ہے دلی الدلو کے معنی ہیں دلو کو چاہ سے نکالا۔ اور ادلی الدلو کے معنی ہیں۔ دلو کو چاہ میں ڈالا۔ ادلی الیہ بمال۔ مال کا ادا کرنا۔ قرآن پاک میں ہے وَتُدْلُوْا بِھَا اِلَی الْحُکَّامِ۔

غلام - مذکر کے لئے آتا ہے۔ بعض نے نظم میں غلامہ مؤنث کے لئے استعمال کیا ہے۔ لیکن اس کا استعمال صرف قدما کی نظم میں ہوا ہے۔

مختلف عمر کے لحاظ سے بچہ کے نام عربی زبان میں۔

ذرا لغت عرب کی وسعت پر غور کرو۔ کہ بچہ کے نام بلوغ تک پہنچتے پہنچتے کتنے ہیں۔

(۱) پیٹ کے بچہ کا نام۔	جنین۔	(۷) پانچ بالشت کے قد میں	خماسی
(۲) سات دن تک	صدیغ	(۸) جب دودھ کے دانت ٹوٹیں	مثغور
(۳) تا ایام شیر خوردگی	رضیع	(۹) جب نئے دانت نکل آئیں۔	مُثّغر
(۴) دودھ چھٹانے بعد	فطیم	(۱۰) دس یا دس سال سے زاید	مترعرع
(۵) جب خوراک پر لگ جائے	جحوش	(۱۱) قریب حُلُم۔	یافع یا مراہق
(۶) جب بڑھ نکلے۔	تب دارج	(۱۲) بعد از احتلام	حَزَوّر۔

ان سب حالتوں کا مجموعی نام غلام ہے۔ اس کے بعد جب سبزہ بھیگنے لگے۔ تب غلام سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر فتی پھر شارخ وغیرہ نام آتے ہیں۔ اس لفظ نے بتلا دیا۔ کہ جب یوسف علیہ السلام چاہ سے نکالے گئے۔ تو ابھی ان کے چہرہ پاک پر مسیں نہیں بھیگنے پائی تھیں۔

AsliAhleSunnet.com

وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۲

قافلہ والوں نے یوسف کو راس المال کی طرح چھپایا۔ اور خدا خوب جانتا تھا جو وہ کرتے تھے۔

اور انہوں نے یوسف کو ہلکی سی قیمت پر جو گنتی کے درہم تھے۔ بیچ دیا۔ وہ یوسف کی قدر نہ جانتے تھے۔

اَسَرُّوْهُ۔ سب کا اتفاق ہے۔ کہ اَسَرُّوْهُ کے معنی یہ ہیں۔ کہ قافلہ والوں نے یوسف کو چھپایا۔

شَرَوْهُ۔ شری سے ہے۔ یہ لغات اضداد سے ہے۔ اس کے معنے خریدنا بھی ہے۔ اور فروخت کرنا بھی۔ مفسرین نے اس جگہ معنی تو فروخت ہی کے لئے ہیں۔ مگر فاعل کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ اور اکثر نے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ فروخت کنندہ برادران یوسف تھے۔

فاعل کون ہے

کوئی قرینہ نہیں کہ بھائیوں نے یوسف کو فروخت کیا تھا۔

یہاں اس قدر قصہ ایزاد کیا جاتا ہے۔ کہ پھر بھائیوں کو خبر ہوگئی۔ وہ قافلہ والوں سے آکر جھگڑ پڑے۔ کہ یہ تو ہمارا غلام ہے اور پھر انہوں نے تھوڑے سے درم لے کر فروخت کر دیا۔ لیکن کلام اللہ میں کوئی ایسا قرینہ نہیں۔ جو اس کی تائید میں ہو۔ عدم موجودگی قرینہ کے علاوہ ان معنی سے انتشار ضمائر بھی لازم آتا ہے۔ جو قرآن مجید کی اعلیٰ بلاغت کے خلاف ہے۔ فتح البیان جلد ۵ صـ۱۹۲ میں قتادہ رح کا قول درج ہے۔ بل هو عائد علی السیارة۔ علامہ ابن کثیر رح ۵ صـ۱۵ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ یہ جو مشہور ہے۔ کہ برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو فروخت کر دیا تھا۔ یہ غلط واقعہ ہے۔ انہوں نے یوسف صدیق کو چاہ میں ہلاک ہو جانے کیلئے گرایا تھا۔

بَخْس۔ (بخس بخسًا) نقصہ۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ [1] دوسرے مقام پر ہے۔ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا [2] ثمن بخس سے مراد گھٹیل قیمت ہے۔

دراهم معدودة۔ یہ الفاظ قیمت کی کمی کو بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ درہم لئے تھے۔

[1] لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ [2] وہ نقصان اور ظلم سے نہیں ڈرا کرتا۔

AsliAhleSunnet.com

دینار نہیں۔ دوم یہ کہ وہ بھی اتنے کم تھے۔ کہ وزنہ اور وزن کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ہاتھوں سے گن ہی دیئے۔

زَاهِدِيْن۔ زُہد سے ہے۔ زُہد کے معنی کسی شے کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دینا ہے۔ شَيْئٌ زَهِيد کے معنی قلیل چیز ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

زہد کے لغوی معنی

اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُزْهِدٌ یعنی تھوڑی سی چیز پر گزران کر لینے والا۔ مومن سب میں اچھا ہے" یہ تو لغوی معنی تھے۔ اور آیت میں معنی لغوی ہی مراد ہیں۔

زہد کے اصطلاحی معنی

اصطلاح میں زُہد کی تعریف یہ ہے طَيِّبُ الْكَسْبِ وَقَصْرُ الْاَمَلِ یعنی پاک کمائی اور آرزو کی کوتاہی امام زہری جو بزرگ تابعین میں سے ہیں۔ اور محدثین کے امام ہیں فرماتے ہیں۔ کہ

امام زہری کا قول

زہد کا تعلق حلال اشیاء میں یہ ہے۔ کہ نعمتوں کا استعمال شکر کو مغلوب نہ کر سکے۔ اور حرام اشیاء میں یہ ہے۔ کہ صبر شکن نہ ہو۔

اسلامی زُہد اور جوگ

مندرجہ بالا تعریف پر غور کرو۔ اب جو لوگ زہد کی حقیقت یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ ترکِ دنیا یا ترکِ ملابس۔ یا ترکِ لذائذ کا نام زُہد ہے۔ انہوں نے زہد اسلامی کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ تو جوگیانہ زندگی کو اسلامی زُہد سمجھ گئے ہیں۔

بَائِیْبَل میں ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کو مدیانیوں نے چاہ سے نکالا۔ اور اسماعیلیوں کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ اور اسماعیلی قافلہ ان کو مصر لے گیا۔

اسماعیلیوں کا فروخت کرنا اس لئے بھی غلط ہے۔ کہ صرف ایک نسل کے درمیان پڑنے سے اسحاقی و اسماعیلی ایک دوسرے سے اس قدر ناواقف نہیں ہو سکتے تھے۔ کہ وہ یوسف علیہ السلام کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔ درانحالیکہ ایک کو دوسرے کا مسکن معلوم تھا۔

چاہ میں مدت اقامت

ابوبکر بن عیاش کا قول ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام چاہ میں تین روز رہے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

فصل مصر میں حضرت یوسف کا بکنا خریدار کا انکی توقیر کرنا یوسف علیہ السلام کا آرام و آسائش میں پہنچ جانا

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

جس نے اُسے مصر میں خرید لیا تھا۔ اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ اِسے عزت سے ٹھہراؤ۔ ممکن ہے کہ یہ ہم کو نفع دے جائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔

اشْتَرٰىهُ - یہ خریدار یوسف وہی ہے جسے آگے چل کر عزیز مصر کہا گیا ہے۔ بائیبل میں اس کا نام "فوطیفار" تھے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ وہ فرعونی سردار لشکر تھا۔ اور جلوداروں کا سردار تھا۔

عزیز مصر کا نام فوطیفار

لِامْرَاَتِهٖ - اپنی عورت سے۔

عورت کا نام کہیں نہیں ملتا

اس عورت کا نام توراۃ یا قرآن حمید یا کسی اور صحیح اسلامی روایت میں بیان نہیں ہوا۔ اور ہم کو معلوم نہ ہوا۔ کہ اُس کا نام زلیخا، یا راعیل کتابوں میں کس اعتماد پر لکھ دیا گیا ہے۔ زلیخا کے متعلق یہ قصہ کہ وہ کسی شاہی خاندان کی لڑکی تھی۔ اُس نے قبل از شادی یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ اور مصر کا پتہ معلوم کر کے مصر میں شادی کرائی۔ بالکل فسانہ اور لغو ہے۔

مِصْرَ - ملک کا نام ہے۔ جو مصر بن حام بن نوح علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ برادرانہ تقسیم میں یہ ملک انہی کے حصہ میں آیا تھا۔

مصر کا نام مصر کیوں ہے

مصر کا محل وقوع

براعظم افریقہ میں داخل ہے۔ اور افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔

اس کی حدود طبیعیہ یہ ہیں۔

حدود اربعہ

شمال .... میں بحر ابیض متوسط

AsliAhleSunnet.com

شرق .... میں بحر احمر، بلاد عرب و شام

جنوب .... میں بلادِ نوبہ

غرب .... میں بلاد طرابلس

وضع طبیعی | بلحاظ وضع طبیعی مصر اس وادی کا نام ہے جس کے شرق میں جبال عرب اور غرب میں جبال لیبیا کا سلسلہ واقع ہے۔

مساحت۔ ڈیڑھ سو ملین فدان اس کی مساحت ہے۔ ایک فدان ۱۰۲-۱ا۱-ایکڑ کا ہوتا ہے۔ | مساحت

اس میں سے قابل زراعت صرف ۵ ملین فدان اراضی ہے۔

آبادی۔ ۱۹۱۰ء میں اس کی آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ تھی جن میں سے ۱/۱ حصہ اجنبی لوگوں کا ہے۔ باقی سب مسلمان ہیں۔ یا بتعداد قابیل قبطی ہیں۔ | آبادی

آثار قدیمہ | ملک مصر اپنے قدیم تمدن اور ترقی علمیہ کے لحاظ سے مشہور ترین ممالک میں سے ہے یہاں کے تین اہرام اپنی قدامت کے اعتبار سے زمانہ تاریخ سے بھی پیشتر کے ہیں۔

اہرام | سب سے بلند اہرام کی بلندی ۴۸۰ فٹ نیچے کا دور ۷۵۰ فٹ۔ اوپر کی چوٹی کا دور ۳۵ فٹ۔ اور کل رقبہ اڑتالیس لاکھ ایک ہزار گز مربع ہے۔

ابو الہول | ابو الہول کا بت بھی اسی ملک میں ہے۔ جو دنیا کے سب بتوں سے ڈھانچ میں بڑا اور زمانہ کے لحاظ سے سب سے پرانا ہے۔ اس بت کا جسم شیر کا۔ اور چہرہ عورت کا سا بنایا گیا ہے۔

اس کا قد پنجہ سے دم کی جڑ تک ۱۸۷ فٹ بلند ہے۔ سر کی بلندی ۶۶ فٹ۔ کان ۴۵ فٹ۔ ناک ۷٫۶ فٹ کی ہے۔

مصر کے مشہور پہاڑ

مصر کے پہاڑ | المقطم قاہرہ کے شرق میں (اسی نام کا ایک عیسائی اخبار مصر سے شائع ہوتا ہے۔

معصرہ۔ ضلع جیزہ میں۔

AsliAhleSunnet.com

جبل الطیر۔ ضلع منیسا میں۔
جبل الرخام۔ ضلع بنی سویف میں۔
جبل ابی فودہ۔ ضلع اسیوط میں۔
جبل شیخ الہریدی۔ ضلع جرجا میں۔
یہ سب پہاڑ سلسلہ جبال عربی کے ہیں۔
سلسلۂ لیبیا کے پہاڑ زیادہ بلند نہیں۔ اُن میں صرف جبل الاخضر۔ زیادہ مشہور ہے۔ جو ضلع فیوم میں ہے۔

دریائے نیل دریائے نیل۔ مصر کی خاص شہرت دریائے نیل کی وجہ سے بھی ہے یہ دریا ایشیا و یورپ اور افریقہ کے سب دریاؤں سے زیادہ لمبا بہنے والا ہے۔

طول اس کا بہاؤ طول میں تقریباً ۶۵۰۰ کیلومیٹر ہے۔
دریائے نیل افریقہ کی تین جھیلوں کے مجموعہ آب سے ملکر بنتا ہے۔

جھیلیں دریا کی ان جھیلوں کو مسلمانانِ اُندلس نے دریافت کر لیا تھا۔ مگر اب یورپ نے ان کا نام وکٹوریا نیانزا۔ البرٹ نیانزا۔ اور البرٹ ایڈورڈ نیانزا رکھ دیا ہے۔ گویا ان کی دریافت صرف انہی عہود میں ہوئی۔

امدادی دریا دریائے نیل میں عطبرہ۔ نیل ازرق۔ سوباط۔ بحر الغزالی گرتے ہیں۔ اور پھر نیل ہی کہلاتے ہیں۔
دریائے نیل جنوب سے شمال کو بہتا ہے۔ اور دو بڑی بڑی شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔

شمال مشرقی شاخ الف۔ شاخ دمیاط۔ جو جنوب سے شمال مشرق کو جاتی ہے۔

شمال مغربی شاخ ب۔ شاخ رشید۔ جو جنوب سے شمال مغرب کو جاتی ہے۔

مختلف نام

نیل کے مختلف نام کبھی کبھی مختلف حصہ بلاد کی وجہ سے دریائے نیل کے مختلف نام بھی لئے جاتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

(۱) بحیرہ البرٹ اڈوارڈ سے بحیرہ نو تک اس کا نام بحر الجبل ہے۔

(۲) بحیرہ نو سے خرطوم تک اس کا نام نیل الابیض ہے۔

(۳) خرطوم سے قاہرہ تک اس کا نام "نیل" ہے۔

پانی

دریائے نیل کا پانی نہایت میٹھا اور خوش گوار ہے۔

نیل کا اُچھلنا اور سیاہ مٹی یہ دریا جب بڑھتا ہے۔ تو پانی کناروں سے اُچھل کر اراضی زیر کاشت پر پھیل جاتا ہے۔ پانی کے ساتھ ایک سیاہ مٹی بھی آتی ہے جسے مصر والے "طمی" بولتے ہیں۔ یہ مٹی اس زمین کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے۔ پھر اعلیٰ درجہ کی پیداوار ہوتی ہے۔

نیل کے بڑھنے گھٹنے کی تاریخیں دریائے نیل کا پانی عموماً ۸ ار جون سے بڑھنے لگتا ہے۔ اور ۲۱ ر ستمبر سے گھٹنے لگتا ہے۔ اور بماہ مئی سال آئندہ پھر اصلی حالت پر پہنچ جاتا ہے۔

نیل کی بھینٹ کا قصہ۔ دریائے نیل کو عہد قدیم میں ایک مقدس دیوتا سمجھا کرتے۔ اور سال بسال ایک کنواری لڑکی کو دُلہن بنا کر اُس کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔ اور انکا اعتقاد تھا۔ کہ اس بھینٹ کے بغیر نیل دیوتا اوپر نہیں اُچھلتا۔ جب مصر مسلمانوں نے فتح کیا۔ تو اسلامی گورنر نے لوگوں کو اس رسم بد سے روک دیا۔ اللہ کی قدرت کہ اگست تک دریا میں افزونی کے آثار نمودار نہ ہوئے۔ تب تو رعایا نے کہہ دیا۔ کہ وہ اُجڑ جائینگے۔ گورنر نے خلیفہ راشد کی خدمت میں تمام احوال لکھ بھیجا۔

امیر المومنین کا فرمان بنام نیل امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والی کو لکھا۔ کہ اس خط کے ساتھ دوسرا خط دریائے نیل کے نام روانہ کیا جاتا ہے۔ جس مقام پر دلہن کو بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ وہاں میرا فرمان ڈال دیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا اور پھر کبھی خلافت راشدہ کے عہد ہمایوں میں فیضان ماء میں کمی نہ آئی۔ فرمان کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵	اللہ کے نام سے۔ جو بڑی رحمت اور کمال رحم والا ہے
من عبد اللہ امیر المومنین عمر بن خطاب	اللہ کے غلام مومنین کے امیر عمر بن خطاب رضی

AsliAhleSunnet.com

الی نیل مصر اما بعد فَاِنْ کُنْتَ تجری من قبلک فلا تجری۔ وَاِنْ کَانَ اللّٰہُ الوَاحِدُ القَھَّارُ ھو الذی یجریک فنسئال الواحد القھار ان یجریک۔

کی طرف سے دریائے نیل کے نام - واضح ہو کہ اگر تو اپنی مرضی سے بہا کرتا ہے تو اب نہ بہنا۔ اور اگر تیرا جاری کرنے والا۔ بہانے والا وہ یکتا مالک ہے جو سب پر حکمران ہے تو ہم اسی سے سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ تجھے جاری فرما دے۔ [1]

حسن وجمال مصر

کلیوپیٹرا۔ زمانہ حسن

داستان نویسوں کے نزدیک مصر کا حسن وجمال اور وہاں کی عشرت پسندی ایک مسلمہ امر رہی ہے۔ ملکہ کالیوپیٹرا کا حال اور اس کی رنگ رلیوں کی داستان سے مصر و روما۔ اور یورپ کا کونسا مورخ ناواقف ہوگا۔

دینی تاریخ کا تعلق مصر سے

قرآن مجید میں ذکر

قرآن مجید میں مصر کا ذکر صراحۃً یا کنایۃً (۳۰) مقامات پر آیا ہے۔

صحیح مسلم ذکر مصر

صحیح مسلم میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ۔ فَاسْتَوْصُوْا بِاَھْلِھَا خَیْرًا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّۃً وَّرَحْمًا۔

تم عنقریب مصر کو فتح کر لوگے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں سکہ قیراط نامی چلتا ہے وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا۔ انکو ذمہ اور رحم کے بڑے حقوق حاصل ہیں

مصر میں مصاہرت انبیاء

مصاہرت انبیاء

مندرجہ ذیل انبیاء کی زوجات مصر کی ہیں۔

خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام .... کی زوجہ ہاجرہ علیہا السلام۔

[1] منقول از تحفۃ الناظرین تالیف الامام الشیخ عبداللہ الشرقاوی ص۲۲ء

AsliAhleSunnet.com

اسماعیل علیہ السلام .... کی اہلیہ اوّل

سلیمان علیہ السلام .... کی ضجیعہ۔ دختر فرعون

سیدنا حبیب الٰہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی حلیلہ۔ ماریہ خاتون رضی اللہ عنہا۔

مولدِ انبیاء

ولادت انبیاء	مندرجہ ذیل انبیاء کی ولادت ملک مصر میں ہوئی۔

ہارون۔ موسیٰ۔ یوشع بن نون علیہم السلام۔

مہبطِ انبیاء

مندرجہ ذیل انبیاء مصر میں تشریف لائے۔ اور کچھ کچھ عرصہ قیام فرمایا۔

داخلہ انبیاء	سیدنا ابراہیمؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ ارمیا۔ دانیال۔ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

مومنین مصر

مومنین مصر	آسیہ امراۃ فرعون۔ مومن آل فرعون۔ ساحران عہد موسیٰ۔ وہ مومنین ہیں جن

کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ان ساحروں کی صحیح تعداد کسی معتبر کتاب سے دستیاب نہیں ہوئی۔

مصر اور تاریخ اسلام

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نامۂ دعوت بنام شاہ مصر	یکم محرم ۷ھ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مشہور حکمرانوں کے نام فرمانِ دعوتِ اسلام جاری فرمائے تھے۔ اُن دنوں مصر پہ

متی بن جریح الملقب بہ مقوقس حکمران تھا۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضؓ۔ اور شاہ مصر کی باہمی گفتگو	اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمان نبوی لے کر گئے تھے۔ انہوں نے حضور کا فرمان بھی پیش کیا۔ اور بادشاہ

AsliAhleSunnet.com

سے مندرجہ ذیل گفتگو بھی فرمائی۔

حاطب۔ آپ سے پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے جو اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی (میں سب کا بڑا خدا ہوں) کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے دُنیا و آخرت کی رُسوائی دی۔ اللہ پاک کے غضب سے ملک یا لشکر اُسے بچا نہ سکے۔ اس لئے بہتر ہو۔ کہ تم اُس سے عبرت حاصل کرو۔ مبادا کہ لوگ تم سے عبرت لیا کریں۔

مقوقس۔ ہم خود ایک مذہب رکھتے ہیں۔ اور اسے ترک نہ کریں گے۔ جب تک اُس سے بہتر کوئی مذہب نہ ملے۔

حاطب۔ اسلام کے بعد عیسائیت یا کسی اور مذہب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلام سب مذاہب سے کفایت کنندہ ہے۔ اُسی کی دعوت آپ کو دی جاتی ہے۔

لئے بادشاہ۔ جیسے آپ اہل توراۃ کو انجیل کی دعوت دیا کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہم آپ کو قرآن کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی اللہ کے ظہور کے بعد سب لوگوں کو اُسی نبیؐ کی اطاعت ضروری و لازم ہو جاتی ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں۔ کہ آپ کو مذہب مسیحؑ ہی کی دعوت دی جاتی ہے۔

وہی شاہ خراج گذار اسلام بنا بادشاہ نے مزید مُہلت کی درخواست کی۔ حضور کے فرمان کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ کر۔ مُہر لگا کر خزانہ میں رکھوا دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحائف بھیجے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرما دیا۔ کہ تم تھوڑے ہی عرصہ بعد اس ملک کو فتح کر لوگے۔ چنانچہ جمادی الآخری ۲۰؁ھ میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا۔ اور یہی جریح بن متی الملقب بہ مقوقس اپنی ۷۰ سالہ فرمان روائی کے بعد خلیفۂ اسلام کا خراج گذار بنا۔

تعداد لشکر اسلام بوقت فتح مصر مصر پر جس فوج نے حملہ کیا۔ اُس کے سپہ سالار اعظم حضرت عمرو بن العاص اُموی رضؓ تھے۔ حملہ اولین کے وقت اُن کے پاس صرف چار ہزار فوج تھی۔ بعد میں آٹھ ہزار فوج مدینہ منورہ سے اور بھیجی گئی۔ اس فوج کے سردار سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے حضرت عمر فاروق رضؓ نے لکھا تھا۔ کہ اس فوج میں چار شخص وہ ہیں۔ جو اکیلا ایک ہزار کے برابر کا ہے۔ اس لئے فوج کی تعداد بارہ ۱۲ ہزار سمجھنی چاہیئے۔ وہ چار مندرجہ ذیل بزرگوار تھے۔

AsliAhleSunnet.com

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ۔ مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ ۔ سلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ ۔

اب ہم ایک نقشہ درج ذیل کرتے ہیں جس سے واضح ہوگا۔ کہ خلافت راشدہ کے بعد کن کن اسلامی حکومتوں نے مصر پر حکمرانی کی۔

مصر پر اسلامی سلطنتوں کا نقشہ

مصر پر اسلامی سلطنتوں کی حکومت کا نقشہ

نمبر شمار	نام	سنہ ابتداء و انتہا	کیفیت
۱	امارت بنو امیہ	سنہ ۴۰ھ تا سنہ ۱۳۲ھ	۔
۲	خلافت عباسیہ	۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۲ھ تا سنہ ۲۲۳ھ	
۳	دولت طولونیہ	سنہ ۲۵۴ھ سے تا سنہ ۲۹۱ھ	سنہ ۲۹۱ھ سے سنہ ۳۲۴ھ تک پھر براہ راست خلافت عباسیہ کے ماتحت تھا۔
۴	دولت اخشیدیہ	سنہ ۳۲۴ھ سے تا سنہ ۳۵۸ھ	۳۴ سال - ۱۰ - ۲۴ یوم
۵	دولت فواطم یا عبیدیون	سنہ ۳۵۸ھ سے تا سنہ ۵۶۶ھ	۲۰۸ سال - ۵ ماہ -
۶	دولت ایوبیہ	سنہ ۵۶۶ھ سے تا سنہ ۶۴۸ھ	ماتحت خلافت عباسیہ۔
۷	دولت الممالیک	سنہ ۶۴۸ھ سے تا سنہ ۷۸۴ھ	″
۸	دولت چراکسہ	سنہ ۷۸۴ھ سے تا سنہ ۹۰۵ھ	″
۹	خلافت عثمانیہ	۱۳ رجب سنہ ۹۲۳ھ الی الآن	
۱۰	خلافت خدیویہ	از سنہ ۱۲۲۰ھ - الی الآن	

مصر کے مشہور شہر

القاہرہ

القاہرہ - اس وقت مصر کا دار السلطنت ہے۔ سنہ ۳۵۹ھ میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ جامع ازہر اسی شہر میں ہے۔ یہ علوم عربیہ کی تعلیم میں سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ طلباء کی تعداد بالاوسط بارہ ہزار رہتی ہے۔

القاہرہ ہی کے قریب مصر القدیمہ کی آبادی ہے۔ اسی میں جامع عمرو بن العاص رضہ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

جس کی عمارت اب تک سالم و قائم ہے۔

القاہرہ میں ٹرامویے جاری ہیں۔ جس کی بارہ لمبی لمبی شاخیں مختلف اطرافِ ملک میں جاری ہیں۔ سیاحین کو سیاحتِ ملک میں اُن سے خوب مدد ملتی ہے۔

اسکندریہ۔ یہ شہر سکندر رکدونی نے ۹۵۴ قبل ہجرت آباد کیا تھا۔ اب اس کی آبادی ساڑھے تین لاکھ ہے۔

اسکندریہ کا کتب خانہ اُسے جلانے والا

اس شہر کی وجہ شہرت اُس عظیم الشان کتب خانہ کی وجہ سے بھی تھی۔ جو شاہانِ روما نے قبل از مسیح یہاں قائم کیا تھا۔

اس کتب خانہ کی بہترین کتب کو امپراطرہ رومان قسطنطنیہ لے گئی تھی۔ بعد ازاں جن کتابوں کو امپر ٹیوڈورس نے عیسائیت کے خلاف سمجھا۔ اُنہیں آگ لگا دی۔

ابو الفرج یہودی نے ۶ سو سال کے بعد یہ گھڑت بنائی

اس حقیقت کو چھپانے کے لیئے سب سے اوّل ابو الفرج بن طبیب یہودی نے (جو مالٹا میں ۱۲۲۶ء کو پیدا ہوا) اور یہودیت کے بعد عیسائی بنا احراق کتب خانہ کو مسلمانوں سے منسوب کر دیا ہے۔ یہ کذب و افترار کی داستان اسلامی قبضہ سے کامل چھ صدیوں کے بعد گھڑی گئی۔ ورنہ ابو الفرج مذکور سے پیشتر کی جتنی کتابیں ملک مصر کی تاریخ پر یہودیوں۔ عیسائیوں یسلمانوں نے لکھی ہیں کسی میں اس واقعہ کا ذکر تک نہیں۔

کتابوں کی تعداد اور جلانے کا حساب

جھوٹا آدمی بات تو بناتا ہے۔ مگر اُسی کا جھوٹ خود اُسی کی بناوٹی بات سے کھل جاتا ہے۔ یہ یہودی لکھتا ہے۔ کہ اسکندریہ میں چار ہزار حمام تھے۔ اُن کا پانی چھ ماہ تک انہی کتابوں سے گرم ہوتا رہا۔ اگر فی حمام ایک سو کتاب روزانہ کا حساب بھی لگا لیا جائے تو کتابوں کا شمار ۷۲ ملیون پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ وہ تعداد ہے۔ کہ اگر آج اس زمانہ میں جبکہ لاکھوں مطابع کھلے ہوئے ہیں اور جبکہ دولت کی فراوانی اور شوق علم نے کتب خانجات کے قیام کو ہر ایک قوم کی زندگی کے قیام کا مسئلہ بنا دیا ہے۔ تمام یورپ کے کتب خانوں کی کتابیں جمع کر لی جائیں۔ تب بھی اتنی نہیں ہو سکتی ہیں۔

نہر سویز۔ مصارف پیمائش۔ وغیرہ

مصر کی بڑی شہرت اور سیاسی اہمیت ہمارے زمانہ میں نہر سویز کی وجہ سے ہو گئی ہے۔ یہ نہر بحر ابیض کو بحرِ احمر سے ملاتی ہے طول ۱۰۰ کیلومیٹر۔ اور عرض ۵۰ سے

AsliAhleSunnet.com

کیلومیٹر تک ۔ عمق ۸ سے ۱۰ میٹر تک ہے ۔ اس کی تیاری میں ۲۰ ملین پونڈ (بیس کروڑ روپیہ) صرف ہوا تھا ۔

۱۸۵۹ء میں کھدوائی شروع ہوئی ۔ اور ۱۸۶۹ء کو نہر مکمل ہوئی ۔ اب ہم احوال کو ختم کرتے ہیں ۔ اور خاتمہ پر حضرت عمرو بن العاص اُموی فاتح مصر کا خط نقل کرتے ہیں ۔ جو ادب عربیہ کا بہترین نمونہ ہے ۔

یہ خط امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام بھیجا گیا تھا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
من عمرو بن العاص الی امیر المؤمنین

ورد الیّٰ کتاب امیر المومنین ۔
اطال اللہ بقائہٖ ۔ یَسْألنِیْ عن مصر
اِعْلَمْ یا امیر المؤمنین اِن مصر قریۃ
غبراء وشجرۃٌ خضراء طولہا شہر و عرضہا
عشر یکتنفہا جبل اغبر و رمال اعفر یخط و
سطہا نہر مبارک الغدواۃ میمون الروحات
تجری فیہا الزیادۃ والنقصان کجری الشمس
والقمر لہ اوانٌ یدر حلابہ و یکثر عجاجہ
تنفیض علی الجانبین فلا یمکن التخلص من
القری بعضہا الی بعض اِلّا فی صغار المراکب
خفاف القوارب و زوارق کانہن الخائل
او ورق الاصائل فاذا تکامل فی زیادتہٖ
نفص علی عقبہ کاوّل ما بدأ فی جریتہٖ وطمی
فی ردتہ فعند ذٰلک تخرج ملتہ محقورۃ وذمۃ
محفورۃ یحرثون بطون الارض ویبذرون
فیہا الحب ۔ ویرجون بذالک النماء من
الرب لقیہم ما سعو من کدّہم فنالہٗ عنہم
بغیر جداہم ۔ فاذا احرق الزرع ۔ واشرق

امیر المومنین ۔ آپ کا خط ملا ۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے ۔ آپ نے مصر کی بابت دریافت فرمایا ہے ۔ سو واضح ہو ۔ کہ مصر روسلی زمین کا ملک ہے جس میں سرسبز درختوں کی کثرت ہے طول ایک ماہ کی مسافت عرض دس یوم کی مسافت کا ہے ۔ ٹیلے پہاڑ اور موٹی موٹی ریت اُسے گھیرے ہوئے ہیں اس کے وسط میں ایک دریا رواں ہے جس کی جملہ اوقات مبارک ہیں یہ گھٹتا ہے بڑھتا ہے جیسا کہ آفتاب و مہتاب کی حالت ہے ۔ یہاں کا ایک موسم ہے جب شیر دار جانوروں کا دودھ گھٹ جاتا ہے اور گرد و غبار بڑھ جاتا ہے اُسکے بعد دریا اپنے دونوں کناروں سے اُچھل پڑتا ہے ۔ تب ایک بستی سے دوسری بستی تک ڈونگوں اور کشتیوں کے سوا جو بادلوں کے ٹکڑوں یا درختوں کے پتوں کی طرح چلتی پھرتی ہاتی جلتی نظر آتی ہیں جانا دشوار ہوتا ہے جب دریا کی افزونی پوری ہو جاتی ہے تب بدستور گھٹنے لگتا ہے اور ابتدائی حالت پر آجاتا ہے وہ اراضی پر ٹلی چھوڑ جاتا ہے ۔ تب غریب کاشتکار ۔ اور اجرتی لوگ نکل پڑتے ہیں ۔ جو زمین کے شکم کو چاک کرتے

AsliAhleSunnet.com

سقاہ السماء وغذاہ من تحت الثریٰ فبینما
مصر یا امیر المؤمنین لؤلؤ بیضاء فاذا ھی
عنبرۃ سوداء فاذا ھی زمرد خضراء فاذا
ھی دیباجۃ زرقاء فتبارک اللہ خلق
لما یشاء والذی یصلح ھذہ البلاد
ویضر قاطنھما فیھا- ان لا یقبل قول
خسیسھا فی رئیسھا- ولا یستادی خراج
ثمرۃ الا فی اوانھا وان یصرف ثلث
ارتفاعھا فی عمل جسورھا وترعھا-
فاذا تقرر الحال مع العمال علی ھذہ
الاحوال تضاعف ارتفاع المال- واللہ
یوفق الی حسن الحال- فقط-

اور اس میں دانہ ڈالا کرتے ہیں- اور غذا سے اس کی پرورش کی امیدوار ہوتے ہیں- انکی کوششیں بارآور ہوتی ہیں اور انکو بلامشقت ثمر ملنے لگتا ہے- جب کھیتی کو گرمی پہنچتی ہے- اور اس پر چمکیلی اوس پڑتی ہے اور تہ زمین سے غذا ملنے لگتی ہے- اس وقت اے امیر المومنین سارا ملک ایک آبدار موتی ہے- یا تل عنبر بار- وہ زمرد آسمانی ہوتا ہے یا غالیچہ الوانی- تبارک ہے وہ مالک- کہ جو چاہا سو بنایا- جو چاہا وہ پیدا کیا- اس ملک کی صلاحیت اور باشندوں مضرت کے متعلق امور ذیل قابل غور ہیں- (۱) ادنیٰ شخصوں کی شکایت پر جو روسا کے خلاف ہو توجہ نہیں کرنی چاہیئے- (۲) محاصل اراضی قبل از وقت نہیں لینا چاہیئے- (۳) کل آمدنی کا ایک ثلث وسائل آبپاشی اور تعمیر پل ہا پر صرف کرتے رہنا چاہیئے- ان طریقوں پر عمل کرنے سے پیداوار میں ترقی- آمدنی میں افزونی- رفاہیت میں بیشی ہوگی- اللہ پاک کی توفیق رفیق ہونی چاہیئے-

عجائب خانہ مصر

اس عجائب خانہ میں فرعون غریق کی لاش بھی رکھی ہوئی ہے- جسے یورپ کے جملہ فلاسفروں نے مان لیا ہے- کہ یہی فرعون عہد موسیٰ علیہ السلام کی لاش ہے-

لاش فرعون- اخبار قرآنی

اس سے قرآن مجید کی صداقت منکرین الٰہی پر حجت بن جاتی ہے- اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون کو غرق ہونے کے وقت آگاہ کر دیا گیا تھا- کہ وہ غرق ہوگا- اور پھر اس کی لاش ساحل پر پھینک دی جائیگی- اور وہ آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنے گی- اَلْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً-

AshAhleSunnet.com

یہ حقیقت بائیبل نے ظاہر نہ کی تھی۔ قرآن مجید کے اس اعلان کے بعد تیرہ صدیوں کے گذر جانے پر وہ لاش ملی۔ اور قرآن مجید کی خبر اپنے ظاہری لفظوں میں پوری ہوئی۔

مزاراتِ مصر

مزار امام شافعی رح

مصر میں سینکڑوں مزارات ہیں۔ لیکن سب میں مشہور تر سیدنا محمد بن ادریس یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ یکے از ائمہ اربعہ ہیں۔ علم میں ان کا پایہ بہت بلند ہے۔ امام احمد بن حنبل رح فرمایا کرتے۔ کہ شافعی رح کا وجود علم کے لئے ایسا ہے جیسے دنیا کے لئے آفتاب یا انسان کے لئے صحت مطلبی النسب ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ انکی مصنفہ کتابیں بہت ہیں۔ اشہر وانفع تر کتاب الام ہے۔ جس کی ۷ جلدیں ہیں۔

مزار رأس حسین علیہ السلام

مزار رأس الحسین رض

یہاں ایک مزار امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے نام سے بھی بنا ہوا ہے عوام اہل مصر کا اعتقاد ہے۔ کہ سبط النبی امام حسین علیہ السلام کا فرق مبارک مصر میں مدفون ہے۔ لیکن علماء حدیث و سیرت اس روایت کی تصدیق نہیں کرتے۔

مُثْوَاہُ۔ (ثوی یثوی ثواءً) جس کے معنی ہیں ٹھہرانا۔ اقامت دینا۔ حدیث میں ہے۔ وَعَلٰی نَجْرَانَ مثوی رُسُلِی رنجران والوں پر لازم ہوگا۔ کہ ہمارے قاصدوں کو اترنے کی جگہ دیا کریں۔

خریدار نے حضرت یوسف کے متعلق اپنی عورت سے دو[2] ارادہ ظاہر کئے تھے۔

الف۔ حصول نفع۔ یعنی مہنگے داموں پر فروخت کرنا۔

غلامی کی رسم قدیم

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس عہد قدیم میں ملک مصر کے اندر خرید و فروخت غلامان بکثرت جاری تھی۔ متعصب عیسائی آج اُس کا الزام صرف اسلام کو دیا کرتے ہیں[1]۔

---

[1] کسی ایک مذہب نے بھی غلامی کی اصلاح میں کوشش نہیں کی۔ حضرت مسیح ؑ نے اس کے متعلق ایک حرف بھی نہیں فرمایا۔ پولوس نے غلامی کو استحکام دیا۔ اُس نے غلاموں کو نصیحت کی۔ کہ وہ اپنے آقاؤں سے ایسا ہی ڈرتے رہیں جیسا خدا سے" یہ فخر صرف اسلام کو ہے کہ اُس نے غلامی کو ایسی شکل میں بدل دیا۔ کہ آزادی کا گیت گانے والے بھی اس غلامی پر فخر کر سکتے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی الاصل غلام تھے عمر فاروق جیسا خلیفہ اعظم جب اُن کا ذکر کرتا۔ تو ان الفاظ میں "سیدنا ابوبکر اعتق سیدنا بلال" ہمارے سردار ابوبکر رض نے ہمارے سردار بلال رض کو آزاد کر دیا۔ زید رضی اللہ عنہ بھی غلام تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح اُن سے کر دیا تھا۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۹۴)

AsliAhleSunnet.com

معلوم ہوتا ہے۔ کہ دولتمند لوگ باہر کے سوداگروں سے جوان جوان لڑکوں کو ہلکی قیمت پر خرید لیتے اور پھر تعلیم و تادیب دے کر بڑی بڑی قیمت پر اُن کو فروخت کر دیا کرتے تھے۔ پس اَکْرِمِیْ مَثْوَاهُ کے معنی بامید منفعت یہ ہیں کہ اسے مؤدب مہذب بنانا چاہیئے۔ تاکہ اچھی قیمت ملے جائے۔

متبنیت کی رسم

ب۔ اتخاذ ولد۔ یعنی بیٹا بنانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے ہاں اولاد نہ تھی نیز یہ کہ عزیز مصر کی عورت کی جوانی ڈھل چکی تھی۔ کیونکہ اتخاذ ولد کا خیال عموماً شادی سے دس بارہ سال بعد پیدا ہوا کرتا ہے۔ جب کہ جانبین کو اپنے ہاں اولاد کی اُمید نہیں رہا کرتی ہے۔

رسم تبنیت سے لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اولاد کی کمی کے نقص کو دور کر لیتے ہیں۔ مگر یہ غلط فہمی ہے۔

تبنیت قدرت کے ساتھ گستاخی

اول تو تبنیت قدرت ربانیہ کے مقابلہ میں ایک گستاخانہ فعل ہے یعنی جو شخص کسی دوسرے کا بیٹا لے کر اُسے اپنا بناتا ہے۔ وہ قدرت ربانی کو منہ چڑاتا ہے۔ کہ دیکھ۔ اگر تو نے مجھے بیٹا نہیں دیا تو کیا ہوا میں نے تو بیٹا لے ہی لیا۔

تبنیت کا کڑوا پھل

دوم۔ متبنی گری کے شروع میں تبنیت کرنے والوں کے خیالات خواہ کیسے ہی صاف اور مستحکم ہوں۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ان بھوٹ کے والدین اور فرزند میں نفاق و شقاق میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ وہ رسم جو ایک دن خوشی خوشی منائی گئی تھی۔ بالآخر وہ نہایت کڑوا پھل ثابت ہوتی ہے۔ وہ کڑوا پھل جو حلق میں جا کر اٹک جاتا ہے نہ نیچے نگلا جائے نہ باہر تھوکا جائے۔ خود اسی واقعہ کو دیکھو۔ کہ عزیز اور اُس کی عورت حضرت یوسف ؑ کی نسبت یہ بات چیت کرتے ہیں۔ کہ "ہم اُسے بیٹا بنا لیں گے" لیکن چند سال کے بعد جب حضرت یوسف ؑ کی جوانی بھر جاتی ہے۔ تو کیا ہوتا ہے کہ وہی عورت یوسف صدیق ؑ پر مرنے لگتی ہے۔ اصلیت یا بناوٹ میں یہی تو فرق ہوتا ہے۔ دیکھو حقیقی ماں اپنے پیٹ کے بچے پر کیونکر ناپاک تعشق کر سکتی ہے۔

عورت کی بدبختی
اصل و نقل کا فرق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) خاندان نبوت کا عمل دنیا کی بنائی ہوئی غلامی کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام نے نکاح کے لئے کفو کا لحاظ رکھا ہے۔ ان زوجین کے درمیان دو شے تو کفو نہیں ہو سکتی۔ جیسا دنیا دار سمجھا کرتے ہیں۔ یعنی خاندان میں ہمسری۔ اب جو کفو پائی جائے گی۔ وہ مذہب اسلام ہے۔ یہ اسلام ہی کی نیاضی ہے جس کی طفیل حسن بصری۔ نافع عکرمہ۔ ابن سیرین جیسے لوگ جن کی اُمہات کو لوگ لونڈی کہتے تھے۔ دین کے امام تسلیم کئے گئے۔ الپتگین۔ سبکتگین۔ قطب الدین ایبک۔ شمس الدین التمش جیسے غلام صاحب تاج و تخت بنے مصر کا خاندان مملوکان۔ ہندوستان کا خاندان غلامان کسے یاد نہیں۔ پس عیسائیوں کے اعتراضات دراصل یہودیوں یا عیسائیوں یا آریاؤں کی قدیم غلامی پر واقع ہوتے ہیں۔ اسلامی احکام غلامی پر ان اعتراضات کو ذرا لگاؤ نہیں۔

AsliAhleSunnet.com

موسیٰ علیہ السلام اور تبنیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرگذشت میں بھی ایسی ہی مثال ملتی ہے۔ فرعون کی بیوی نے بھی فرعون سے انہی الفاظ میں (جو عزیز مصر کے الفاظ اپنی عورت سے ہیں) کہا تھا۔ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا۔ مگر نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہی بچہ موسیٰ علیہ السلام اُن کو غرق وہلاک و تباہ کرنے کا سبب ٹھہرایا گیا۔ پس تبنیت خواہ عورت کے انتخاب پر ہوئی ہو۔ یا مرد کی رائے پر۔ نتیجہ یکساں ہے۔

کافروں کی رسم

کہ تبنیت کرنے والوں کو آخر میں سخت مایوسی و محرومی دیکھنی پڑتی ہے۔ یاد رکھو کہ تبنیت کافروں کی رسم ہے۔ اور شرع میں حرام ہے۔

فصل یوسف علیہ السلام کے مصر پہنچنے کا راز

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور یوں۔ ہم نے یوسفؑ کو ملک مصر میں تمکنت دی۔ اور اس لئے بھی کہ ہم اُسے احادیث کی تاویل سکھلائیں۔ اور خدا تو اپنے کام پر غالب ہے مگر بہت لوگ ہیں۔ جو اسے نہیں سمجھتے۔

كَذٰلِكَ۔ کا ارشاد سابقہ واقعات پر ہے یعنی بھائیوں کے ہاتھوں قتل سے بچایا۔ قافلہ کو اُن کی محبت نہ دی۔ اور اُن کے ذریعہ اُن کو مصر پہنچایا۔ اور مصر پہنچانے کے بعد صاحب خانہ کے دل میں اُن کی توقیر ڈال دی۔

مَكَّنَّا۔ مَكَّنَ الشَّيْءَ۔ قوی و مضبوط بنایا۔ مُكْنَت قوۃ۔ مقدرت۔ طاقت۔ مَكْنٌ۔ پرندہ کا انڈے جمع کرنا۔ حدیث پاک میں ہے اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا۔ پرندوں کو انڈوں پر سے مت (اٹھاؤ)۔

خلافت راشدہ اور تمکین

اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کی صفت و شناخت میں فرمایا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ۔ (اُن کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پسند کردہ دین کو قوۃ اور طاقت اور جامعیت دیگا)۔

AsliAhleSunnet.com

یوسفؑ کو گھر کا مختار بنایا۔ | بائیبل ۳۹ باب سے واضح ہے۔ کہ فوطیفار نے یوسف علیہ السلام کو اپنے تمام گھر اور جائداد کا مختار مطلق کر دیا تھا۔ اور خدا نے اُن کی وجہ سے اُس کے ہر ایک کام میں برکت بخشی تھی۔

آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ چاہ میں گرایا جانا۔ خرید و فروخت۔ یہ تو سب ظاہری اسباب تھے۔ تقدیر الٰہی یہ تھی۔ کہ یوسف علیہ السلام کے لئے مصر میں قوت و غلبہ حاصل ہو۔ اُن کے لئے تاویل احادیث کے ذریعہ مواقع مہیا کئے جائیں۔ اس کے لئے تدابیر بظاہر ایسی بنائی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے عجیب کام | یاد رکھنے کا سبق یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔ اور وہ اپنی تدابیر پر خوب غالب ہے۔ لوگ جو قدرت اور حکمت الٰہیہ سے واقف نہیں۔ جن کی نگاہ اسباب تدابیر انسانی کے دائرہ کے اندر اندر محدود ہے۔ وہ ایسی حکمتوں کو نہیں پا سکتے۔

ہدایتش بسوئے ساحراں نمائد رخ   عصا نمود بدرست کلیم ثعبانی۔

بشاہ خواب نماید کہ یوسف صدیق   عزیز مصر شود مشتہر نہ زندانی۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچ گیا تب ہم نے اُسے حکم اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم اسی طرح احسان کرنیوالوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

اَشُدَّهٗ۔ شدّت کے معنی قوت ہیں اور بَلَغَ اَشُدَّهٗ سے مراد جوانی لی جاتی ہے۔ یعنی وہ عمر جب نشو و نما کا کمال ہو جائے۔

یوسفؑ کی جوانی کے متعلق چند اقوال۔ | مفسرین کے اقوال اس بارہ میں مختلف ہیں۔ کہ یوسف علیہ السلام اپنی عمر کے کس سن و سال میں جوانی کی پوری طاقت کو پہنچ گئے تھے۔ سعید بن جبیرؒ نے ۱۸ سال۔ ضحاک نے ۲۰۔ عکرمہ نے ۲۵۔ سُدی نے ۳۰۔ مجاہد و قتادہ نے ۳۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ۳۵۔ حسن بصریؒ نے ۴۰ سال بیان کئے ہیں۔ سعید بن جبیر و ضحاک کے اقوال اس لئے راجح ہیں۔ کہ یوسف علیہ السلام کا قیام اُس عورت کے گھر میں ۲۳ سال کی عمر تک رہا تھا۔ اور اُس کی داستان کا آغاز حضور کی جوانی کے بعد کا ہے۔ اگرچہ نبوۃ کے لئے ۴۰ سال کی عمر زیادہ موزون و انسب ہے۔

AsifAhleSunnet.com

اسلام میں بلوغ کو تعداد و سال کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا۔

یہ بحث تو یوسف صدیقؑ کے سن و سال جوانی اور اس کے بعد عطاء نبوت کے متعلق تھی۔ لیکن ہادیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلوغ مرد و زن کی بابت کسی سنہ یا سال کی تعیین کسی روایت صحیحہ میں نہیں پائی جاتی۔ اور فی الحقیقت اُس دین کے لئے جو جملہ طبقات عالم۔ اور ہر ایک براعظم کے لئے ہو سال کا تعین کرنا مناسب ہی نہ تھا۔ روس کے شمال میں مرد ۳۰ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے۔ جب کہ سوڈان میں ۱۲ سال کے مرد کا صاحب اولاد بن جانا مستبعد نہیں۔ اسی لئے علماء فقہ نے حلم وغیرہ کو علامت بلوغ قرار دیا ہے۔

ایتاء و اعطاء کا فرق

اٰتَیْنٰهُ۔ اعطاء و ایتا دونوں کے معنی "دینے" کے ہیں۔ مگر استعمال میں یہ فرق ہے۔ کہ اعطاء کسی مادی اور مجسم شے کے دینے پر بولا جاتا ہے۔ اور ایتاء کا غیر مادی و غیر جسمانی شے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ پر غور کرو۔ کوثر جسمانی شے ہے۔ اور سبع مثانی غیر جسمانی شے۔ آیت زیر تفسیر میں چونکہ حکم اور علم دیئے جانے کا ذکر تھا۔ اس لئے اُسے ایتاء کے ساتھ بیان فرمایا۔

كَذٰلِكَ۔ آیت گذشتہ میں واقعات ماضیہ پر اشارہ تھا۔ آیت ہذا میں بتایا گیا ہے۔ کہ افعال الٰہی کا یہ سلسلہ اسی طرح بحق یوسف صدیقؑ جاری رہیگا۔

احسان کے شرعی معنی

مُحْسِنِيْنَ۔ احسان سے ہے۔ احسان کے معنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو یہ بتلائے تھے۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ (خدا کی عبادت اس طرح کرنا۔ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اُسے دیکھ نہیں رہا۔ تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے) یہ تو شرعی معنی ہوئے۔

لغوی معنی

لغوی معنی نیکی کرنا۔ سلوک کرنا ہیں۔ یوسف صدیقؑ ہر دو معانی کے اعتبار سے محسن تھے۔

فصل امرأة العزیز کا ہیجان یوسفؑ صدیق کا کمال عصمت

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

اور اُس عورت نے جس کے گھر میں یوسفؑ رہتا تھا۔ اُس کو بار بار پھسلایا

AsliAhleSunnet.com

وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور سب دروازوں کو اچھی طرح بند کر کے بولی آؤ۔ اپنا کام کرو۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔ پناہ بخدا۔ میرے رب نے تو میرا مقام پاک بنایا ہے۔ اور ظلم کرنے والے تو کبھی فلاح نہیں پاتے۔ عورت اپنی بات پر رہی۔ اور یوسف اپنے جوابات پر رہا۔ اگر یوسف علیہ السلام نے برہان رب کو نہ دیکھا ہوتا (تو کچھ کا کچھ ہو جاتا) ایسا ہی ہوا۔ تاکہ ہم یوسف سے بدی کو اور بےحیائی کو دور ہی رکھیں۔ یوسف تو ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔

رَاوَدَتْهُ۔ (رَادَ یَرُوْدُ رَوْدًا) طلب کرنا۔ رَادَ الْمَرْاَۃُ رَوْدًا عورت نے چکر لگائے رَاوَدَہٗ اُس سے فریب کھیلا۔

رَاوَدَ عَنْ نَفْسِہٖ۔ اُس سے فعل منکر چاہا۔

رَاوَدَتْ۔ پھسلاوٹ میں برابر لگے رہنا۔ بائبل میں ہے۔ کہ وہ عورت یوسف کو ہمیشہ ہم بستری کے لئے کہا کرتی تھی۔

اَلَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا۔ سے مراد وہی امراۃ العزیز ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے۔ قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ۔ قرآن مجید نے یہاں عورت کا نام نہیں لیا۔ بلکہ عَلَم (امراۃ العزیز) بھی ترک کر دیا۔ اور اس طرز بیان سے اللہ تعالیٰ نے اُس عورت پر بھی احسان فرمایا۔ اور اُس کی پردہ پوشی کی۔

یہ سبق ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے کسی فعل بد کا ذکر ضروری بھی ہو جائے۔ پھر بھی جہانتک ممکن ہو۔ کنایہ وغیرہ سے کام نکالے۔

التی ہو فی بیتہا کہنے میں پردہ پوشی ہے

AsliAhleSunnet.com

(ب) اس طرزِ بیان سے اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام پر بھی احسان فرمایا۔

اس طرزِ بیان سے یوسفؑ پر احسان

کیونکہ اَلَّتِیۡ ھُوَ فِیۡ بَیۡتِھَا سے ثابت ہوا۔ کہ یوسف علیہ السلام اُس عورت کے تحت اقتدار و اختیار تھے۔ اور سخت مشکل یہ تھی۔ کہ اُن کی رہائش عورت ہی کے گھر میں رکھی گئی تھی۔ ایسی حالت میں بچنا خاصانِ خدا ہی کا کام ہوتا ہے۔ اس جگہ حدیث ذیل کا درج کرنا موزوں ہے۔

صحیح بخاری کتاب المحاربین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

بخاری کی حدیث

سَبۡعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ۔ امام عادل وشاب نشاء فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما انفقت یمینہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل ذکر اللہ خالیًا ففاضت عیناہ۔

(۱) امام عادل۔ (۲) جوان جس نے عبادت الٰہی میں پرورش پائی ہو۔ (۳) وہ جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد ہی میں لگا رہتا ہے۔ جب تک کہ پھر مسجد میں پہنچے (۴) وہ دو شخص جن میں للّٰہی محبت ہے۔ اسی پر مل کر بیٹھتے ہیں اور اسی محبت کو لئے ہوئے جدا ہوتے ہیں (۵) وہ شخص جو صدقہ دے اور چھپائے حتیٰ کہ بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دہنے ہاتھ نے کیا دیا۔ (۶) وہ شخص جسے منصب اور جمال والی عورت اپنی جانب بلائے اور وہ کہدے۔ کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں (۷) وہ شخص جسے تنہائی میں خدا یاد آئے۔ اور اُس کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہوں [۱]

غَلَّقَتۡ۔ اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دروازوں کے بند کرنے کا کام عورت نے خود کیا تھا۔ اور دروازے بند کرنے میں پوری احتیاط و اہتمام کیا تھا۔

---

[۱] حدیث میں جو ہفت گانہ اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے پانچ صفات اس قصہ میں سے یوسف علیہ السلام پر صادق آتی ہیں (۱) وہ عادل تھے۔ کیونکہ انہوں نے زنا کو ظلم بتایا۔ اور ظالمین کو فلاح سے محروم بتایا۔ وہ تنہائی میں خدا کو یاد کرنے والے تھے۔ معاذ اللہ انہوں نے ایسے ہی وقت کہا۔ جب کوئی نہ تھا۔ (۳) وہ جوانی میں عبادت الٰہی کرنیوالے تھے (۴) انہوں نے ایسی عورت کی بات کا انکار کیا۔ جو صاحب جمال و مال ہونیکے علاوہ صاحب اقتدار بھی تھی (۵) انہوں نے غریب بھائیوں کو غلہ کی قیمت کا روپیہ واپس کر دیا۔ اور کبھی نہ جتایا۔ کہ یہ فعل اُن کا تھا۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

اَلْاَبْوَابُ - معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورت نے جس جگہ یوسف علیہ السلام کو لے جا کر اُن سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی۔ وہ مکان در مکان بہت اندر تھا۔ عموماً فسّاق لوگ ارتکاب فحش کے لئے ایسی ہی تجاویز کیا کرتے ہیں۔ کوئی رات کی اندھیاری۔ کوئی موسم گرما کی دوپہر۔ کوئی مکان کا اندرونی حصہ۔ کوئی بالاخانہ۔ کوئی پیچ در پیچ کوچہ کا انتہائی مکان۔ کوئی صحرا۔ کوئی پارک۔ کوئی ریسٹورنٹ وغیرہ وغیرہ مقام کو پسند کرتا ہے۔ اور اپنے خیال میں سمجھ لیتا ہے۔ کہ اب اس نے اپنی سیہکاری کے چھپانے کا پورا سامان کر لیا۔ لیکن بدبو پھوٹ پڑتی ہے۔ اور اُن کی سیاہ درونی کا عکس اُنکے احوال واقوال وافعال پر ایسا پڑتا ہے۔ کہ سب کو اُن کے شیطانی حالات کا علم ہو جاتا ہے۔

[illegible]

هَيْتَ لَكَ - صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ہے۔ کہ عکرمہ کا قول ہے۔ کہ هَيْتَ لَكَ - حورانی زبان کا لفظ ہے۔ اور اُس کے معنے هَلُمَّ ہیں۔ سعید بن جبیر رض کا قول ہے۔ کہ اس کے معنی تعال ہیں۔

مَعَاذَ اللّٰهِ - یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس بُرے فعل سے وُہی مجھے بچائیگا۔ معاذ مصدر ہے۔ اس کے ساتھ اس کے فعل کا استعمال نہیں ہوتا۔

اِنَّهٗ رَبِّیْٓ - اِنَّهٗ کی ضمیر اللہ کی طرف ہے۔ جو معاذ اللہ میں موجود ہے۔ بعض نے لکھ دیا کہ اِنَّهٗ رَبِّیْ سے مراد شوہر زن ہے مگر اُس کا تو کوئی ذکر پہلے سے موجود نہیں۔ مجاہد اور سُدّی اور ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔ کہ یہ بات بالکل بعید از فہم ہے۔ کہ اللہ کا نبی یوسف صدیق ایک دُنیاوی افسر کو (جو فی الواقع اُن کا آقا بھی نہ تھا۔ کیونکہ یوسف صدیق حقیقۃً غلام بھی نہ تھے) لفظ ربی کہہ کر یاد کریں۔ فتح البیان ج ۵ ص ۲۰)۔

[illegible]

خواہ اُس زمانہ کے لوگ اپنے آقاؤں کو ربّی کہہ کر بُلاتے بھی ہوں۔ پس صحیح یہی ہے۔ کہ اِنَّهٗ کی ضمیر اللہ کی طرف ہے۔ یا اسے ضمیر شان کہہ سکتے ہیں۔

مَثْوٰی - مقام (کتاب التفسیر صحیح بخاری)۔

زانی ظالم ہے

اَلظّٰلِمُوْنَ - یوسف صدیق ؑ نے اس جگہ زانی کو ظالم بتلایا ہے۔ وجوہات پر غور کرو۔

الف - زنا ظلم بر خود بھی ہے۔

زنا ظلم بر خود ہے

زانی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ زنا سے اخلاق - اور روپیہ اور صحت تباہ و خوار -

AsliAhleSunnet.com

اور فاسد ہو جاتے ہیں۔

پیدا ہونے والی نسل کا ذخیرہ ضائع جاتا ہے۔

زنا ظلم بر خاندان

ب۔ زنا اپنے خاندان پر بھی ظلم ہے۔

کیونکہ جو شخص زنا کرتا ہے۔ وہ اپنے خاندان کیلئے ایک نمونہ قائم کرتا ہے۔ وہ اپنے گھر تک ایک سڑک بناتا ہے جس سڑک سے زنا آسانی اُس گھر میں داخل ہو جائیگا۔ تجربہ اور مشاہدہ ایسی ہزاروں مثالیں ناظرین کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

زنا ظلم بر زانیہ

ج۔ زنا زانیہ پر بھی ظلم ہے۔

کیونکہ جب عورت ایک بار زنا میں آلودہ ہو جاتی ہے۔ تو اُس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ وقاحت و بے حیائی میں روز افزوں بڑھتی جاتی ہے۔

زنا اقربائے زانیہ پر ظلم

(د) زنا عورت کے اقربا پر بھی ظلم ہے

کیونکہ سب کو ایسی ندامت دامن گیر ہوتی ہے۔ جس کی کوفت اور صدمہ اُن کے دل پر ہمیشہ رہتا ہے۔

زنا شوہر عورت پر ظلم

(ھ) زنا عورت کے شوہر پر بھی ظلم ہے۔

ملنے والے شوہر پر اس لئے ظلم ہے۔ کہ جس اعتماد پر اُس نے شادی کی۔ اس میں دھوکا دیا گیا۔ اور شوہر موجودہ پر اس لئے ظلم ہے۔ کہ اُس کے واحد حق میں مداخلت کی گئی۔ اُس کی رسوائی کی گئی۔ اُسکے مال کا وارث ایسے مولود کو بنایا گیا۔ جسے استحقاق وراثت حاصل نہ تھا۔

زنا مولود پر ظلم

(و) زنا پیدا ہونے والے بچہ پر بھی ظلم ہے۔

کیونکہ یا تو ایسے بچہ کو ضائع کیا جاتا ہے۔

یا اُس کی تربیت صحیح نہیں ہوتی۔

اور یہ تو لازمی ہے۔ کہ اُس کی زندگی کو ہمیشہ کیلئے ننگ و عار کی زندگی بنایا جاتا ہے۔

زنا ملک و قوم پر ظلم

(ز) زنا ملک اور قوم پر بھی ظلم ہے۔

نسلیں محفوظ نہیں رہتی ہیں۔ وہ اوصاف و خصائل جو خصوصیات خاندان ہوتے ہیں نیز بھسند عامہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اوصاف قومی گم ہو جاتے ہیں۔ زنا کے جراثیم گنہگار والدین

AsliAhleSunnet.com

سے اُن کی آئندہ اولاد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان سب اُمور کا دائمی نقصان قوم کو اور پھر مُلک کو اٹھانا پڑتا ہے۔

غور کرو۔ کہ ایک لفظ ظالم کی تحت میں یوسف علیہ السلام نے زنا کی ان تمام بُرائیوں کو کیسی خوبی سے بیان فرما دیا ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا

عقل و شرع و قرآن کے خلاف باتیں

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا۔ اُوحدی جیسے شخص ایسے بھی گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس آیت کی تحت میں ایسی باتیں لکھ دی ہیں۔ جو عقل و شرع اور اصول قرآن مجید سے بالکل مخالف ہیں۔ اُن کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

بے سروپا روایتیں

پھر بعض لوگوں نے اُن باتوں کے عمل و فعل میں نہ آنے کی وجہ کی بابت لکھ دیا۔ کہ یوسف علیہ السلام کے سامنے فلاں فلاں امور منجانب قدرت ظاہر ہوئے تھے۔ یہ سب باتیں بالکل بے سروپا۔ اور واہی ہیں۔

روایتوں میں باہمی تضاد

محدثانہ اصول کے مطابق اُن کی صحت کبھی بھی تسلیم نہیں کی گئی۔ اور اُن میں اس قدر تضاد و تناقض باہمی موجود ہے۔ کہ اُن کی تطبیق بھی نہیں ہو سکتی۔

اگر ان روایات کی بطلان کا ظاہر کرنا ضروری نہ ہوتا۔ تو ہم اُن کا ذکر اتنا بھی نہ کرتے۔ تنقید سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ سب روایات ابن کعب قرظی تک پہنچتی ہیں۔ اور وہ ایک غیر معتبر شخص ہے۔"

خیر اب تفسیر کی طرف آئیے۔

علامہ ابن حزم رح کی تفسیر

علامہ ابن حزم کی (المتوفی ۴۵۶ھ) نے کتاب اَلْفِصَلْ جلد چہارم ص۱۱ پر تحریر کیا ہے۔ کہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ پر جملہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا جملہ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ہے۔

فخر رازی کی تفسیر

فخر رازیؒ (المتوفی سنہ نے) بھی تفسیر کبیر میں زیادہ تر اسی معنی کی تائید کی ہے بس آیت کا ترجمہ یہ ہوا۔

عورت نے اُس کا قصد کر ہی لیا تھا۔ وہ بھی قصد کر لیتا۔ اگر بُرہان کو نہ دیکھ پاتا۔"

AsliAhleSunnet.com

ابو حاتم اور ابو عبیدہ کی روایت ابو حاتم کہتے ہیں۔ کہ غریب القرآن کی تعلیم کے وقت اُن کو علامہ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی بتلائے تھے۔

قاضی بیضاوی کے اعتراض کا جواب از فخر رازیؒ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں۔ کہ لَوْلَا کی شرط پہلے نہیں آتی لیکن فخر رازیؒ نے اس کی صحت کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کر دیا ہے۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا (قصص ع ۱)

اس آیت میں کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِہٖ کی شرط بعد میں واقع ہوئی ہے۔ یہ معنی عمدہ ہیں اور صحیح ہیں۔ اور یوسف صدیق کی شان عالی کے موافق ہیں۔

اگر اب بھی لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ کے جملہ کو علیحدہ رکھنا ہو۔

ایک اور معنی اور وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کو علیحدہ۔ تب ایک اور معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ میری فہم کے موافق ہیں۔ اور اگر یہ غلط ہیں تو مجھے بھی اس کے غلط ہونے کا اقرار کرنے میں ذرا تامل نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ۔

تفسیر بالرائی سے اجتناب کہ تفسیر بالرائی کی حمایت کی جائے۔

بہ اور بہا کے مرجع ضمائر واضح ہو۔ کہ جس قدر معانی بیان کیے گئے ہیں۔ اُن میں هَمَّتْ بِهٖ میں بِهٖ کا مرجع یوسف علیہ السلام کو۔ اور هَمَّ بِهَا میں بِهَا کا مرجع اس عورت کو بتلایا گیا ہے لیکن ہر دو ضمائر کے لئے قریب تر مرجع اور بھی مل سکتے ہیں۔ اور علم فصاحت وبلاغت کی رُو سے ضمائر کا قریب تر مرجع کی جانب جانا زیادہ صحیح اور زیادہ موزون سمجھا جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق هَمَّتْ بِهٖ میں ضمیر بِهٖ کا مرجع عورت کا قول هَيْتَ لَكَ ہے۔ اور هَمَّ بِهَا میں ضمیر بِهَا کا مرجع یوسف علیہ السلام کے اقوال سہ گانہ ہیں۔ اور وہ اقوال یہ ہیں۔ (۱) مَعَاذَ اللّٰهِ۔ (۲) اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ۔ (۳) اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

لفظ ہم کے معنی لفظ هَمَّ کے معنی لغوی صاحب کشاف نے قصد اور عزم لکھے ہیں۔ اور عزم کے معنی الاشتداد والغلبہ ہیں۔ احمد بن یحییٰ ثعلب نے جو لغت و نحو کے مشہور امام ہیں هَمَّتْ کے معنی اسی لئے وَكَانَتْ مُصِمَّةً[۱] بتلائے ہیں۔ اب آیت کا ترجمہ یہ ہوا۔

[۱] عورت اپنی بات پر اصرار کرتی رہی ۱۲۰۴

"وہ عورت اپنی بات پر اصرار کرتی رہی۔ اور یوسف ؑ اپنے جوابات پر اصرار کرتے رہے۔"

یہ معنی بالکل صاف ہیں۔ اور ایک دل باختہ عورت اور ایک تقویٰ پرور نبی اللہ کی شانِ رفیع پر بھی بالکل چسپاں ہیں۔

ضمیر کا جملہ کی جانب ہونا

ضمیر کا مرجع کسی قول یا جملہ کو ٹھہرانا کثرت سے متداول ہے۔ دیکھو اسی سورۃ میں آتا ہے۔ اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ۔

نظم قرآنی پر غور و تدبر

معنی ہذا کی توثیق اس وقت ہو جاتی ہے جب نظم قرآنی پر تدبر و تفکر کیا جائے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ آیت وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا بعد میں واقع ہوئی ہے۔ اور اس سے پیشتر آیات قَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ آچکی ہیں۔ اس ترتیب کلام پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جائیگا۔ کہ هَمَّتْ کے معنی عورت کا صرف ارادہ اور خواہش دلی ہی نہیں۔ کیونکہ اس عورت کے تو بہت سے افعال (جو خواہش اور ارادہ سے افزوں تر ہیں) وَرَاوَدَتْهُ (۲) وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ۔ (۳) اور قول هَيْتَ لَكَ کی تحت میں نمایاں و آشکار ہو چکے۔ ایسے اور اس قدر افعال کے صدور کے بعد اب هَمَّتْ مذکورہ کو صرف بمعنی خواہش و ارادہ لانے کا محل کونسا باقی تھا۔ علیٰ ہذا صدیق علیہ السلام کے حق میں بھی هَمَّ بمعنی خواہش و ارادہ یا میلان طبعی اس لئے نہیں ہو سکتے کہ وہ تو نہایت مکمل وعظ زنا کی برائی اور عظمت الٰہی پر فرما چکے ہیں۔ اور خود کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں لے جا چکے ہیں۔

ہاں اگر آیت یوں ہوتی۔ کہ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَهَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ الخ تب یہ معنی جو عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں زیادہ چسپاں ہو سکتے۔ غور کرو۔ کہ عورت تو خواہش کا اظہار بھی کر چکی اور نبی اللہ اسے رد بھی فرما چکے۔ اب عورت کے ارادہ کے ذکر کا کونسا محل رہ گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس مقام پر نظم قرآنی پر پورا تدبر کرنا نہایت ضروری ہے۔

نظم قرآنی۔ اور لغت عربی۔ اور شان نبوت کے لائق ترجمہ موجود ہے۔ کہ عورت اپنے قول پر اڑی رہی۔ اور یوسف علیہ السلام اپنے اقوال پر قائم رہے۔

AsliAhleSunnet.com

لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ ـــ اگر وہ اپنے رب کی برہان کو نہ دیکھ لیتا۔

بُرْهَان ۔ دلیل و حجت۔ اس کا اطلاق مادی و غیر مادی ہر دو اقسام پر آیا ہے۔ قرآن مجید

برہان کا اطلاق مادی و غیر مادی ہر دو اقسام پر

میں عصائے موسیٰ و یدِ موسیٰ دونوں کو برہان فرمایا گیا ہے۔ اور حدیث میں ہے۔

اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ۔

جب فقرہ لَوْلَا اَنْ سے شروع ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب محذوف ہے اور یہ بلاغتِ کلام ہے۔ کہ جواب کو محذوف رکھا کیونکہ اس کا وجود کوئی نہ تھا۔

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر بھی لَوْلَا کا جواب محذوف ہونا مل جاتا ہے۔

لولا کا جواب محذوف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ـ ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ ایمان والوں میں گندی باتوں کی اشاعت پسند کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیا و آخرت میں عذاب ہے۔ اللہ ان کو جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا تب ...... اور اللہ تو رؤف و رحیم ہے۔ دیکھو یہاں خبر محذوف ہے جواب مکمل بنے گا۔

برہان کے متعلق کعب قرظی کے روایات کا واہی ہونا

واضح ہو کہ برہان رب کی تفسیر میں ابن کعب قرظی کی روایات میں جتنی باتیں بتائی گئی ہیں۔ صورتِ یعقوبؑ۔ یا صورتِ جبریل علیہ السلام۔ یا کوئی اور ندا یا آیات قرآنیہ میں سے کسی آیت کا دیوار پر۔ یا چھت پر لکھا جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب روایات اصول محدثانہ کے اعتبار سے واہی اور بے بنیاد ہیں۔ اور صحیح قول امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ برہان رب سے مراد نبوت ہے۔

ابن حزم اور معنی برہان

میرے فہم میں یوسف علیہ السلام کے گزشتہ وعظ کو بھی جو زنا کی برائی پر انہوں نے فرمایا۔ برہان رب کہہ سکتے ہیں کیونکہ انبیاء کی تعلیم و تلقین منجانب اللہ تعالیٰ ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعظ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ ـ (یہ ہمارے دلائل تھے۔ جو ہم نے ابراہیم کو دیئے تھے)۔

اب مطلب آیت لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ کا یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جب

AsliAhleSunnat.com

موقعہ کی نزاکت - عورت کی جو صاحب مال وجمال تھی - درخواست اُس درخواست پر اصرار اور تحکم یوسف علیہ السلام کی محکومی - بھرپور جوانی - شادی شدہ نہ ہونا بے وطن ہونا - یہ ایسے حالات جمع ہو گئے تھے - جن پر غالب آنا کسی معمولی مرد کا کام نہ تھا - وہ فضل آلہی جو شامل حال انبیاء علیہم السلام ہوتا ہے وہ عصمت نبوت جو ارادۂ کبائر کو دل میں جانشین ہونے نہیں دیتی ہے اپنا کام کر گئی - اور خدا کا نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہر ایک مرحلہ سے پاک و صاف نکل گیا - کیونکہ برہان رب ان کی راہ نما تھی

سو و فحشار کا فرق — **سُوْءَ** - سَاءَ - یسوءُ - سَوْءٌ سے - اسم ہے - برا کام - بری عادت - آفت وغیرہ -

عِبَادِنَا - ہمارے بندے - یہ اللہ تعالیٰ کا بہت پیارا لفظ ہے عزت بخشی کے موقعہ پر اللہ تعالے اسی لقب سے اپنے برگزیدہ خاص بندوں کو یاد فرمایا کرتا ہے - سیدنا و مولانا محمد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیعہ کا خیال کرو - اور پھر حضور کے مقامات عالیہ میں سے معراج کو یاد کرو - جس پر یہ مصرعہ نہایت صداقت سے صادق آتا ہے - بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی - ذکر معراج میں یہ الفاظ ہیں - سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پاک ہے وہ مالک جس نے شبا شب اپنے بندہ کو سیر کرائی) - دیکھو یہاں سب سے بہترین مقام کے بیان میں حضور صلعم کو لفظ عبد سے یاد و ممتاز فرمایا ہے -

[حاشیہ: illegible]

توعبد خوانده شدی و رموز دان دانست — کہ برتر است عبودیت از سلیمانی

آیت زیر تفسیر میں یوسف صدیق کو بھی اسی معزز اور پیارے خطاب سے یاد فرمایا ہے - جس سے صاف ظاہر ہے - کہ اس ہفت خوان نفسانی پر فتح پانے میں جو امور جلیل انہوں نے کئے تھے - وہ اللہ تعالیٰ کی کمال خوشنودی کا موجب ہوئے -

مُخْلَصِیْنَ - اخلاص سے ہے - مخلص لغت میں کسی چیز کو دوسری چیز کی آمیزش سے پاک صاف کرنے کو کہتے ہیں -

اخلاص کے لغوی معنی

اخلاص کے شرعی معنی — اصطلاح شرعیہ میں دل کو غیر اللہ سے خالی کرنے کا نام اخلاص ہے - یہ یاد رہے

AsliAhleSunnet.com

کہ اخلاص کے قریب صدق بھی ہے۔ مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے۔ کہ اخلاص مطلوب کا عدم انقسام

صدق و اخلاص میں فرق

ہے یعنی مطلوب واحد ہو۔ صدق۔ طلب کا عدم انقسام ہے یعنی طلب واحد ہو۔

صدق و اخلاص میں ترتیب

صدق کے درجہ پر انسان بعد از اخلاص فائز ہوتا ہے۔ لیکن اخلاص کے بغیر صدق حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید میں اخلاص کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اخلاص کی نہایت تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔

ہم نے کتاب کو تجھ پر راستی کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس تو اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ بالکل اُسی کا بن کر ادا کیا کر۔

فرمایا أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (یاد رکھو یہ خدا ہی کی شان ہے۔ کہ دین اُسی کے لئے ہو

خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ احسن عمل وہ ہے جو اخلص و اصوب ہو۔ فرمایا اگر عمل خالص تو ہوا مگر اصوب نہ ہوا۔ تب بھی قبول نہ ہوگا۔

اگر اصوب ہوا۔ اور خالص نہ ہوا۔ تب بھی قبول نہ ہوگا۔

پھر بتلایا۔ کہ خالص کے معنی یہ ہیں۔ کہ صرف خدا کے لئے ہو۔ اور اصوب کے معنی یہ ہیں۔ کہ سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے مطابق ہو۔

اخلاص پر حدیث قدسی

حدیث قدسی میں ہے۔ (یہ حدیث سند کے لحاظ سے بھی صحیح ہے)۔

أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيْ غَيْرِيْ فَهُوَ لِلَّذِيْ أَشْرَكَ بِهٖ[1]

الغرض جب عمل کو مخلوق کے دکھلانے سنانے سے پاک رکھا جائے۔ اور جب طاعت و عبادت میں صرف ذات سبحانی ہی مقصود ہو تب اُس کا نام اخلاص ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق اخلاص عطا فرمائے۔

یوسف علیہ السلام کے متعلق جب یہ معلوم ہو گیا کہ وہ کامل الاخلاص تھے۔ تو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ امراۃ العزیز کے واقعہ میں اُن سے کوئی بھی ایسی حرکت صادر نہیں ہوئی۔ جو اُن کے منصب عالیہ کے ذرا بھی خلاف ہو۔

[1] میں ہر ایک ساجھی بن کر کام کرنے والوں کے اندر سب سے زیادہ شرک اور ساجھی پنے سے الگ ہوں۔ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اُس نے میرے سوا اور کو بھی شامل کیا۔ تو وہ عمل اُس غیر کے لئے سمجھا جاویگا۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

قصہ کے ضمن میں خلوص کہنے کی	بلاغت قرآنیہ پر تدبر کرنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح ایک مکان
بلاغت اور حسن دلیل	کے اندر دو جوان مرد و زن کے جمع ہونے کے بعد کے واقعات دوسروں کے

لئے بالکل محجوب و مستور رہتے ہیں۔ اسی طرح اخلاص کا معاملہ ہے۔ دونوں حالتوں کی اصلیت عالم الغیب ہی پر آشکارا ہوتی ہے۔ واقعہ کا خاتمہ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ کے الفاظ پر فرمادینے سے اللہ تعالیٰ نے صدیق کی بے گناہی و بے لوثی کو بہترین دلائل سے واضح فرمادیا اس معاملہ میں بھی ان کی بریت فرمائی۔ اور اُن کی دلی اخلاص منزلی کی بھی صفت فرمادی۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

وہ دونوں دروازہ کو لپکے۔ عورت نے یوسفؑ کے پیچھے سے اُن کا کُرتہ چاک کر دیا۔ پھر دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازہ کے پاس ہی دیکھ پایا۔ عورت بولی جو شخص تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا یا تو اُسے قید کیا جانا چاہیئے۔ یا دردناک عذاب چاہیئے۔

اِسْتَبَقَا۔ دو شخصوں کا ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی نیت سے دوڑنا۔ یوسف علیہ السلام اس لئے دوڑے۔ کہ اپنا ایمان بچائیں۔ عورت اسلئے دوڑی۔ کہ پھر اُن کو اپنی ڈھب پر لانے کی سعی کرے۔

اَلْبَاب۔ پہلے غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ فرمایا تھا۔ یہاں اَلْبَاب فرمایا معلوم ہوا کہ اس سے آخری دروازہ یعنی داخلہ مکان کا سب سے پہلا دروازہ مراد ہے۔

یوسف علیہ السلام کا تیزی سے دوڑنا	اگر ہم نظم قرآنی سے یہ سمجھیں۔ کہ کُرتہ پھٹنے کا واقعہ اس آخری دروازہ

کے متصل وقوع میں آیا تھا۔ تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کس تیزی سے بھاگے تھے۔ کیونکہ اُن کو ہر دروازہ کے کھولنے میں بھی جو بڑی احتیاط سے عورت نے بند کیے تھے۔ خاصی دیر لگتی ہوگی بااینہمہ وہ سب دروازوں کو طے کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ صرف آخری دروازہ کے متصل عورت ان سے اس قدر قریب پہنچ گئی۔ کہ وہ اُن کو تو نہ پکڑ سکی۔ بلکہ ان کی قمیص عورت کے ہاتھ میں آ گئی۔

اَلْفَيَا۔ اَلْفٰی الفاظ (وَجَدَ کا)۔

AsliAhleSunnet.com

قَدَّتْ - قَدٌّ - کپڑے کا طول میں چاک ہونا۔

قَدّ اور قَطّ میں فرق لغوی

قَطٌّ - کپڑے کا عرض میں چاک ہونا۔

یہ لفظ بتلاتا ہے۔ کہ عورت کا ہاتھ یوسف علیہ السلام کی گردن کے قریب پڑا تھا۔
یہ لفظ بتلاتا ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام پوری طاقت سے بھاگ رہے تھے۔ کیونکہ اگر وہ ایسے زور میں نہ ہوتے۔ تو کپڑے کے تھام لئے جانے سے اُن کو بھی رُک جانا پڑتا۔ لیکن اُدھر تو یوسف صدیق پورے زور سے آگے کو جا رہے تھے۔ اور اُدھر عقب سے عورت نے پورے زور سے اُن کے کپڑے کو پکڑ لیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قمیص گریبان سے لیکر دامن تک چاک ہوتا چلا گیا۔ مگر اللہ کا صدیق نہ رُکا۔

سَیِّدَھَا - اصل میں سَیْوِدٌ تھا۔ مجھے شبہ گزرتا ہے۔ کہ یہ امراۃ العزیز غالباً لونڈی تھی۔ پھر اُس سے شادی کر لی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اُسے امراۃ العزیز بھی کہا گیا۔ اور اُس کے شوہر کو اُس کا سَیِّد بھی۔ لیکن لفظ زوج کا استعمال اُن کے لئے نہیں کیا گیا۔ اور یہی لفظ ہے۔ جو زوجین کے تساوی و تشاکل کا مثبت ہو سکتا تھا۔

[illegible]

لونڈیوں سے نکاح کا جواز

لونڈیوں سے نکاح کا جواز قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ مگر صرف اُس وقت جب کہ آزاد عورت نہ ملے۔ اور مرد کو زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ ؕ بَعْضُکُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؑ

سورۂ نساء ع ۴ پ ۵

نساء ع ۴

لہ تم میں سے جسے مسلمان بیبیوں سے نکاح کا مقدور نہ ہو۔ تو وہ نکاح ایسی مسلمان عورتوں میں سے کرے۔ جو لڑائی میں ہاتھ آئی ہوں۔ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ (تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ ایسی عورتوں سے نکاح لونڈی والوں کی اجازت سے کر لو۔ اور دستور کے مطابق اُن کو مہر بھی دو۔ اُن کو نکاح کے ساتھ قبضہ میں لاؤ۔ نہ زنا کا تعلق ہو۔ اور نہ چوری چھپے سے ملنے کا۔ پھر نکاح کے بعد اگر اُن سے بے حیائی کا کام ثابت ہو۔ تو لونڈی کی سزا بی بی سے آدھی ہے۔ یہ اجازت تم میں سے اُن لوگوں کے لئے ہے۔ جن کو نکاح کے بغیر گناہ میں آلودہ ہو جانیکا اندیشہ ہو۔ ورنہ اگر لونڈی کے نکاح سے رُکے رہو۔ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ تو بخشنے والا رحم والا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اَرَادَ - ارادہ کے معنی وہ اقتضائے طبعی ہے جو منجر بہ فعل اور مُلحق بفعل ہو۔ اس لفظ کا استعمال

ارادہ کے آخری معنی

مقصود فعل کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا (ترجمہ اللہ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا ہے)۔

امراۃ العزیز نے اس لفظ کا استعمال کن معنی میں کیا؟

امراۃ العزیز نے اس لفظ کی تحت میں اُن افعال کو بھی شامل کر لیا ہے۔ کہ اگر اُن افعال ارادی کے بالمقابل کوئی مانع نہ پایا جائے۔ تو فعل مطلوب کا ارتکاب مکمل ہو جائے۔ عورت کے شوہر اور شاہد نے بھی یہی معنی سمجھے۔ اور اسی لئے قمیص کی حالت پر غور کیا گیا جیسا کہ آگے آئیگا۔

اگر ارادہ کے معنی نیتِ قلب لئے جائیں۔ تو آیت کے معنی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اس کی اطلاع تو خود اس عورت کو بھی نہ ہوتی۔

بِاَهْلِكَ - اہل الرجل - بیوی - اہل البیت بیوی - اور کنبہ کے دیگر اشخاص عورت کی ہوشیاری

معنی اہل

عورت کی چالاکی اور خواہش نفسانی کا ثبوت

دیکھو۔ یہ نہیں کہتی۔ کہ "میرے ساتھ" بلکہ کہتی ہے۔ کہ "تیرے اہل کے ساتھ" تاکہ شوہر کا غصہ تیز ہو جائے۔ اور وہ سمجھ جائے۔ کہ عورت کی عزت تو دراصل شوہر کی عزت ہوتی ہے۔

اس واقعہ کو پورے غور اور تدبر سے پڑھنا چاہیئے۔ عورت کا یہاں تو وہ شوق وصال۔ کہ خود دروازے بند کئے۔ خود اپنی زبان سے درخواست کی۔ اور جب یوسف علیہ السلام بھاگ چلے۔ تو خود حویلی کے آخری دروازہ تک تعاقب کیا۔ اور کہاں یہ پلٹی۔ کہ شوہر کو دیکھا تو خود مستغیثہ بن گئی۔ اور خود ہی شوہر کو زندان یا تازیانہ کی سزا بھی سوجھا دی۔ اس واقعہ میں

فاسقوں کیلئے سبق عبرت

اُن فاسقوں کے لئے سخت عبرت ہے۔ جو پرائی (بیگانہ) عورت کی محبت یا وفاداری کے قائل ہوتے ہیں۔

شاید لوگ بظاہر سمجھتے ہیں۔ کہ امراۃ العزیز نے یہ بات اپنے حفظ آبرو کے لئے کہی تھی۔ لیکن حقیقت اور ہے۔ اُس عورت کو یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی و عفت و معصومی و تقوی کا کامل یقین ہو چکا تھا۔ اور یوسفؑ کی پاکی طینت و طہارت فطرت نے اسے کہہ دیا تھا۔

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

عشق شہوانی مبدل بانتقام شیطانی

اس لئے عشق شہوانی مبدل بہ انتقام شیطانی ہو گیا۔ اور شوہر کو

AsliAhleSunnet.com

تہذیب کی صورتیں بھی سجھانے لگی۔ لہٰذا اب کسی مرد کو بھی کسی غیر عورت کی نسبت صداقت کا بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کبھی خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ایسی لگاوٹ کا مقصد اقتضائے خواہش کے سوا کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا۔ تو یوسف علیہ السلام جیسے پاک محبوب کے لئے یہ عورت کبھی منہ سے ایسا الفاظ نہیں نکال سکتی تھی۔

مرثد بن کناز رضی اللہ عنہ اور سماۃ عناق ؓ

اس سے مشابہ تر قصہ حضرت مرثد بن کناز بن حصین الغنوی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ طیبہ کی تھی۔ یہ قوی پہلوان تھے۔ مدینہ سے مکہ چھپ کر آیا کرتے۔ اور اُن مسلمان قیدیوں کو جن کو کفار مکہ اسلام لانے کے جرم میں قید کر دیا کرتے تھے۔ زندان سے نکال کر لے جایا کرتے تھے۔ یہ ایک بار اسی ارادہ سے مکہ میں پہنچے۔ ایک گھر کی دیوار کے سایہ میں رات کو چھپ کر کھڑے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں عناق آگئی۔ یہ ایک مشہور حیا یافتہ عورت تھی۔ اور مرثد کا اس سے میل جول بھی قبل از اسلام رہا تھا۔ عناق نے ان کو دیکھا اور پہچان لیا۔ بولی۔ مرثد۔ انہوں نے کہا۔ ہاں مرثد۔ بولی۔ مرحبا و اہلاً سہلاً۔ چلو میرے گھر چلو۔ رات کو میرے پاس ہی سونا۔ مرثد نے کہا۔ نہیں عناق نہیں۔ اسلام میں زنا حرام ہے۔ یہ سُن کر عناق نے چلانا شروع کیا۔ لوگو۔ آؤ آؤ۔ دوڑو دوڑو۔ وہ شخص کھڑا ہے۔ جو مسلمانوں کو تمہارے جیل سے نکال لے جایا کرتا ہے یہ سُنتے ہی آٹھ شخصوں نے مرثد رضہ کا تعاقب کیا۔ انہوں نے مشکل سے ایک غار تک پہنچ کر اپنی جان بچائی۔ ذرا غور کرو۔ کہاں تو عناق کا مرحبا۔ اہلاً و سہلاً کہنا۔ اپنے گھر لے جانے کی درخواست کرنا۔ اور کہاں یہ۔ کہ جب سُن لیا۔ کہ یہ اب آلودہ نہ ہوگا۔ تو مرثد رضہ کے گرفتار کرانے کے لئے خود شور ڈالنا لوگوں کو بُلانا۔

مرثد رضہ عنہ کا قول ہے۔ کہ میں نے مدینہ پہنچ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ کہ عناق سے نکاح کر لوں۔ تو حضور نے مجھے اجازت نہ دی۔ بلکہ میرے ہی سوال پر اس آیت کا نزول ہوا۔ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً[۱]

[۱] بروایت ترمذی۔ اور نسائی و ابوداؤد میں بالفاظ متقارب موجود ہے۔ ابن مسعود رضہ عنہ کا مذہب باستدلال آیت ہذا یہی تھا کہ زانیہ سے نکاح جائز نہیں۔ بعض نے جواز نکاح زانیہ کی دلیل حدیث ان امراتی لا تمنع ید لامس سے نکالی ہے۔ امام نسائی اس حدیث کو لیس بثابت کہتے ہیں۔ اس آیت کے معنی میں دیگر اقوال و استدلال بھی ہیں۔ ہمارا مقصود چونکہ آیت بالا کی تفسیر نہیں۔ اس لئے بالاستیعاب بحث کی ضرورت نہیں ۱۲۔ آیت سورہ نور کی ہے۔ اور ترجمہ یہ ہے۔ کہ زانی نکاح نہ کریں مگر زانیہ سے یا مشرکہ سے اور زانیہ نکاح نہ کرے۔ مگر زانی یا مشرک سے۔ اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ ۱۲۔

AsliAhleSunnet.com

فصل شوہر زن کے سامنے یوسف علیہ السّلام کا بیان

"عورت کے ایک قریبی رشتہ دار کی شہادت۔ یوسف علیہ السّلام کے حق میں فیصلہ"

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ
شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ
قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ
مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ
قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
الصّٰدِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ
قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ
إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ
أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِي
لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ
الْخٰطِئِينَ ﴿٢٩﴾ ع ۳ ۱۳

یوسف ؑ نے کہدیا کہ یہ عورت تو خود مجھے پھسلاتی رہی تھی۔ اور عورت کے گھرانے کے ایک شاہد نے یہ بات کہی کہ اگر یوسف ؑ کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی۔ اور وہ جھوٹا۔ اور اگر یوسف ؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی۔ اور یوسف ؑ سچا۔ پھر جب عورت کے شوہر نے دیکھا۔ کہ یوسف ؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے۔ تو اس نے عورت کو کہا کہ یہ بات تو تیری تریا چلتر کی تھی۔ اور تریا چلتر تو بڑے ہوتے ہیں۔

*

اے یوسف ؑ۔ اس بہتان کا خیال نہ کر۔ اے عورت۔ تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ۔ تو تو ان میں سے ہے۔ جو جان بوجھ کر خطا کیا کرتے ہیں۔

شَهِدَ ۔ شہادت کے معنی اظہار حقیقت ہیں۔ گواہ کی گواہی کو بھی اسی لئے شہادت کہتے ہیں

شہادت کے معنی۔ گواہ کو شاہد، اور راہ خدا میں قتل ہونے والے کو شہید کہنے کی وجہ

اور فی سبیل اللہ جان دینے والوں کی موت کو بھی اسی لئے شہادت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ ۔ یعنی اللہ کی اور ملائکہ کی اور صاحبان علم کی شہادت یہی ہے۔ کہ اللہ کے سوا اور کسی کو بھی استحقاق الوہیت حاصل نہیں۔

AsliAhleSunnet.com

شَاھِدٌ۔ مفسرین میں اس گواہ کے متعلق اختلاف ہے۔ معالم التنزیل کی ایک روایت میں ہے

شاہد یوسفؑ کے شیر خوار ہونے کی روایت

کہ یہ گواہ ایک طفل شیر خوار تھا۔ لیکن اس روایت کی سند صاحب معالم نے بیان نہیں کی۔ اور یہی اعتراض خازن نے درج کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت صحیحین کی روایت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ معالم کی اس روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ چار بچے بعہد شیر خوارگی بولے۔

یہ روایت صحیحین کے خلاف ہے

مگر صحیحین میں ان کی تعداد تین بتلائی گئی ہے۔ اور ان تین میں اس شاہد یوسف کا ذکر نہیں۔ علامہ ابن کثیر نے ائمہ سلف کے اقوال بیان کئے ہیں۔

تابعین کی روایات شاہد یوسفؑ کے متعلق

عکرمۃ عن ابن عباس۔ (کہتے ہیں کہ وہ داڑھی والا شخص تھا)۔

ابن ابی ملیکہ۔ عن ابن عباس۔ وہ شاہی مصاحب تھا۔ ہر دو روایات کو ابن جریرؒ نے بھی بیان کیا[1]

عوفی۔ وہ پنگھوڑے کا بچہ تھا۔

سُدی و ابن اسحٰق۔ وہ پورا آدمی تھا۔

ابن اسلم وسدی۔ وہ عورت کا چچیرا بھائی تھا۔

جمع اقوال سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ اس شاہد کو بچہ بتلانے میں صرف عوفی منفرد ہیں۔ اس لئے یہ روایت مرجوح ہے۔

شاہد یوسفؑ عورت کا حمایتی تھا، بار ثبوت الٹا

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ایک ہوشیار شخص تھا۔ اور اُس نے جو طریق استدلال اختیار کیا۔ وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ شخص بالکل عورت کی حمایت میں تھا۔ اگر ہم عورت کے اس بیان کو قانون مروجہ حال کی تحت میں لائیں۔ تو یہ ایک استغاثہ اقدام زنا بالجبر ۵۱۱/۳۷۶ کا تھا۔ اور استغاثہ کی صداقت خود مستغیثہ کے بیان اور حالت سے ہونی چاہیئے تھی۔ عورت کے لباس اور جسم کو دیکھا جاتا۔ نشانات تشدد کی تلاش کی جاتی۔ لیکن رائے دہندہ چونکہ عورت کے گھرانے کا تھا۔ اس لئے اُس نے تحقیقات کا یہ اصلی پہلو اختیار ہی نہیں کیا۔ بلکہ عورت کے خالی خولی بیان ہی کو مان کر حضرت یوسفؑ پر صفائی کا بار ڈال دیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کی عفت وعصمت کو واضح ہی کر دینا تھا۔ اور طلا رنا بے آتش امتحان میں پڑ کر بھی طلا، ناب ہی رہنا تھا۔ ورنہ طریقہ تحقیقات خالی از تعصب ہرگز نہ تھا۔

[1] مطبوعہ میمنہ مصر جز ۱۲۔

AsliAhleSunnet.com

دریافت اصلیت پر قرینہ سے استدلال

اب قانون کی دوسری بات سمجھو۔

کہ اس شاہد نے دریافت اصلیت کے لئے ایک قرینہ کو اختیار کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہی امر سکھلانے کے لئے اس کا مذکور فرمایا ہے۔ کہ جب شہادت واقعہ موجود نہ ہو۔ تب قرائن کا استعمال کیا جا سکتا ہے اور فقدان شہادت اصلیہ کے وقت قرائن صحیحہ اور قیاسات قریبہ بھی شہادت کا کام دے جاتے ہیں۔

جن لوگوں نے عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے فیصلجات کو پڑھا ہے جن لوگوں کی نظر قاضی کعب بن سور ازدی اور قاضی شریح بن الحارث کندی۔ اور قاضی ایاس بن معاویہ مُزنی۔ اور فقیہ محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ کے فیصلجات تک پہنچی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ائمہ اسلام نے کس عمدگی سے اس اصول کا استعمال کیا ہے۔ اور وہ فراست صادقہ کی شمولیت سے حقیقتِ اصلیہ کا انکشاف کس عمدگی سے کیا کرتے تھے۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم *(اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم شوہر زن کا قول ہے)*

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم۔ لوگ سب عورتوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اس آیت کو اکثر پڑھا کرتے ہیں لیکن ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ارشاد ربانی نہیں۔ بلکہ شوہر زن کا قول ہے۔ یعنی ایک ایسے مرد کا قول ہے۔ جو ایک طرف اپنی عزت کے خوف سے عورت کی بات کو دبانا بھی چاہتا ہے۔ اور ایک طرف اس واقعہ سے ملول بھی ہے اور ایک طرف یوسفؑ صدیق سے محجوب بھی ہے۔ وہ اپنی عورت کو الزام دیتے ہوئے یہ نہیں سمجھتا۔ کہ صرف قصوروار ہی کو ملزم ٹھہرانا چاہیئے۔ بلکہ وہ کل جنس اناث ہی کو مطعون ٹھہرا دیتا ہے۔

قرآن مجید میں مرد و زن کے مدارج کی یکسانیت

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی طرح منجانب خود کوئی ایسا لفظ نہیں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی مرد۔ مرد ہونے کی وجہ سے اور کوئی عورت عورت ذات ہونے کی وجہ سے قابلِ عزت یا قابلِ نفرت نہیں۔ قرآن مجید نے تو الطیبات للطیبین اور الطیبون للطیبات فرما کر اس جوڑ کے ہر فرد کی بابت صراحت فرما دی ہے۔ جیسا کہ الخبیثات للخبیثین اور والخبیثون للخبیثات فرما کر شق دوم کو واضح کر دیا ہے۔

قرآن مجید میں باایمان عورتوں کی تعریف

قرآن مجید تو باایمان عورتوں کے فضائل کا ذکر باایمان مردوں کے دوش بدوش فرماتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۔ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ ۔ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقَاتِ ۔ وَالصّٰابِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ ۔ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ ۔ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ ۔ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ ۔ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ ۔ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ ۔ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ؕ

ترجمہ یہ ہے :۔ مسلمان مردوں ۔ مسلمان عورتوں ۔ مومن مردوں ۔ مومن عورتوں ۔ عابد مردوں ۔ عابدہ عورتوں ۔ صادق مردوں ۔ صادق عورتوں صابر مردوں ۔ صابر عورتوں ۔ خاشع مردوں ۔ خاشع عورتوں ۔ صدقہ دینے والے مردوں صدقہ دینے والی عورتوں ۔ روزہ دار مردوں روزہ دار عورتوں ۔ اپنے ستر کی حفاظت کرنے والے مردوں اور عورتوں ۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مقرر کر رکھا ہے ۔ احزاب ع ۴ ۔

ان آیات پر غور کرو ۔ کہ کس طرح مسلم عورتیں ہر ایک صفت حسنہ و خلق کریمہ میں مسلم مردوں کی طرح موصوف بتلائی گئی ہیں ۔ اور پھر ان کو برابر کے درجہ میں رکھ کر شایان مغفرت و اجر عظیم ٹھہرایا ہے ۔ اور فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ کہہ کر عورتوں کی تعریف اوصاف حمیدہ کے ساتھ فرمائی ہے ۔ [1]

جھوٹے قصوں پر اعتماد کر کے عورت کی منزلت کم نہ کرو"

پس کسی مسلم کو یہ لازم نہیں ۔ کہ عزیز مصر کے قول پر بھروسہ کر کے اپنی شریک زندگی (بیوی) پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنے لگے ۔ یا بہار دانش و الف لیلہ کے جھوٹے ۔ گندے فرضی قصوں کو صحیح سمجھ کر مومنہ مسلمہ مستورات کے شرف کو فراموش کر بیٹھے ۔ یا نائیکا بھید وغیرہ ہندی کتابوں کو پڑھ کر اپنی فطرت سلیم کو خراب کرے ۔ اور عورت ذات پر بدگمانی کر کے بہن بیٹی کی قدر و منزلت کو بھی گم کر بیٹھے ۔

متقدمین عیسائیوں کے اقوال ایسے بہت ملتے ہیں ۔ جن میں عورت کو شیطان کے برابر یا اس سے بھی بڑھ کر بتلایا گیا ہے ۔ الحمد للہ ۔ کہ اسلام کی تعلیم نے اب ان کی آنکھ بھی کھول دی ہے ۔

قدیم عیسائی عورت کی ذلت

اور وہ عورت کا احترام کرنے لگے ہیں ۔

اب آیت بالا کے نفس مضمون پر آنا چاہیئے ۔

[1] نیک بیبیاں تو فرمانبرداری کرنے والی ۔ اور جان و مال کی حفاظت حفظ الٰہی سے کرنے والی ہیں ۔

AsliAhleSunnet.com

یوسفؑ کی برداشت | یوسف علیہ السّلام کا حلم و برداشت دیکھو۔ جواب دہی کے لئے صرف اتنی ہی الفاظ کا استعمال کیا۔ جو نہایت ضروری تھے۔

عورت کا رشتہ دار بھی عورت کو نہ بچاسکا | شوہرِ زن نے عورت کے رشتہ دار سے اس بارہ میں مدد حاصل کی۔ مگر وہ بھی اپنے منطقی دلیل سے عورت کو نہ بچاسکا حتیٰ کہ خود شوہرِ زن کو عورت کے مکر و فریب کا حال معلوم ہوگیا۔ اور اُسے یوسف علیہ السّلام سے عفو و درگذر کی درخواست کرنی پڑی۔ دراصل

تقویٰ و خشیت کی فتح | یہ تقویٰ اور خشیت من اللہ کی فتح تھی۔ جو مکائد شیطانی۔ اور اکاذیب نسوانی پر حاصل ہوئی تھی۔ اور اس سے یہ اطمینان ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ پس پردہ گناہ سے بچتے ہیں۔ ربّ العالمین اُن کی حفاظت و نصرت علیٰ رؤس الاشہاد فرماتا ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتے۔ اُن کے لئے نتیجہ بالعکس ہوتا ہے۔

فصل زنانِ مصر کی ملامت امراۃ العزیز کی غیرت

عورتوں کی دعوت۔ حسن کا کرشمہ۔ تقوے کی قوت۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

شہر میں عورتوں نے چرچا کیا۔ کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو پھسلایا کرتی ہے۔ غلام کی محبت اس کے دل میں جانشین ہوگئی ہے۔ ہم تو اُسے صریح گمراہی میں سمجھتی ہیں۔

نِسْوَۃٌ۔ بکسر اول اور بضم اول جماعت زناں۔ اس کا مفرد اسی کے لفظ سے نہیں آتا۔ مفرد اِمْرَاَۃٌ ہے۔ امراۃ سے تثنیہ تو آتا ہے۔ مگر جمع نہیں آتی۔ جمع کے لئے نِسْوَۃٌ یا نسوان یا نسآء ین آتے ہیں۔

بعض تفاسیر میں ہے۔ کہ وہ فلاں فلاں عورتیں تھیں لیکن نہ تو کوئی معتبر روایت موجود ہے اور نہ اس کی کچھ ضرورت ہی ہے۔ کہ وہ کون کون عورتیں تھیں۔

AsliAhleSunnet.com

مَدِیْنَة - (مَدَنَ مَدُوْنًا) سے ہے - مدینہ ایسا شہر جہاں انسانوں کی بڑی آبادی ہو - یا جہاں قلعہ بھی ہو۔

مدینۃ النبی - مدینہ منورہ - اگر مدینہ منورہ کی جانب نسبت ہو - تو مدنی کہتے ہیں - اور اگر کسی اور شہر کی جانب ہو - تب مدینی بولتے ہیں۔

شَغَفَهَا - شغاف وسط قلب اور سویدا قلب - امراؤ القیس کا شعر ہے۔

نفتلنی وقد شغفت فوادھا کما شغف المھنوءۃ الرجل الطالی

فتٰی - جوان - بہادر - تہذیباً فتٰی غلام کو - اور فتاۃ لونڈی کو کہتے ہیں - آیت میں غلام ہی مراد ہے۔

زنانِ مصر کے اعتراض کا منشاد

آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ عورتوں کا طعن یہ تھا - کہ اتنی امیر ہو کر غلام پر کیوں مرتی ہے۔

اگر ان عورتوں میں نفس زنا کی برائی مسلمہ ہوتی - تب ان کی کلام میں اصل فعل بد یعنی محبت غیر کی برائی پر زور دیا جاتا۔

باایمان عورتوں کی بزرگی

یہ تو اللہ تعالیٰ نے باایمان عورتوں ہی میں شرم وحیا پیدا کی ہے - کہ خواہ کوئی شخص ان کے شوہر سے امارت میں بڑا ہو - یا حسن وجمال میں بڑھا چڑھا ہو - مگر وہ اپنے شوہر کے سوا دوسرے شخص کو ایک آنکھ بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا

جب عورت نے ان عورتوں کی چغلیاں سنیں - تب ان کو بلایا - اور سب کے لئے کھانے تیار کئے - اور ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دے دی۔

اور حضرت یوسف سے کہا - کہ تم ان عورتوں کے سامنے آؤ - جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ دہشت کھا گئیں - اور انہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ لئے - اور منہ سے

AsliAhleSunnet.com

مَلَکٌ کَرِیْمٌ (۳۱) بولیں۔ اللہ اللہ۔ یہ تو بشر نہیں ہے۔ یہ تو کوئی فرشتہ بڑے درجے کا ہے۔

مَکْر۔ اصلیت کو اُلٹ پلٹ دینا۔ اخفا اور ضرر۔ دونوں میں مکر ہوتا ہے۔ یہاں غیبت کو مکر کہا ہے۔ غیبت کرنے والا بھی بُری طرح سے بیان کرتا ہے۔

اَعْتَدَتْ۔ اِعْتَدَاد یا عتآدہ سے ہے۔

مُتَّکَا۔ عکرمہ رح کا قول ہے۔ کہ اس لفظ میں وہ سب اشیاء خوردنی شامل ہیں۔ جو چھری سے کاٹ کر کھائی جاتی ہیں۔ ابن جریر نے ضحاک سے بھی یہی معنی روایت کئے ہیں۔

عکرمہ کا قول بمعنی متکا

سِکِّیْن۔ چھری۔ مونث و مذکر دونوں طرح مستعمل ہے۔ مذکر اکثر۔

اَکْبَرْنَہٗ۔ مجاہد رح کا قول ہے۔ کہ یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر ان پر رعب چھا گیا۔

حَاشَ لِلّٰہِ۔ اس کلمہ سے مطلب تنزیہ ہے۔

چھری کانٹے سے کھانے کا طریق

آج کل ہندوستانی لوگ انگریزوں کی وجہ سے چھری کانٹے سے کھانے کو خوب سمجھتے ہیں چھری چلانے کے لئے دوسرے ہاتھ کے سہارے سے اُس چیز کو جسے کاٹنا ہے دبانا ہوتا ہے۔ اور کسی رعب یا دہشت یا عظمت کے اثر سے یہ بالکل قرین عقل و قیاس ہے۔ کہ چھری سے دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں زخمی ہو جائیں۔

آجکل بجائے اُنگلی کے کانٹے سے دباتے ہیں۔ ورنہ دوسرے ہاتھ کی انگلیوں پر چھری کا چل جانا بہت آسان ہے۔

حسن یوسفی

اس فقرہ سے یوسف علیہ السّلام کے حسن و جلال کی بڑی تعریف نکلتی ہے۔ بائیبل میں سب میں ہے۔ یوسفؑ نور پیکر تھا۔ شب معراج کی حدیث صحیح میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فلک سوم سے گذرے۔ وہاں یوسفؑ صدیق تھے۔ فاذا ھو قد اعطی شطر الحسن۔ دیکھا کہ اُن کو حُسن کا بڑا حصہ ملا ہے۔

کیا ملک بشر سے افضل ہے

عورتوں نے اس جگہ نفی بشریت کر کے حضرت یوسفؑ کو فرشتہ بتایا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اُن کو کمالات بشر کا علم نہ تھا۔ انبیاء کا درجہ تو فرشتوں سے برتر ہے۔ حالانکہ وہ بشر ہیں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ یُّوحٰی اِلَیَّ۔ (کہدے میں تو ایک بشر ہوں۔ مجھ پر وحی آتی ہے)۔

AsliAhleSunnet.com

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

عورت نے کہا یہ ہے وہ جس کی بابت تم مجھے ملامت دیتی تھیں۔ ہاں میں نے تو اسے ضرور پھسلایا۔ اور کئی بار کوشش کی مگر یہ بچتا ہی رہا۔ اور اب اگر یہ وہ کام نہ کریگا جس کا حکم میں اسے دوں گی۔ تب یہ جیل میں جائیگا۔ اور خود اپنی عزت کو کھو بیٹھے گا۔

صٰغِرِیْنَ۔ (صَغُرَ صَغَرًا صِغَارًا) سے ہے۔ صاغر وہ جو اپنے ذلت پر خود رضامند ہو جائے۔ (راغب)۔

امراۃ العزیز کا اعتراف عورتوں پر

امراۃ العزیز کا مقصد یہ تھا۔ کہ عشق غلام کا جو طعن اُسے دیا گیا ہے۔ اُس کا ازالہ کرے۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کا جادو چل گیا۔ اور وہ عورتیں جس منہ سے یوسف علیہ السلام کو غلام غلام کہا کرتی تھیں۔ اسی منہ سے وہ اُن کو ملک کریم کہنے لگ گئیں۔

تب امراۃ العزیز نے اُن کے سامنے راز دل کہہ سنایا۔

رشک آیدم دگرنہ نقابت کشودمی　　دست ترا گرفتہ بناصح نمودمی،

فَاسْتَعْصَمَ۔ اس کا مادہ عصم ہے۔ اصل لغت میں اس کے معنی امساک ہیں۔ عِصْمَۃٌ۔ بچاؤ۔

حضرت یوسف پر زبان کھولنے والے فاستعصم پر آنکھ کھولیں۔

جو لوگ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کی بحث میں فضول باتیں لکھا کرتے ہیں۔ وہ یہاں عورت کی شہادت کو سنیں۔ جو اپنی ہمراز سہیلیوں کے سامنے بیان کر رہی ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام پر پھسلاوٹ کا ذرا بھی اثر نہ ہوا اور وہ بالکل بچے رہے۔

لَيُسْجَنَنَّ کے لفظ کو غور کرو۔ کہ یہ عورت محبت صدق کے مدارج سے کس قدر دور تھی

امراۃ العزیز کی خود غرضی

وہ تو ایک ایسی عورت ہے۔ جو گندہ خیال میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اُس کے دل میں یوسفؑ جیسے معصوم کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اُس نے صاف کہہ دیا ہے۔ کہ یا تو یوسفؑ اُس کی بات کو مانے۔ یا وہ جیل میں جائے۔

نفسانی خواہش برف کی طرح ناپائدار ہوتی ہے۔

اس قول سے یہ سبق لینا چاہیئے۔ کہ جس حرارت اور پریت

AsliAhleSunnet.com

کی بنیاد نفسانی خواہش پر ہوتی ہے۔ وہ برف کی طرح ناپائدار ہوتی ہے۔

یاد رکھو۔ کہ تعلقات کی تہ میں تین امور میں سے ایک ضرور ہوتا ہے جس محبت کی بنیاد بنی بر لذت ہے۔ وہ جلد قائم ہوجاتی اور جلد فانی ہوجاتی ہے جس محبت کی بنیاد بنی بر نفع ہے وہ دیر میں قائم ہوتی۔ اور جلد ضائع ہوجاتی ہے۔ جس محبت کی بنیاد "خیر محض" ہوتی ہے۔ وہ جلد قائم ہوتی ہے۔ اور نہایت مستحکم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی محبت ایمانی کے متعلق فرمایا ہے۔ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔ قیامت کے روز سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔ سوا اُن کے جن کی محبتیں اللہ کے لئے ہیں۔

فصل معصیت و مصیبت کا مقابلہ

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

اے رب مجھے زندان زیادہ پیارا ہے۔ اُس کام سے۔ جدھر وہ بلاتی ہیں۔ اور اگر تو اُن کے چلتروں کو مجھ سے دُور نہ کرے گا۔ تو میں ادھر مائل ہو جاؤں گا۔ اور پھر جاہلوں میں کا ایک جاہل بن جاؤں گا۔

اَلسِّجْنُ۔ حبس۔ زندان کو اس لئے سجن کہتے ہیں۔ کہ اس کے اندر قیدیوں کو روک دیا جاتا۔ اور ان کی آزادی و آمدورفت کو سلب کرلیا جاتا ہے۔

اَصْبُ۔ صَبْوَة سے ہے۔ جس کے معنی میلان نفس ہیں۔ باد صبا کو اس لئے "صبا" کہتے ہیں کہ نفوس اس کے شائق ہوتے ہیں۔

صبا کو صبا کہنے کی وجہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب مہمان عورتوں نے اس میزبان عورت کا یہ ارادہ معلوم کرلیا۔ کہ وہ حضرت صدیق علیہ السلام کو جیل تک بھیجنے میں دریغ نہ کرے گی۔ تو ان کو حضرت کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوئی۔ اور وہ بھی امراۃ العزیز کی ہم آہنگ اور دلالہ شیطان بن گئیں۔

توجہ الی اللہ

خدا کے مخلص بندہ نے اس سے نجات کی کوئی راہ نہ دیکھی۔ تو جھٹ خدا ہی کی جناب

AshiAhleSunnet.com

متوجہ ہو گئے۔ یہ سبق ہے مسلمانوں کے لئے کہ وہ بھی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے بہترین تدبیر رجوع الی اللہ ہی کو سمجھا کریں۔

معصیت و مصیبت کا مقابلہ دوسرا سبق آیت بالا میں یہ ہے۔ کہ صدیق علیہ السلام نے معصیت اور مصیبت کا مقابلہ کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور بتلا دیا ہے۔ کہ جب معصیت سے بچنے کے لئے اور کوئی راہ باقی نہ رہے۔ بجز اس کے کہ سخت مصیبت کی برداشت کی جائے۔ تب اہل ایمان کو لازم ہے۔ کہ مصیبت کو کشادہ پیشانی اور طیب خاطر سے اختیار کر لے۔ مگر معصیت کو اختیار نہ کرے۔

لاحول ولاقوۃ کے معنی تیسرا سبق۔ اس آیت میں یہ ہے۔ کہ بندہ کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ نیکی کرنے کی طاقت اور بدی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ملتی ہے۔ ورنہ انسان بوجہ بشریت سخت کمزور ہے یہی وہ اصول ہے جو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ میں سکھلایا گیا ہے۔ یہی وہ اصول ہے۔ جو انسان کے شجر ایمان کی شادابی و سر سبزی کے لئے پانی کا درجہ رکھتا

یوسف علیہ السلام کے قول پر غور کرنا لازم ہے ہے قرآن مجید سے اقتباس نور کرنے والوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ان فقرات پر بار بار غور کرنا چاہیئے۔ کہ "اگر تو ان کی مکاریوں کو مجھ سے دور نہ رکھیگا۔ تو میں اُدھر مائل ہو جاؤنگا" یہ الفاظ اس مستقیم الاحوال برگزیدہ رب العالمین کے ہیں۔ جو سخت ترین امتحان میں پاک و صاف ثابت ہو چکا ہے۔ اب بھی وہ اُسے عاجزی۔ اور خشوع کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے مستدعی ہیں۔ گویا اُن کو اپنی حالت پر ذرا اعتماد نہیں ہاں گناہ سے بچنے کی یہی بہترین تدبیر ہے۔ کتابوں میں اور تجربہ میں ایسی بہت مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ایک عالم۔ یا عابد نے اپنی علم و عبادت یا زہد و ورع پر بھروسہ کیا۔ اور حرام کی مبادیات سے بچنے میں احتیاط نہ کی۔ بالآخر وہ اُس میں مبتلا ہو ہی گئے۔

مبادیات زنا بھی حرام ہیں۔ شریعت نے زنا کو حرام ٹھیرایا۔ تو اُس کی مبادیات کو بھی حرام ٹھیرایا۔ بیگانہ عورت کو تاکنا جھانکنا۔ اُس سے بلا ضرورت ہم کلام ہونا۔ یا لمبے سفر میں غیر محرم کو ساتھ رکھنا۔ یا ایک مکان میں شب باش ہونا وغیرہ وغیرہ جملہ امور کو جو زنا کی طرف لے جانے والے ہیں۔ شریعت نے حرام ٹھہرا دیا ہے۔ اور یہ سب اس لئے کہ انسان زنا سے بچ سکے۔

پردہ ہر ایک متقی و بزرگ سے ضروری ہے چوتھا سبق۔ اَصْبُ اِلَیْھِنَّ میں ہے۔ یعنی لوگ کسی شخص

AsliAhleSunnet.com

کو بزرگ یا نیک سمجھ کر اُس سے اپنی عورتوں کا پردہ ترک کرا دیتے ہیں۔ اور اکثر ایسے بزرگ بھی اپنا حق تقواے یہی سمجھا کرتے ہیں۔ کہ عورتیں اُن سے پردہ نہ کیا کریں۔ ان سب کو اس لفظ پر غور کامل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کے نبی و صدیق نے اس لفظ کی تہ میں انسانیت کی کمزوری کو بخوبی آشکار کر دیا ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

پروردگار نے اُس کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ پھر اُن عورتوں کے چلتروں کو یوسف سے دور کر دیا۔ ہاں وہی پروردگار ہے۔ جو سب کی سُنتا۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔

استجاب - جاب جو ثا سے ہے۔ استجاب قبولیت دعا۔ حاجت کا پورا کر دینا۔ | استجابتِ دعا |

واضح ہو کہ قبولیت دعا رب العالمین ہی کی شان ہے۔

الف۔ قبولیتِ دعا کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ اُسی شکل میں دعا قبول کر لی جاوے جس شکل میں مانگی گئی ہے۔ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل نظائر پر غور کرو۔

(۱) نوح علیہ السلام کی دعا تھی۔ وَلَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا[1]۔ طوفان آیا۔ سب کافر غرق ہوئے۔

(۲) ابراہیم علیہ السلام کی مکہ میں بسنے والوں کے لئے دعا تھی۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ[2] جو لوگ مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ زمین مکہ ناقابل زراعت ہے۔ مگر تمام بازار ہر قسم کے میوہ جات سے بھرے ہوئے ہیں۔

| نمونۂ قبولیت دعا از قرآن مجید |

(۳) ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی۔ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ[3] چار ہزار سال سے برابر ہر ایک اہل ایمان زیارت کعبہ و بلد الامین کے لئے بے تاب رہتا ہے۔ اور سال بسال لاکھوں اشخاص وہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

(۴) ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی۔ وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا[4] یہ دعا ایک ہی رسول کے لئے تھی۔

---

[1] اے خدا کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑنا۔ ۱۲ [2] انکو بہت میوے کھلا۔ ۱۲ [3] لوگوں کے دلوں کو اُن کی محبت دی۔ ۱۲
[4] ان میں بڑی شان کا رسول پیدا کر۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

تنکیر تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی عظیم الشان رسول کے لئے۔ چنانچہ خاص مکہ میں اس ہزاروں سال کے عرصہ میں صرف ایک ہی رسول مبعوث ہوا۔ جو اتنا بڑا عظیم الشان ہے۔ کہ کلام الٰہی میں اُس کا نام رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ہوا۔ فداہ ابی و امی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

(۵) ایوب علیہ السلام کئی سال تک امراض جسمانی میں مبتلا رہے۔ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ[۱] کہہ کر انہوں نے دعا مانگی۔ اور جھٹ صحت کامل عطا فرمائی گئی۔

(۶) یونس علیہ السلام نے قعر بحر اور بطن حوت میں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ[۲] کہہ کر دعا مانگی۔ اور وہ زندہ ساحل پر پہنچائے گئے۔

(۷) موسیٰ علیہ السلام فرعون سے بھاگے۔ اور مدین پہنچ کر انہوں نے۔ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ[۳] کے الفاظ میں دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو شعیب علیہ السلام کی صحبت میں پہنچا دیا۔

جہاں انہوں نے اپنی تربیت پائی۔ بیوی ملی۔ اور بالآخر نبوت پر فائز ہوئے۔

(۸) زکریا علیہ السلام نے دعا کی۔ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً[۴] اللہ تعالیٰ نے اُن کو یحییٰ علیہ السلام سے شاد کام فرمایا۔

(۹) والدہ مریم علیہا السلام نے دعا کی تھی۔ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ[۵] اللہ تعالیٰ نے اُن کی مراد کو قبول فرمایا۔ اور آئین اسرائیل کے خلاف دختر کو بھی بطور خادم بیت المقدس قبول کر لیا تھا۔

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی۔ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا[۶]۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور وہ علوم و اسرار اور حقائق و معارف حضور پر منکشف فرمائے۔ جو پہلے کسی کو نہ ملے تھے۔ حتیٰ کہ حضور ہی معلم عالم قرار پائے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ[۷]

اسی طرح مومنین کی دعاؤں کی قبولیت کی بابت اطلاع دی۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ[۸]

---

[۱] اے رب مجھے مرض لگ گیا ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم والا ہے ۱۲ [۲] تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں تو اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں ۱۲ [۳] اے رب جو چیز بہبودی کی تو میرے لئے نازل کرے میں اُس کا محتاج ہوں ۱۲ [۴] اے رب مجھے اپنے ہاں سے پاک نسل عطا کر۔ ۱۲ [۵] اے رب میں اپنے پیٹ کے بچے کو تیری نذر کرتی ہوں۔ ۱۲ [۶] اے رب مجھے علم میں بڑھا تارہ ۱۲ [۷] ہمارا نبی سب کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ ۱۲ [۸] جب تم نے اللہ سے فریاد کی۔ تو اُس نے تمہاری فریاد کو قبول کیا۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

(ب) بعض اوقات جب اُس دعا کا اُسی طرح قبول کیا جانا رب العالمین کے علم میں خود مانگنے والے کے حق میں ضرر رسان ہوتا ہے۔ تب اُس کی شکل دوسری پلٹ دی جاتی ہے۔ الغرض دعا منظور ہو جاتی ہے۔ حضرت عَنْہُ کَیْدَهُنَّ کی تاثیر دیکھو۔ کہ اُس وقت سے بعد پھر کوئی اور واقعہ پیش نہ آیا۔ کہ کوئی عورت حُسن یوسفی پر والہ و شیدا ہوئی ہو۔ اور یوسف علیہ السلام کو پھر کبھی معصیت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوا ہو۔ امراۃ العزیز بھی بھول گئی۔ اور زنان مصر بھی اسی فراموش کر بیٹھیں۔

[illegible]

سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء میں سے ہیں۔ اور اس کی مرکب صورت میں کسی دوسرے پر ان کا اطلاق جائز ہی نہیں۔ جہمیہ و معتزلہ نے صفات باری تعالیٰ کے متعلق عجیب عجیب عقائد نکالے۔ اور تاویلات بعیدہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے اُن صفات عالیہ سے جو اسماء حسنیٰ سے ظاہر ہیں دور کرنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اہل ایمان اب بھی ان اسماء اور اُن کی صفات پر اُسی طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح اُن کو اللہ کے برگزیدہ رسول نے تعلیم دی تھی۔ سمیع و بصیر کے متعلق یہ کہنا کہ وہ سمیع بسمع یا بصیر بہ بصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے خلاف ہے۔

سَمِيعٌ عَلِيمٌ

سمیع کے معنی

علیم کے متعلق یہ بحث کہ احداث معلومات کے بعد تعلق علم ہوتا ہے۔ بالکل جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ماضی و حال و مستقبل پر حاوی ہے معلومات میں خواہ گوناگون تغیرات و تبدلات رونما ہوں۔ مگر اُس کے علم ازلی میں کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہوتا۔

جہمیہ و اہل بدعت کا حال

جہمیہ وغیرہ اہل بدعت کا اعتقاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا علم مستقبل پر حاوی نہیں۔ بلکہ جب کوئی شے وقوع میں آجاتی ہے۔ تب اُس کا علم اُس سے متعلق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ قرآن پاک سے نور ہدایت لیتے تو ہرگز اس ضلالت میں نہ پڑتے۔

قرآن مجید کی اُن پیشگوئیوں پر نظر ڈالو جن میں اظہار غیب فرمایا گیا۔ اور واقعات آئندہ کو قطعی و حتمی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کیا ایسا اخبار و اعلان ایسی ذات سے ہو سکتا ہے۔ جسے مستقبل کا علم نہ ہو۔ سُبْحَانَ اللهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

قرآن مجید کی پیشگوئیاں

قرآن پاک نے خبر دی۔ کہ یہودیوں۔ بُت پرستوں اور قریش کے متحدہ عساکر کو جو مدینہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ان سب کو دُم دبا کر بھاگنا پڑیگا۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ[1]

[1] جمیعت کے سب لوگ ہزیمت پائینگے۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ۱۲۔

AsliAhleSunnet.com

چنانچہ ایسا ہوا۔

قرآن پاک میں تھا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا[1] چنانچہ اُنہی مومنین نے عراق و شام ـ فلسطین و مصر کو فتح کیا ـ جو نزول آیت کے وقت مخاطب کئے گئے تھے ـ کیا ایسے واقعات کی اطلاع و مناسبت کی تصدیق ایران اور روما ـ ایشیا و افریقہ کی تواریخ سے بھی ہوتی ہے ـ علم مستقبل کے بغیر ممکن ہے ـ

قرآن پاک میں تھا ـ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ـ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا[2] یہ وعدہ اُسی اُسی زمانہ کے لوگوں میں سے جن کے سامنے قرآن اُتر رہا تھا ـ اُن بزرگوں کے ساتھ پورا کیا گیا ـ جن کا ایمان اور عمل صالح میں افضل و برتر ہونا اہل عالم کے نزدیک مسلّم ہے ـ جو اُن ممالک کے مالک بنے جن پر موسیٰ ـ و یوشع ـ داؤد و سلیمان علیہم السلام نے فتوحات حاصل کیں ـ اور حکومت فرمائی تھی ـ جن کی کوشش سے اللہ کا پسند کردہ دین کابل سے لیکر قیروان تک ـ اور ٹمبوس سے لیکر خراسان تک پہنچ گیا تھا جن کے عہد میں امن بسیط اور غلبہ ظاہر اور فتح مبین اور نصر عزیز .... مسلمانوں کی رکاب کے ساتھ ساتھ چلتی تھی ـ وہ جنہوں نے دنیا کو توحید کی تعلیم دی ـ وہ جنہوں نے مشرکوں کو مواحد ہونے کے درجہ تک پہنچایا ـ

اللہ تعالیٰ کا علم ماضی وحال و مستقبل پر حاوی ہے

کیا اس قسم کے اعلانات یہ نہیں بتلا رہے ہیں ـ کہ رب العالمین کا علم کامل مستقبل پر بھی ویسا ہی حاوی ہے ـ جیسا کہ حال پر ـ اور جیسا کہ ماضی پر ـ

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِينٍ ﴿۳۵﴾ ع ۱۴/۴

سچی نشانیوں کے دیکھ لینے کے بعد بھی پھر اُن کی رائے یہ ہوئی ـ کہ یوسفؑ کو کچھ مدت کے لئے قید رکھیں ـ

---

[1] اللہ نے تم سے وعدہ بڑے بڑے مقام کا وعدہ کیا ـ جن کو تم حاصل کرو گے ۱۱ [2] وعدہ کیا اللہ نے اُن سے ـ جو تم میں سے ایمان لے آئے ہیں ـ اور عمل صالح کرتے ہیں ـ کہ خدا اُن کو خلیفہ بنائیگا ارض مقدس کا ـ جیسا کہ اس نے اُن سے پہلوں کو وہاں کا خلیفہ بنایا تھا ـ اور یہ کہ خدا اُن کے دین کو جسے خدا نے اُن کے لئے پسند کر لیا ہے ـ عزت و مکنت دیگا ـ اور یہ کہ خدا اُن کے خوف کو امن کے ساتھ بدل دیگا وہ خالص میری ہی عبادت کریں گے ـ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے ـ (سورہ نور ع ۱۶)

AsliAhleSunnet.com

ثُمَّ - حرف عطف ہے - ترتیب و تراخی پر دال ہے - وَمَن یَّخرُج مِن بَیتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ ثُمَّ یُدرِکہُ المَوتُ[1] - ثُمَّ سے یہ ثابت ہوا - کہ اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد ایسا کیا گیا۔

بَدَا - کا اشارہ اہل دنیا کے اُس جھوٹے غرور کی طرف ہے - جو وہ خیالی عزت اور ناک رکھنے کے زعم میں سینکڑوں گناہ اور جرم کا ارتکاب کرنے میں ذرا تامل نہیں کیا کرتے۔

اہل دنیا کا جھوٹا غرور

لَھُم - میں - عورت کا خاوند - اور وہ رشتہ دار جسے بلفظ شاہد بیان کیا گیا ہے - اور خود عورت داخل ہیں - ضمیر مذکر بوجہ تغلیب لائی گئی ہے۔

اَلاٰیَات - سے مراد یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی طبع - معصومانہ حالت - کرتہ کی ہیئت - شاہد کا فیصلہ شوہر کا عورت پر الزام - صدیق سے درگزشت کی درخواست ہے۔

الآیات - امارات - بیگناہی یوسفؑ

آیت سے ظاہر ہے - کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سچا سمجھتے ہوئے پھر جیل میں بھیج دیا تھا - اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اُس زمانہ میں امراء مصر کو کتنے ظالمانہ اختیارات حاصل تھے - کہ بلا تعیین جرم - اور بلا تعیین میعاد قید اپنے زیر حکم اشخاص کو جیل میں بھیجنے کی طاقت رکھتے تھے۔

انبیائے کرام کے مصائب

اللہ اکبر - انبیاء کرام کے مصائب کیسے کیسے سخت ہوتے ہیں - اُن کے منصب عالی کی شان تب ہی نمایاں ہوتی ہے - کہ انہوں نے اِن مصائب کو رضاۃ الٰہی کے لئے کیسی کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے برداشت کیا ہے۔

فصل جیل قیدیوں کے خواب تعبیر - توحید کا اظہار

توحید کی تبلیغ - شرک کے بُطلان پر دلائل۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجنَ فَتَیٰنِ

یوسفؑ کے ساتھ دو اور غلام بھی جیل میں داخل ہوئے - اُن میں سے ایک نے کہا - میں نے

[1] جو کوئی شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف جانے کے لئے نکل پڑا - پھر اسے راہ ہی میں موت آگئی تو اُسے ہجرت کا ثواب مل جاتا ہے ۱۲-

AsliAhleSunnet.com

قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیٓ اَرٰىنِیٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیٓ اَرٰىنِیٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

خواب دیکھا۔ کہ میں خواب نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے دیکھا۔ کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں۔ پرندے اُن میں سے کھا رہے ہیں۔ دونوں نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ ہم کو تعبیر بتائیے۔ ہم آپ کو نیکوکاروں میں سے سمجھتے ہیں۔

خمرٌ۔ (خمرہ خمرًا) اُسے چھپا دیا۔ انہی معنی میں ہے۔ لَا یَجِدُ الْمُؤْمِنُ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ یَعْمُرُہٗ اَوْ فِیْ بَیْتٍ یَخْمُرُہٗ اَوْ فِیْ مَعِیْشَۃٍ یُدَبِّرُھَا خَمِرَ الشَّہَادَۃَ۔ شہادت کو چھپا لیا گیا خمار وہ اوڑھنی جس سے عورت سر چھپاتی ہے۔

خمر و مے

خمرٌ۔ لغت میں شراب انگوری کو بولتے ہیں۔ جس کا ترجمہ فارسی میں مَے ہے۔ مَے اصل لغت دری میں زہر کو کہتے ہیں۔ جمشید شاہ ایران انگور کھانے کا عادی تھا۔ انگور آئے

جمشید کے عہد کا قصہ

دھر کر بھول گئے ہفتوں کے بعد یاد آئے۔ دیکھا تو وہ سڑ گئے تھے جمشید نے کہا یہ تو مَے (زہر) بن گئے۔ اِن کو زمین میں دبا دو۔ برتن سمیت دبا دیئے گئے۔ ایک لونڈی کو دردِ شقیقہ ہوا کرتا تھا۔ اُسے درد کی تکلیف ہوئی۔ اور اُس نے خودکشی کا ارادہ کیا مَے کو نکال لیا اور وہ عرق پی گئی۔ اُسے نشہ ہو گیا۔ گانے بجانے لگی۔ اس تغیر حالت پر بہت استعجاب کیا گیا۔ جب لونڈی کا نشہ اُتر گیا۔ تب اُس سے پوچھا گیا۔ اُس نے مَے کا قصہ سنا دیا۔ پھر تو شاہ کج کلاہ

رواج شراب

بھی اُسی پر جھک پڑے۔ اور دنیا میں شراب خوری کے موجد ٹھہرے۔

جامِ جم کی حقیقت

ساغر پر سات خط لگائے گئے۔ اوّل درجہ کا شرابی وہ سمجھا جاتا تھا۔ جو سات خط تک خالص شراب پی جاتا۔ اس ساغر کو جامِ جم کہتے ہیں۔ اس کا نام جہاں نما اس لئے رکھا۔ کہ مدہوش کو دنیا بھر کی کچھ خبر نہیں رہتی۔

خمر کے شرعی معنی

زبانِ شرع میں ہر ایک نشیلی شراب کو خمر کہتے ہیں صحیحین کی حدیث عن ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

خمر کی برائی

ہر ایک نشیلی چیز خمر ہے۔ ہر ایک نشیلی چیز حرام ہے۔ سُنن نسائی میں حضرت عثمان ذوالنورین

AsliAhleSunnet.com

سے موقوفًا روایت ہے۔ اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّھَا اُمُّ الْخَبَائِثِ۔ شراب سے بچو۔ وہ تو بدیوں۔ اور پلیدیوں کی ماں ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کل ما اسکر کثیرہ فقلیله حرام یعنی جس چیز کی بڑی مقدار نشہ لاتی ہو۔ اُس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ شراب اسلام میں ۳ھ کو حرام ہوئی۔ لوگوں نے حرمت کا حکم سنا۔ تو شراب زمین پر بہادی۔ مٹیاں توڑ دیں۔ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہ نکلی تھی۔ جو احسانات عظیم اسلام نے نوع انسان (مسلم و غیر مسلم) پر فرمائے ہیں۔ حرمت خمر کا حکم بھی یکے از انجملہ ہے۔ ورنہ پولوس جیسے بڑے بڑے لیڈروں کی تعلیم تو یہ رہی ہے کہ سادہ پانی نہیں پینا چاہیئے۔ اُس میں تھوڑی سی شراب ضرور ملا لینی چاہیئے۔

اسلام کی حرمت خمر

شراب اور پولوس

اَعْصِرُ خَمْرًا۔ سے انگور مراد ہیں۔ اور انگور کو خمر بقاعدہ مایؤل الیہ فرمایا ہے۔

مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ قیدیوں نے یوسف علیہ السلام کو احسان کنندہ بتلایا۔ اس کی ایک توجیہ یہ ہے۔ کہ بائیبل میں ہے۔ کہ جیل کے داروغہ نے جیل کا سارا انتظام حضرت یوسفؑ پر چھوڑ دیا تھا۔ یہ ظاہر ہی ہے۔ کہ اِس انتظام میں سب قیدی پوری پوری آسودگی و آرام میں رہتے تھے۔

جیل خانہ کا انتظام یوسفؑ کے سپرد

قیدیوں کے خواب۔ پہلی دفعہ ہے۔ کہ یوسفؑ کے سامنے کوئی خواب تعبیر کے لئے پیش ہوتا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ[۱] کی بشارت کا ظہور ہو۔

تعبیر خواب

فصل زندان میں تبلیغ توحید اِشاعتِ اسلام دعوتِ الی الحق

تبلیغ خاصانِ خدا کا شیوہ ہے۔

خاصانِ خدا کا یہ شیوہ ہے۔ کہ وہ تبلیغ اور اشاعت اور دعوتِ اسلام سے نہیں چوکتے۔ جہاں کہیں اور جب کبھی اُن کو کسی ایک شخص کے سمجھانے کا بھی موقعہ مل جاتا ہے۔ تو اُس موقعہ کو ضائع نہیں جانے دیتے۔ یوسف علیہ السلام کی زندگی میں یہ وصف عالی جوہر آبدار کی طرح آشکار ہے۔ اور یہ دوسرا موقعہ ہے۔ کہ انہوں نے اس موقعہ پر زبان کو تبلیغ کیلئے کھولا۔

یوسف علیہ السلام کے دو وعظ

پہلا وہ موقعہ تھا۔ جب امراۃ العزیز نے ھَیْتَ لَكَ (اپنے کام کے لئے بڑھو) جیسا ولولہ خیز جملہ کہہ کر اُن کے جوش شباب کو بھڑکانا چاہا تھا۔ اور یوسفؑ صدیق نے فوراً

[۱] خدا تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھلائیگا۔ ۱۲

AshAhleSunnet.com

زنا کے خلاف تین زبردست براہین سے اُس کا رد فرما دیا تھا۔

اب دوسرا موقعہ یہ ہے۔

اللہ کے صدیق نے دیکھ لیا۔ کہ (۱) قیدیوں کو اُن سے حُسن ظن بھی ہو گیا ہے۔ (۲) اور تاویل الاحادیث کے متعلق ان کا کام خاص نبی اللہ ہی کے ہاتھ میں آگیا ہے۔ تو انہوں نے اس موقعہ کو تاڑ کر چاہا۔ کہ اول فرض تبلیغ کو ادا فرمائیں۔

اس مقصد کو زیر نظر رکھ کر ناظرین آیات ذیل کی ترتیب پر پورا تدبر فرمائیں۔

قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ

حضرت یوسفؑ نے کہا۔ جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے۔ اُس کے آنے سے پہلے پہلے میں تم کو وہ تاویل بتا دونگا۔ جو تمہارے خوابوں کی آئندہ ظہور پذیر آتی ہے۔

لَا يَأْتِيْكُمَا۔ کا تعلق طعام سے اور يَاْتِيَكُمَا کا تعلق تاویل سے ہے[1]

تُرْزَقٰنِهٖ۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عہد میں بھی قیدیوں کو سلطنت کی طرف سے کھانا ملا کرتا تھا۔

قیدی اور خوراک

یوسف علیہ السلام کی تمہید کے فوائد

کھانا آنے سے پہلے پہلے بتلا دونگا۔ اور وقوع میں آنے سے پہلے بتلا دونگا۔ یہ دو باتیں یوسف علیہ السلام نے اس لئے فرمائیں۔ کہ وہ شوق صادق اور طلب صحیح کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے پاس بیٹھے رہیں۔ اور اُس وعظ سے جو آگے آئیگا ملول ہو کر۔ یا طول وقت سے افسردہ ہو کر اُٹھ کے نہ چلے جائیں۔

یہ وہ ضروری اصول ہے۔ جو واعظین اسلام کو دوران وعظ میں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وعظ میں سامعین کی دلچسپی کا قائم رکھنا ضروری ہے۔

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

یہ تعبیر بھی اُن علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھلائے ہیں۔ میں نے تو اُن لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو آخرت کے منکر ہوتے ہیں۔

[1] بتاویلہ قبل، فروع ابن کثیر ص ۲۰۲۔

AsliAhleSunnet.com

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ (۳۸)

میں تو اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب کے مذہب پر چلا کرتا ہوں۔ ہم کو یہ شایاں نہیں۔ کہ ذرا سا شرک بھی اللہ کے ساتھ کریں۔ اور یہ وہ فضیلت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے یہ وہ فضیلت ہے جو خدا نے سب انسانوں کو دی ہے مگر بہت لوگ ایسے ہیں جو اس فضیلت کے بھی شکر گزار نہیں۔

مِمَّا عَلَّمَنِیْ۔ فرما کر یوسف علیہ السلام نے رفع دخل فرما دیا۔ کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ جائے۔ کہ زمان مستقبل کی خبر بتلانا کسی انسان کی اپنی صفت ہو سکتی ہے۔ صاف سمجھا دیا۔ کہ تعبیر اللہ نے مجھے بتلا دی۔ میں تم کو بتا دونگا۔

تَرَكْتُ۔ پہلے ترک کا ذکر کیا۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص کفر و شرک کو ترک نہ کریگا۔ تب تک توحید خالص کی دولت حاصل نہ کر سکے گا۔

نفی کی تقدیم

کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بھی یہی راز ہے۔ کہ اوّل جملہ ماسوائے کو تیغ ت ی غ لا کے ساتھ قطع کردے۔ تب گنجینہ اِلَّا اللّٰهُ تک رسائی ہو سکتی ہے۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ۔ ان آیات میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ایمان بر قیامت بھی ایمان باللہ کی فرع ہے منکر قیامت وہی ہو گا۔ جو منکرِ خدا ہے۔

ایمان بر قیامت

وَاتَّبَعْتُ۔ یوسف صدیق نے اپنے مذہب کا بیان کرتے ہوئے انبیاء کے مذہب کا حوالہ دیا۔ کہ اقرار توحید کے ساتھ شہادت نبوۃ بھی ضروری ہے۔ ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

اقرار توحید و نبوت

مِلَّتُ۔ طریقہ۔ شریعت۔ راہ روشن۔ قرآن میں اس لفظ کا اطلاق صرف سنت انبیاء علیہم السلام کے لئے ہوا ہے۔ بعد میں اس لفظ کا استعمال عام ہو گیا۔ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ ۔

لفظ ملّت کا عام و خاص استعمال

اِبْرٰهِیْمَ۔ ماں باپ نے حضور کا نام ابرام رکھا تھا۔ ابراہیم الہامی نام ہے۔ اور اس کا ترجمہ

AsliAhleSunnet.com

ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اَبْ رَحِیْم (پدر مہربان) ہے سن ۲۱۶۰ قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔ ۱۷۵ سال کی عمر پائی۔

مجاہد۔ مہاجر۔ (۱) آپ مہاجر بھی ہیں۔ بابل سے فلسطین میں ہجرت کی۔

(۲) آپ مجاہد و غازی بھی ہیں۔ آپ نے کدلاعمر اور اُس کے تین اتحادیوں سے جنگ کی اور اُن کو شکست دی۔ مال غنیمت حاصل کیا۔

بانیٔ کعبہ (۳) آپ بانیٔ کعبہ مکرمہ ہیں۔ (۴) آپ سب سے پہلے مختون ہیں جن کے ساتھ اللہ نے

معاہد باللہ ختنہ کو علامت عہد قرار دے کر معاہدہ کیا۔

(۵) آپ مناظر بھی ہیں جنہوں نے بادشاہ وقت سے اثبات توحید کے مسئلہ پر بحث کی۔

(۶) آپ ہی نے مناسک حج قائم کئے۔ (۷) آپ ہی نے فرزند کو راہ حق میں ذبح کے لئے چھری کے نیچے لٹایا۔ (۸) آپ کے القاب میں سے "عمود عالم" اور "آدم سوم" ہیں۔

وَاِسْحٰقَ - اس کا لفظی ترجمہ ضاحک ہے۔ ابراہیم علیہ السلام ایک سو سال کے تھے۔ جب حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ ۴۰ سال کی عمر میں شادی کی شادی سے ۲۰ سال بعد یعقوب اور یعصو دو توام بچے پیدا ہوئے۔ ۱۸۰ سال کی عمر پائی۔ خاموش۔ امن پسند۔ متورع ...... مستغرق الاوقات تھے فلسطین میں آباد رہے۔ اور باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

وَيَعْقُوْبَ - لفظی ترجمہ "بعد میں آنے والا" ہے۔ یہ اپنے بڑے بھائی کے بعد پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کا نام یعقوب (یا) عاقب رکھا۔ حضرت اسحٰقؑ کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ جب یہ پیدا ہوئے۔ ماموں کے گھر بیاہے گئے۔ وہاں بیسؔ سال رہے۔ پھر وطن کو لوٹ کر آئے پھر عہد یوسفی میں مصر گئے۔ وہاں ۱۷ سال رہے۔ ۱۴۷ سال کی عمر میں مصر میں وفات پائی۔ وہاں سے لاش کنعان لائی گئی۔ یوسف علیہ السلام تدفین لاش کے بعد پھر مصر واپس ہوئے۔ ۲۲ سال تک

یعقوب علیہ السلام کا مختصر حال فراق یوسف کا رنج برداشت کیا۔ بعد از فراق ۱۷ سال مصر میں اکٹھے رہے بارہ مشہور بیٹوں کے باپ ہیں۔ ان کا لقب اسرائیل ہے۔ انہی کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ وہ اسباط بھی کہلاتے ہیں۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ - رد شرک میں نہایت زبردست فقرہ ہے۔ یوسف علیہ السلام

شرک کی اجازت کسی کو بھی نہیں۔ بتلاتے ہیں۔ کہ خواہ کوئی شخص کتنا ہی بزرگ اور عالی منصب ہو جائے

AsliAhleSunnet.com

شرک کی اجازت اُسے بھی کبھی نہیں ملتی۔ اب اگر کوئی شخص اپنی بزرگی و عرفان کے زعم میں اگر اپنے آپ کو عین ذات سمجھنے لگے۔ یا خود کو رب القدوس کا فرزند۔ یا جزو۔ یا صفات توحید و تفرید کا حامل ٹھہرائے۔ تو وہ اس آیت کی رو سے شرک کرتا ہے۔

۱۸۔ انبیاء کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام ع۱۰ میں ۱۸ انبیوں کے نام بنام مدح و توصیف فرما کر یہ بھی فرما دیا۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی اگر یہ بھی شرک کرتے۔ تو ان کے اچھے اعمال بھی برباد ہو جاتے۔

شرک منافی انسانیت ہے

یہاں شرک کے رد میں یہ فرمایا ہے۔ کہ شرک کرنا فضیلت انسانیت کا منافی ہے۔ رد شرک میں یہ عجیب دلیل ہے۔ مشرک لوگ عموماً درختوں۔ پتھروں۔ درند۔ چرند۔ کتا۔ بلی تیتر وغیرہ کی عظمت کیا کرتے حیوانات کی حرکتوں یا آوازوں سے نیک و بد کی فال لیا کرتے ہیں۔

مشرکین کن کن چیزوں کے ساتھ شرک کرتے ہیں

مادی چیزوں کو سجدے کیا کرتے۔ اُن کی منتیں مانا کرتے ہیں یہی حال لوگوں کا قبور اور تماثیل کے ساتھ ہے۔ اگر انسان ذرا غور کرے۔ اور سمجھ لے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا درجہ بحیثیت انسانیت جملہ ماویات ارضی و سماوی سے برتر و اعلیٰ بنایا ہے۔ تو وہ کبھی اپنے شرف انسانیت کو اس ذلت کے ساتھ تبدیل نہ کرے۔ اور بجز اپنے خالق و رازق مالک و مولیٰ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کے اور کسی کے لئے ایسی تعظیمات بجا نہ لائے۔

عبادت اصنام۔ عبادت خاک و آتش۔ عبادت کواکب۔ عبادت قبور۔ عبادت نفس۔ عبادت ہوا و ہوس سب کے سب شرک ہیں۔

شرک کسے کہتے ہیں

اب اس قدر بتلانا رہ گیا۔ کہ شرک کسے کہتے ہیں؟ قرآن حمید اور احادیث پاک اور ائمہ امت کی مستند کتابوں میں جملہ اقسام شرک پر نہایت مفید مباحث موجود ہیں ہم اس جگہ صرف مناسبت مقام سے اس سوال کا مختصر جواب لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

شرک کی دو صورتیں ہیں۔

شرک کی دو صورتیں

(۱)۔ اگر کوئی شخص کسی بندہ یا کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا پایا جانا ثابت کرتا۔ یا ایسی صفت کی موجودگی اُس شخص یا چیز کے اندر ہونا اعتقاد رکھتا ہے۔ تو وہ شرک کرتا ہے۔

(۲)۔ اگر کوئی شخص مخلوق کی صفات میں سے کسی صفت کا اللہ تعالیٰ کے اندر ہونا بتلائے

AsliAhleSunnet.com

اعتقاد رکھتا ہے۔ تب وہ شرک کرتا ہے۔

قسم دوم کی مثال مسیح اور کرشن کی نسبت اعتقاد رکھنے والوں میں پائی جاتی ہے۔ عیسائی اور ہندو اُن کو خدا و ابن البشر مانتے ہیں۔

نہایت شرم سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی شرک کثرت سے موجود ہے۔

قسم اول کی مثال میں بہت زیادہ لوگ آلودہ ہیں۔ ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جو اپنے اپنے مسلمہ بزرگوں کو سمیع و بصیر۔ علم و قدرت میں اللہ تعالیٰ کا مساوی خیال کیا کرتے۔ تصرف و اقتدار میں رب العالمین کا سہیم جانتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں ہزاروں بے اصل کہانیاں بنا رکھی ہیں۔ یہ شرک ادیان باطلہ میں زوروں پر ہے۔ اور ہم کو نہایت شرم و افسوس سے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی یہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک اولیائے خدا کا معتقد کوئی شخص تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب اُن بندگانِ خدا کو خدائی طاقتوں کا مالک یا حصہ دار بھی تسلیم کر لیا جائے۔

قرآن مجید پر عدم تدبر

یہ خرابی صرف اس لئے ہے۔ کہ لوگ قرآن حمید کو نہیں دیکھتے۔ نہیں سمجھتے۔ اگر ساری عمر میں کوئی شخص قرآن پاک کا اردو ترجمہ بھی غور و تدبر سے پڑھ لے۔ تو کبھی لجاست شرک میں آلودہ نہ ہے۔ یاد رکھو۔ کہ کلام اللہ ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کا عرفان عطا کر سکتا ہے۔

اب ہم پھر تفسیر کی طرف آتے ہیں۔

"اسلوب کلام کو دیکھو کس قدر عالی ہے"

ان آیات میں اسلوب کلام کو دیکھو۔ کہ کس قدر عالی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام قیدیوں کے سامنے (جو بانتظار تعبیر اُن کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں)۔ اپنا احوال سُنا رہے ہیں۔ مگر اسی اسلوب میں وہ توحید۔ اور نبوت اور رد شرک اور وحی کے مسائل کو بیان فرما گئے۔ اس اسلوب کلام پر ہمارے زمانہ کے داعئین الی اللہ کو جو تبلیغ اسلام اور وعظ کا مبارک کام کر رہے ہیں۔ پورا پورا غور کرنا چاہیے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾

اے زندان کے ساتھیو! یہ چھنکڑ رب اچھے۔ یا اللہ جو یگانہ اور سب پر حکمران ہے۔

پ ۱۲

صَاحِبَيِ السِّجْنِ۔ صدیق علیہ السلام نے ان قیدیوں کو اپنی ذات کی جانب مضاف نہیں کیا۔

AsliAhleSunnet.com

ثانی اثنین صدیق اکبرؓ کی شان

بلکہ بجن کی طرف کیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اِن قیدیوں کا تعلق نبی اللہ کے ساتھ ایمانی نہ تھا۔ صرف بندش زندانی کا تعلق تھا۔ اگر یہ لوگ ایمان لائے ہوئے ہوتے۔ تو صرف صَاحِبِیِ فرماتے۔ اور ایسا فرمانا اُن کے لئے موجب صد افتخار و عزت ہوتا۔ یہ شرف کلام الٰہی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے لئے خاص ہے۔ اور کوئی دوسرا اس شرف میں شامل نہیں۔ انہی کی شان میں ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ (جب نبیؐ اپنے صاحب سے کہہ رہا تھا)۔

اَرْبَاب۔ رب کی جمع ہے۔ سورہ یوسفؑ پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس زمانہ میں ہر ایک نوکر یا غلام اپنے آقا کو رب کہہ کر بلایا کرتا تھا۔¹

اہل شرک نے کس کس کو رب بنا رکھا ہے

جیسا کہ اب بھی ہند و ایران میں ہزاروں شرک آلودہ لوگ اپنے اپنے افسر کو خداوند یا خدائیگان کہا کرتے ہیں۔ یا پنجابی والے ہر ایک افسر کو ان داتا رزق دہندہ) بولا کرتے ہیں۔ اس عادت کو لوگوں نے مذہب میں بھی داخل کر لیا ہے۔

کسی نے وشنو۔ کسی نے برہما۔ کسی نے مہادیو۔ کسی نے ابوالہول۔ کسی نے تیان چینی۔ کسی نے غول بیابانی۔ کسی نے عارف عراقی۔ کسی نے سلطان الہندؒ کسی نے ابدال شامی۔ کسی نے اوتاد مصری کو غرض مختلف ملکوں میں ہر ایک شخص نے اپنے اپنے تعلق و محبت۔ اور اپنے اپنے میلان طبعی کی مناسبت سے جملہ اختیاراتِ خدائی کسی نہ کسی مخلوق کو مزور دے رکھے ہیں۔ انہی کو آیت میں اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ فرمایا گیا ہے۔

واحد جو مالک وحدت ہے

واحد۔ وہی ہے۔ جو مالک وحدت ہے۔ جس کی توحید عین ایمان ہے جب کوئی شخص بہ نگاہ عبرت و تدبّر جملہ کارگاہ عالم کی حقیقت معلوم کریگا۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ جملہ اشیاء کا وجود دوؔ چیزوں کے التصاق کا نتیجہ ہے۔ (آدم علیہ السلام بھی اسی کلیہ میں شامل ہیں جن کی خلقت ماء و طین سے ہوئی)۔ پس واحد حقیقی رب العالمین ہی ہے۔ اور اسی لئے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہونا اُس کا لازم ہے۔ اس مقام کے دقیق مباحث کو یہاں ترک کر دیا جاتا ہے اس قدر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ فلاسفروں کا مشہور مقولہ بالکل غلط ہے۔ کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد۔

جملہ مخلوق کی پیدائش دو چیزوں سے ہے

¹ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں افغانوں کا ایک قبیلہ اُس کا ہر فرد ارباب کہلاتا ہے دوست آشنا اُسے اسی طرح بلاتے ہیں یعنی نام سے پہلے بجائے خانصاحب شیخصاحب بمسٹر وغیرہ کے ارباب فلاں کہتے ہیں۔ اسے ترک کرنا چاہیئے۔ ۱۲۔

AsliAhleSunnet.com

قہّار۔ قہر کے معنی غلبہ ہیں۔ اور قاہر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنےٰ میں سے ہے۔ وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ (وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے) قہار اسی کا مبالغہ ہے۔ یعنی وہ پاک ہستی۔ جس کا قبضہ تام اور غلبہ کامل جملہ مخلوقات پر ہے۔

منقسم خدائی کے حصہ دار یا خدائے یگانہ و توانا و قہار

اس آیت میں یوسف علیہ السلام نے مخاطبین کے فہم و دانش کے سامنے ایک صاف بات کو رکھ دیا ہے۔ وہ خود ہی سوچ کر بتلادیں۔ کہ منقسم خدائی کے حصہ دار بہتر۔ یا یگانہ و توانا معبود جو رب پر غالب سب سے برتر ہے۔ بہتر۔ لوگو تم نے اپنی اپنی پسند کے موافق اپنے بزرگوں کو خدائی اختیار تو دیئے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ غنیمت ہے۔ کہ خدا میں ان طاقتوں کے ہونے کا انکار تم کو بھی نہیں۔ اور اندریں صورت بتلاؤ۔ کہ پھر ان کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

بطلان شرک کی ایک اور آیت

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ہے۔ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللہُ لَفَسَدَتَا۔ اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتے۔ تب زمین و آسمان برباد ہو گئے ہوتے۔ یہ دلیل بھی بڑی زبردست ہے۔ لیکن آیت زیر بحث میں دلیل کو ایک نئے ہی اسلوب بدیع سے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور یہ شان کلام رحمٰن ہی کی ہے۔ کہ اسالیب مختلفہ۔ اور الفاظ متنوعہ میں

قرآن مجید میں اسالیب متنوعہ میں محاسن جدیدہ موجود ہیں

معارف عالیہ کو ایسے انداز۔ ایسے پیرایہ سے بیان کیا جائے۔ کہ ہر ایک کی شان میں نئے نئے محاسن نظر آتے ہوں۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط

اللہ کے سوا تم جن جن چیزوں کی پوجا کرتے ہو۔ وہ تو خالی نام ہی نام ہیں۔ جو تم نے یا تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے تو ان کی بابت کوئی سند نہیں اُتاری۔

سُلْطٰنٍ۔ اصل مادہ سلط ہے۔ جس کے معنی طاقت و قدرت ہیں۔ سلیط مرد زبان آور (یہ صفت ہے۔ یا زن زبان دراز۔ (یہ ذم ہے)۔ سلطان۔ کسی کا دائرۂ اثر۔ حدیث میں ہے۔ لَا یُؤَمَّنَ الرجل الرجل فی سلطانہ (کسی امام کے دائرۂ اثر میں جا کر دوسرے کو امامت نہیں کرانی چاہیئے)

لفظ سلطان کے معنی

سلطان بمعنی دلیل۔ و حجت۔ یہی مراد ہے۔

سلطان۔ صاحب حکومت۔ حدیث میں ہے۔ نصیب اُمتی من سلطانہم شدا ئد لا ینجو

AsliAhleSunnet.com

منہ۔ پہلا شخص جو تاریخ میں سلطان کے نام سے موسوم ہوا۔ وہ محمود بن سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

فرضی ناموں کے دیوتا

اس فقرہ میں یوسف علیہ السلام نے اُن باطل معبودوں کی جو اُس وقت مصر میں پوجے جاتے تھے بیخ کنی فرمائی۔ اور بتلا دیا۔ کہ یہ دیوتا اور دیویاں فرضی نام ہیں دنیا میں کوئی مسمی اُن کا نہ تھا۔

مشرکین اپنے معبود خود بناتے ہیں

یہی حال کل دنیا کا ہے۔ کسی درخت یا پتھر۔ یا پہاڑ کی چوٹی۔ یا غار کی گہرائی۔ یا چشمہ یا دریا پر کسی دیوتا۔ کسی ٹھاکر۔ کسی جن۔ کسی عامل۔ کسی بزرگ کا نام رکھ دیتے ہیں۔ اور پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ فرضی قبریں بنائی جاتی ہیں۔ اور کسی بزرگ سے منسوب کر دیتے ہیں۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ سُلْطَانٍ۔ نے بتلا دیا۔ کہ اثبات شرک کے متعلق کوئی دلیل عقلی یا نقلی مل ہی نہیں سکتی۔

جوازِ شرک پر کوئی علمی دلیل موجود نہیں

اب جو کوئی جوازِ شرک کے مسئلہ پر خدا پرستوں کے ساتھ بحث کریگا۔ وہ اپنے ہی ناقص فہم۔ یا شیطانی الہام سے بات کریگا۔ خدا نے تو جوازِ شرک کی کوئی دلیل پیدا ہی نہیں کی۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

حکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

حکم دینے کی شان صرف اللہ ہی کی ہے

یہ فقرہ پہلے فقرہ کو مضبوط بناتا ہے۔ اور دلیل کو قوی کرتا ہے۔ شرک کرنے والے اکثر اسی اُمید۔ اسی گمانِ فاسد پر غیر اللہ کی پوجا نذر و نیاز کیا کرتے۔ اُن کو پکارا کرتے۔ اُن کو حاجت روا و مشکل کشا سمجھا کرتے ہیں۔ کہ وہ اُن کے مقاصد کو پورا کر دیں گے۔ اُن کی مشکلات کو کھول دینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ گمان اُس وقت صحیح ہو سکتا تھا۔ جب کسی کے ہاتھ میں کچھ اختیار بھی ہوتا۔ کوئی شخص کوئی حکم دینے کا مجاز بھی ہوتا۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے۔ کہ حکم دینے کی طاقت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ

اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ اور کسی کی عبادت نہ کرو صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔

پہلی آیت میں بتلایا تھا۔ کہ حکم دینے کی شان صرف مالک انس و جان کی ہے۔ اب اپنا حکم بھی بتلا دیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عبادت صرف اللہ کی کرو۔ دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ سورۂ فاتحہ میں بھی جسے ہر ایک نمازی دن میں چالیس بار ضرور پڑھ لیتا ہے۔ یہی سکھلایا گیا ہے۔ اور یہ ایک

AsliAhleSunnet.com

بندہ خدا کی حضور میں اسی اقرار کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم تو خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ ہم تو خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔) اُس مسلمان کی حالت پر بہت ہی افسوس ہے کہ خدا کے سامنے جائے۔ تو ایسا اقرار و اظہار کرے۔ اور دربار سے باہر آئے تو پھر غیر کی عبادت و استعانت میں مبتلا ہو جائے۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

سیدھا مضبوط راستہ دین کا یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دین ۔ طریقہ۔ زبان شرع میں۔ وہ طریقہ۔ جس سے عبادت الٰہی کی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

دین کے معنی

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ (اللہ کے نزدیک اسلام ہی وہ صحیح طریقہ ہے۔ جس کے مطابق بندوں کو چلنا چاہیئے)۔

دین القیم ۔ وہ محکم دین۔ جو رب واحد کا ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے واحد دین رہا ہو۔ جس کا

دین القیم

انکار کوئی صاحب فطرۃ سلیم نہ کر سکے۔ وجود باری تعظیم خالق۔ جزا و سزائے اعمال سلسلہ وحی و نبوت۔ یہ ایسے اصول محکم ہیں۔ کہ دنیا میں خواہ ہزاروں لاکھوں مذاہب موجود ہیں۔ تاہم اگر ہر ایک متمدن یا وحشی اقوام کے عقاید کا تجزیہ کیا جائیگا۔ تو اُس میں مندرجہ بالا اصول ضرور مل جائینگے۔ اگرچہ اس مذہب باطلہ میں اِس سچے اصول کی مثال ایسی رہ گئی ہو جیسے کیچڑ میں پانی۔ اب ان اصولوں کو جب اصل واحد کی طرف لایا جائے گا۔ تو یہی رہ جائیگا۔ کہ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ یاد رکھو۔ کہ توحید دین قیم ہے۔ اور ردّ شرک دین محکم ہے۔ یوسف علیہ السلام کا یہ

اصول دین سب مذاہب میں ملتے ہیں

توحید خالص کا حکم

وعظ جو کلام اللہ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ ایسا زبردست ہے جس نے شرک کو بالکل مٹا دیا۔ اور فنا کر دیا ہے۔ اب کوئی شخص بھی جس میں فہم کا ذرا سا مادہ بھی ہوگا۔ کبھی شرک کا روادار نہ ہوگا۔

مومن کو لازم ہے ہمیشہ اپنے عقائد کی پڑتال اس حکم الٰہی سے کرتا رہے۔

ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عقائد و اعمال کو ان آیات کے سامنے پیش کیا کرے۔ اور دیکھ لیا کرے۔ کہ کیا وہ اسی دین قیم کا پابند ہے۔ اس میں کوئی نقص یا کمی تو واقع نہیں ہوئی۔ اگر اپنے آپ کو ایسا ہی پائے۔ تو ہادیٔ برحق کا شکر بجا

AsliAhleSunnet.com

لائے۔ لیکن اگر ذرا بھی تفاوت معلوم ہو۔ تو جلدی سے اِدھر رجعت کرے۔ توبہ و استغفار سے تلافیٔ مافات کرے۔

مسلم اور جھوٹی تاویلیں

مسلم کی یہ شان نہیں۔ کہ اپنے غلط افعال و کردار کے صحیح ثابت کرنے میں دور و دراز کی تاویلیں کیا کرے۔ اور جھوٹ موٹ کے حیلے بہانے ڈھونڈے مسلم کی شان تو یہ ہے۔ کہ رب العالمین کے بتلائے ہوئے دین محکم پر قائم ہو جائے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ

اے میرے زندان کے ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائیگا۔ اور جو دوسرا ہے وہ صلیب پر لٹکایا جائیگا۔ اور پرندے اُس کے سر کو نوچیں گے۔ اور کھائیں گے۔

رَبَّهٗ۔ اُس زمانہ میں غلام اپنے آقا کو رب کہا کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام نے انہی کی زبان کا استعمال فرمایا۔ اور رَبَّهٗ بطور علَم کہا۔ علَم میں معنی کا لحاظ نہیں ہوتا۔

صَلِیْب۔ ایک لکڑی کو زمین پر گاڑتے۔ پھر اُس کی ۹۔۱۰ فٹ کی بلندی پر اُس میں دوسری لکڑی لگاتے۔ (متقاطع ترچھی) اُس کا نام صلیب ہوتا۔ آڑی لکڑی کے ساتھ مجرم کے دونوں بازوؤں کو باندھ دیتے۔ اور لمبی لکڑی کے ساتھ مجرم کے جسم کو۔ اور بعض اوقات ہاتھوں اور ٹانگوں میں میخیں بھی ٹھونک دیتے۔ اور پھر مجرم کو مر جانے کے لئے چھوڑ دیتے۔ بھوک۔ پیاس۔ اور زخموں کی شدت سے مجرم بیچارہ مر جایا کرتا تھا۔ یہ قتل کی وحشیانہ صورت اور نہایت درجہ سنگدلی کا نمونہ تھا۔

تصلیب مسیحؑ کے واقعہ سے یہودیوں عیسائیوں کے دو متضاد نتیجے

عیسائیوں کا دعویٰ اور ایمان ہے کہ مسیح کو یونانی حاکم نے یہودیوں کی درخواست پر ایسی ہی لکڑی پر لٹکایا تھا۔ اب عیسائی صلیب کی شکل کو اپنے ساتھ رکھنا یُمن و برکت کا موجب سمجھتے ہیں۔

مسیحؑ کو صلیب پر لٹکائے جانے کا واقعہ یہودیوں میں بھی مسلّمہ ہے وہ نہایت شوخی سے کہا کرتے ہیں۔ کہ مسیح لعنتی ہے۔ کیونکہ وہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور توراۃ میں ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔

قرآن مجید اور نفی تصلیب

عیسائی نہایت فخر و اطمینان سے کہا کرتے ہیں۔ کہ مسیح صلیب پر لٹکایا گیا۔ اسلئے کہ اس نے گنہگار عیسائیوں کے گناہ اپنے اوپر لے لئے تھے۔ قرآن مجید نے اسی لئے واقعہ تصلیب کی نفی

AsliAhleSunnet.com

فرمادی - تاکہ یہودیوں کا ادعائے باطل اور عیسائیوں کا زعم باطل آشکارا ہو جائے - قرآن مجید میں ہے
وَمَا صَلَبُوْهُ (مسیح ؑ کو صلیب پر نہیں لٹکایا گیا) -

عیسائی اگرچہ آج صلیب کے نشان کو حضرت مسیح ؑ کے واقعہ سے منسوب کر کے اُس کا استعمال کرتے ہیں - لیکن اُن کا یہ خیال بھی غلط ہے -

[illegible]

مورخین بخوبی واقف ہیں - کہ نشان صلیب کا استعمال بطور نشان مقدس حضرت مسیح ؑ کی ولادت سے بھی سینکڑوں سال پیشتر "متھرازم" میں موجود تھا - اس مذہب میں سورج کی پوجا کی جاتی تھی اور صلیب کا نشان دائرہ فلکی کے خطوط طولانی و عرضی کے جائے اتصال کو جب کہ آفتاب نقطہ اعتدال پر ہوتا ہے نمایاں کرتا تھا -

قسطنطین اول جب داخل عیسائیت ہوا - تو وہ اپنے ساتھ اپنے مذہب قدیم کی بھی بہت سے رسوم لایا تھا - نشان صلیب اور اتوار کی حرمت بھی اُنہی گمراہ کن رسوم میں سے ہیں - انگریزی میں یکشنبہ کو سن ڈے - اور ہندی میں ایتوار کہتے ہیں - سَن اور آیت کے معنی سورج ہیں -

یورپ قبل از عیسائیت سورج پرست تھا

یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ متھرازم عیسائیت سے بہت پہلے روما و انگلستان و فرانس کا مذہب تھا - نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی اشیاء کا استعمال ناپسند فرمایا کرتے - جس پر صلیب بنی ہوئی ہو - اس لئے یورپ کا مال خریدتے وقت احتیاط سے دیکھ لو - کہ اُس پر صلیب تو بنی ہوئی نہیں -

تصلیب کا رواج قدیم

معلوم ہوتا ہے - کہ صلیب پر لٹکانے کی رسم مصر میں بہت دیر سے جاری تھی - فرعون نے بھی ساحروں سے کہا تھا - لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (یعنی تم کو درختوں پر لٹکا دونگا) -

اس آیت میں یوسف علیہ السلام کے آداب مصاحبت پر غور کرو - یہ نہیں فرمایا - کہ تو ساقی بنیگا اور تو پھانسی پائیگا - کیونکہ اس میں صلیب پانے والے کی سخت دل شکنی تھی -

انبیاء کے اخلاق کریم

بیشک انبیاء علیہم السلام کے اخلاق ایسے ہی ہوا کرتے ہیں ہم کو بھی لازم ہے - کہ کسی شخص کو اس کے عیوب اس طریق سے نہ جتایا کریں جس سے اُسے شرمساری لاحق ہو -

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾

جو تم نے پوچھا - اس میں یہی حکم ہے -

AsliAhleSunnet.com

امام سفیان ثوری کی روایت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور محمد بن فضیل ؒ نے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب یوسف علیہ السلام نے یہ تعبیر سُنا دی۔ تو قیدی بولے۔ کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا تھا۔ تب یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اللہ پاک کے ہاں سے یہی فیصلہ ہو چکا ہے۔ یا یہیں میں ہے۔ کہ تیسرے دن بادشاہ کی سالگرہ تھی۔ ساقی عہدہ پر بحال ہوا۔ دوسرا جو نان پر تھا۔ وہ صلیب پر لٹکایا گیا۔

خواب ربیعہ اور تعبیر فاروق رضؓ کتاب الاستیعاب میں ہے۔ کہ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے عمر فاروق رضؓ کو اپنا خواب سُنایا۔ کہ وہ پہلے تو ایک سرسبز و شاداب وادی میں چلتا رہا اور پھر ایک صاف چٹیل میدان میں جا نکلا۔ اُسی میدان میں چل رہا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تو اسلام میں داخل ہوگا۔ اور پھر مرتد بنے گا۔ اور پھر کفر ہی میں مرجائیگا۔" وہ بولا کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی آیت پڑھی۔ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ۔ یہی ہوا۔ کہ وہ مسلمان بنا۔ پھر جب دیکھا کہ مسلمان رہ کر شراب نہیں پی سکتا۔ تب نصرانی بن گیا۔ اور اسی مذہب میں تھا۔ کہ مر گیا۔

تعبیر کے متعلق ایک روایت مسند امام احمد رضؓ میں معاویہ رضؓ بن جیدہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ اَلرُّؤْیَا عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ تُعْبَرْ۔ خواب جس کی تاویل نہ کی گئی ہو۔ وہ ایسی چیز ہے۔ جو پرندہ کے پنجہ میں ہو۔ تعبیر کردی۔ تو گر پڑی۔

فصلِ رہائی کے لئے یوسف ؑ کی ایک تدبیر

"اُس تدبیر کا احسان فراموش کی غفلت سے سرسبز نہ ہونا"

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۵/۱۵

اُن دونوں میں سے ایک کو جس کی رہائی کا گمان تھا یوسف ؑ نے کہا۔ کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا۔ مگر شیطان نے اُسے بادشاہ کے پاس ذکر کرنا بھلا دیا۔ اور یوسف ؑ چند سال تک زندان میں رہا۔

AsliAhleSunnet.com

ظنّ - شخص اور شے کے متعلق استعمال میں اس کے معنی مختلف ہوتے ہیں جب لفظ ظن کسی شخص کے متعلق مستعمل ہو۔ تو اُس کے معنی بدگمانی ہوتے ہیں۔ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (لوگوں پر بدگمانی سے بچو) يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ - (س ۱۶۴ع) اللہ تعالیٰ کی نسبت بیہودہ جاہلانہ بدگمانیاں کرتے تھے۔

جب ظن کا استعمال کسی شے کے متعلق ہو۔ تو وہاں گمان نیک اور ایقان مراد ہوتا ہے۔ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ (توبہ - ۱۲۶)۔

انہوں نے یقین کر لیا۔ کہ اللہ کے سوا اور کہیں ٹھکانہ نہیں۔

بعض اوقات لفظ ظن عام معنی میں ہوتا ہے۔ اس وقت وہ طرف راجح کا اظہار کرتا ہے۔ آیت زیر تفسیر میں گمان نیک کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

تدبیر یوسفی

یوسف علیہ السلام نے رہائی پانے والے اور ساقی شاہ بننے والے کو اپنا ذکر بادشاہ سے کر دینے کے لئے فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اُس زمانہ میں قیدیوں کے واسطے اپیل کرنے کا کوئی ضابطہ

قیدیوں کے اپیل کا ضابطہ

نہ تھا۔ جس ظالم افسر نے چاہا کسی ناکردہ گناہ کو پکڑا۔ قید میں بھیج دیا۔ نہ میعاد مقرر ہے۔ نہ عذر و فریاد کرنے کا کوئی چارہ کار ہے۔

یہ ایک حسن اتفاق تھا۔ کہ صدیق علیہ السلام کو ایک ایسا قیدی مل گیا تھا۔ جو رہائی پاکر قرب شاہ میں بھی جانے والا تھا۔ اور وہ حضور کا ممنون احسان بھی تھا۔ اللہ کے نبیؑ نے اس حسن اتفاق سے فائدہ اٹھایا۔ اور اپنے متعلق ذکر کر دینے کی اُسے ہدایت فرمائی۔

یوسف علیہ السلام کا فعل سبق آموز ہے

یوسف علیہ السلام اپنے اس فعل سے ہمارے لئے یہ سبق چھوڑ گئے کہ جب کسی شخص کو اپنی بہبود و سود کا کوئی موقعہ ہاتھ لگے تو اُسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ کہا کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کا ایسا کرنا توکل کے خلاف اور رضا بر قضا کے مخالف تھا۔

حدیث کی تضعیف

لیکن ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہ غلطی اس روایت کی وجہ سے ہوئی ہو۔ کہ لَوْ لَا يَعْنِى يوسف عليه السلام الكلمة التى قال الخ یعنی اگر یوسف علیہ السلام وَاذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ کا پیغام نہ کہتے۔ تب وہ اتنے برس تک زندان میں نہ رہتے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ روایت

AshAhleSunnet.com

حد درجہ ضعیف ہے۔ اس روایت کے جملہ طرق میں سلیمان بن وکیع آتا ہے۔ جو ضعیف ہے۔ نیز ابراہیم بن یزید الجوزی بھی آتا ہے جو ضعیف تر ہے۔

قرآن میں اسقاط اسباب کا حکم نہیں

اگر کوئی شخص قرآن حمید کو بغور پڑھے۔ اور کتاب مجید پر تامل کرے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسقاط اسباب اور ترکِ تدبیر کا حکم کسی جگہ بھی نہیں دیا۔

قوانین کونیہ و اسباب

مسبب الاسباب نے تو طرق متنوعہ اور اسالیب بدیعہ کے ساتھ یہ ظاہر فرمایا ہے کہ قوانین کونیہ اور احکام شرعیہ اور اصول ثواب و عقاب مرتب بر اسباب ہیں۔

قرآن میں بیان اسباب کے طریقے

بیانِ اسباب کے متعلق قرآن مجید میں مفصلہ ذیل طریقے کھلے طور پر واضح فرمائے گئے ہیں۔

کبھی ل یا ب سببیہ سے ذکر فرمایا۔ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کیا۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ۔ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نکالے

کبھی امر و نہی کے مقتضی کا بیان فرمایا۔ وَذٰلِكَ جَزَاءُ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کی جزا یہی ہے۔ وَهَلْ نُجَازِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ۔ نافرمانوں کے سوا اور کو بدلہ نہیں دیا جاتا۔

کبھی جزاء اعمال کو سمجھایا۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ۔ یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اُن پر چیزیں حرام کی گئیں۔

ان آیات اور ان کے اشباہ و نظائر پر غور سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ قرآن مجید نے جابجا بیان اسباب۔ ذکراً اقتضاءً ہیں۔ صراحتِ علت اور وضاحتِ سبب فرمائی ہے۔ پس ترک اسباب ایک ایسا مذہب ہے جس کا بطلان حِس و نظرِ عقل و فطرت۔ اور تعلیم الٰہی سے بخوبی ہوتا ہے۔

اس مدعا پر احادیث صحیحہ بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ حدیث میں ہے قالوا یا رسول اللہ اَفَلَا نَدَعُ الْعَمَلَ وَنَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا۔ قال لا۔ اِعْمَلُوْا لوگوں نے کہا۔ اے رسول خدا کیا ہم عمل کرنا چھوڑ دیں اور اپنے نوشتہ پر بھروسہ نہ کریں۔ فرمایا ایسا نہ کرو۔ بلکہ عمل کیا کرو۔

احادیث صحیحہ

سنن میں صحابہ کا یہ سوال بھی ملتا ہے کہ کیا ادویہ و رقیہ کا استعمال تقدیر الٰہی کو بدل دیتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ ان اشیاء کا استعمال بھی تو تقدیر الٰہی ہی میں سے ہے۔

عمر فاروق رضؓ و امین الامۃ رضؓ و طاعون

بایام طاعون امیر المومنین عمر فاروق رضؓ نے امین الامۃ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔ کہ فوج کا کیمپ بدل دیا جائے۔ اور انہوں نے یہ شک ظاہر کیا تھا۔ اَتَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ کیا تقدیر الٰہی سے فرار کیا جائے۔ تب امیر المومنین نے فرمایا تھا۔ اَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ۔

عمل بر تقدیر نہ منافی تقدیر ہے نہ توکل کے متضاد

ہاں میں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی ہی کی جانب جاتا ہوں۔ المختصر اسباب و تدبیر کا عمل میں لانا منافی تقدیر نہیں اور توکل کے متضاد نہیں۔ اہل توکل وہ ہیں۔ جو اسباب و تدابیر کرتے ہیں۔ مگر اُن پر اعتماد نہیں کرتے۔ اُن کا اعتماد اور وثوق و اطمینان قلب

اہل توکل کون ہیں

و سکینہ تو مسبب الاسباب ہی پر ہوا کرتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا فعل سنن ہدیٰ میں سے ہے

یوسف علیہ السلام کا اس رہائی پانے والے اور شاہ تک پہنچنے والے قیدی سے اپنی بات کو کہنا ایک تدبیر اور سبب تھا۔ اور اُن کا یہ فعل اُن سنن ہدیٰ میں سے ہے جس پر جملہ انبیاء کرام گامزن رہے ہیں۔

جنگہائے بدر، احزاب، حنین۔ صلح حدیبیہ میں تدابیر کا ذکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل از جنگ بدر۔ مکہ کے راہوں پر فوجی دستے بھیجنا۔ اور قریش کے ارادوں سے علم حاصل کرتے رہنا بھی ایک تدبیر ہی تھا۔

جنگ ۵ھ احزاب میں خندق کا کھدوانا بھی ایک تدبیر ہی تھا۔

جنگ ۸ھ حنین میں فراہمی اسلحہ کے لئے اہل ذمہ سے بھی سلاحات کا جمع کرنا ایک تدبیر ہی تھا۔

صلح ۶ھ حدیبیہ میں مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ کی جگہ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ لکھنے کی اجازت فرما دینا بھی انعقاد صلح کے لئے ایک تدبیر ہی تھا۔

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے ایسے بیسیوں واقعات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

جو کوئی شخص توکل کے معنی ترکِ تدبیر سمجھتا ہے۔ وہ توکل کے معنی ہی سے بے خبر ہے۔

ساقی نے کیا کیا

اب اُس شخص کی سُنو۔ وہ زندان سے نکل کر بادشاہ کا ساقی بن گیا۔ دنیا کی ہوا لگتے ہی یوسف علیہ السلام جیسے پاک منش کی یاد نہ رہی۔ وہ صدیق کی تعلیم۔ حضور کے اخلاق۔ حضور کے احسانات کو یکبارگی بھول گیا۔ اور اُس نے بھولے مُنہ سے بادشاہ کے پاس ذکر بھی نہ کیا۔

شراب کا اثر فوری دماغی پر

یہ ظاہر ہے۔ کہ جو شراب پلانے کی خدمت شاہی پر مامور ہوتا ہے۔ وہ خود مدمن

AsliAhleSunnet.com

شراب (شراب کا عادی ہوتا ہے۔ شراب پینا عمل الشیطان ہے۔ اور جملہ قوای دماغی و اخلاقی کا ستیاناس کرنے والا ہے۔ اس لئے رب العالمین کا ارشاد صحیح ہے۔ کہ شیطان نے اُسے بھلا دیا۔ مجاہد و ابن اسحٰق

> انساہ الشیطان کی ضمیر بجانب ساقی ہے۔ قرآن و بائیبل"

وغیرہ ائمہ کا مذہب یہی ہے۔ کہ اَنۡسٰهُ الشَّيۡطٰنُ کی ضمیر ساقی کی طرف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۵) بائیبل ۲۳/۱۴ میں ہے۔ پھر سردار ساقی نے یوسف کو یاد نہ کیا۔ بلکہ اُسے بھول گیا"

بعض مفسرین نے لکھ دیا ہے۔ کہ ضمیر کا مرجع یوسف علیہ السلام کی طرف ہے۔ مگر یہ معنی غلط ہیں۔ اس معنی کی تائید میں ایک روایت ابن جریر میں بیان کی گئی ہے۔ مگر اُس روایت میں ایک تو سفیان بن وکیع ہے۔ وہ ضعیف ہے۔ دوم ابراہیم بن یزید بوزق ہے۔ وہ اضعف ہے۔ ایسی روایت کا یہ درجہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک اصولی مسئلہ کو طے کر سکے۔

اس معنی کے غلط ہونے پر قرآن مجید سے دو دلائل بیان کئے جا سکتے ہیں۔

اوّل۔ قرآن مجید میں آگے چل کر آتا ہے۔ وَادَّكَرَ بَعۡدَ اُمَّةٍ قیدی کو دیر کے بعد وہ بات یاد آئی۔ ظاہر ہے کہ یاد آنا بھولنے والے کے لئے ہوتا ہے۔

دوم۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرما دیا تھا۔ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ میرے بندوں میں تیرا کچھ قابو نہ چلیگا۔

غرض مطلب آیت یہ ہوا۔ کہ بادشاہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ کہ ایک مظلوم۔ بے گناہ۔ پاک منش جیل میں پڑا ہے۔

> ساقی۔ عزیز۔ امراۃ العزیز۔ رہائی یوسف کا ذکر نہ کرتے تھے

ساقی خود شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہو گیا۔

عزیز مصر کو کیا ضرورت تھی۔ کہ یاد کرتا۔ اس کے ظالمانہ حکم سے تو حضرت صدیق علیہ السلام جیل میں پہنچے ہی تھے۔

امراۃ العزیز کو کیا غرض تھی۔ کہ ایسے عصمت پرور۔ اللہ سے ڈرنے والے بندہ کی خبر لیتی۔ جو اُس کی جہنمی خواہش میں اُس کا شریک نہ بنتا تھا۔

> بضع سنین

بِضۡعَ سِنِيۡنَ۔ بضع ۳ سے ۹ تک کے لئے آتا ہے۔ اکثر مفسرین کا اتفاق اس پر ہے۔ کہ یوسف صدیق ع زندان میں سات سال تک رہے تھے۔ اور چونکہ عمر چاہ میں گرائے جانے کے

AsliAhleSunnet.com

وقت ۷ا سال تھی۔ اور وزارت کے وقت ۳۰ سال۔ اور مدت قید ۷ سال۔ تو یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ عزیز کے گھر میں یوسفؑ کا قیام ۶ سال تک رہا تھا۔ واضح ہو۔ کہ بضع سنین کا لفظ سورہ روم میں بھی آیا ہے

قرآن مجید کی صداقت صدیق اکبرؓ اور ابی بن خلف کی شرط کا واقعہ

جہاں بطور پیشگوئی بتلایا گیا ہے۔ کہ رومیوں کو شکست ہوگئی ہے۔ مگر وہ بضع سنین میں پھر غالب ہو جائیں گے۔ اس پر ابی بن خلف نے سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ سے مناجبت (شرط) کی کہ اگر رومیوں کو ایرانیوں پر ۹ سال میں فتح ہوگئی۔ تو ابوبکر رضؓ ۱۰۰ شتر ان لیں گے۔ اور اگر فتح نہ ہوئی۔ تو اُبی لے لیگا۔ ساتویں سال اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فتح دی۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ نے اُبی ملعون کے ضامن سے شرط کے اونٹ وصول کر لئے۔ اور صدقہ میں دیدیئے۔ اُس وقت خود اُبی بدر میں ہلاک ہو چکا تھا۔

اس واقعہ میں چونکہ قرآن مجید کی صداقت اور پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ شرط جیتنے کا زمانہ ۲ہجری کا ہے۔ جب کہ شرط لگانا منع نہ ہوا تھا۔

یہ واقعہ جواز سود کی دلیل نہیں

ہمارے زمانہ کے لوگ صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل کو جواز سود کی دلیل میں پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ سے ایسا استدلال نہیں ہو سکتا۔

وجہ اول

اسلئے کہ (۱) حرمت ربا کے احکام ۸ھ کو جاری ہوئے۔ اور یہ واقعہ ۲ھ کا ہے۔

وجہ دوم

(۲) صدیق اُمت نے اپنا روپیہ قرض دیکر یا امانت رکھ کر اس پر سود نہیں لیا۔ اس لئے اس واقعہ کو بینک کے زر امانت کا شبیہ و نظیر بتانا غلط ہے۔

وجہ سوم

صدیق اُمت نے اُن اونٹوں کو صدقہ کر دیا تھا۔ اس لئے یہ واقعہ بینک کا سُود لینے والوں کے لئے کچھ مفید نظیر نہیں۔

وجہ چہارم

اس واقعہ سے یہ بھی نہیں نکل سکتا۔ کہ سودخوار اقوام سے سود لے کر پھر اسلامی ضروریات میں اُسے صرف کر دیا جائے۔ اگر یہ اصول صحیح ہوتا۔ تو صحابہ کرام یہود جیسی سودخوار قوم سے ایسا معاملہ ضرور کرتے حالانکہ صحابہ اخیار کو فتح شام کے مکمل ہو جانے تک روپیہ کی از حد ضرورت رہتی تھی۔

اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سقیم الحالی اور بے زری بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔ مگر اس کی اصلاح دو طریق سے ہو سکتی ہے۔

سقیم الحال مسلمانانِ ہند

AhleSunnet.com

مسلمان سود دینے کی وجہ سے تباہ ہوتے ہیں۔

اوّل مسلمانوں کو سود دینے سے روکا جائے۔ افسوس یہ ہے۔ کہ مسلمان سود دینے کی حُرمت کو پورا پورا نہیں سمجھتے۔ اگر سود دینے کی حُرمت بھی اُن کے دلوں میں محکم و جانشین ہو جائے جیسا کہ سود لینے کی حُرمت کا حال ہے۔ تب وہ کروڑوں روپیہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر غیر مسلموں کی جیبوں میں پہنچ جاتا ہے۔ اور جس سے مسلم جماعت کا قومی افلاس اور غیر مسلم جماعت کا قومی تمول سال بسال روز افزوں ہے بالکل رُک جائے۔

بیت المال شرعی کا نہ ہونا مسلمانوں کی تباہی کا سبب ہے

دوسری تدبیر۔ بیت المال کا قائم کرنا ہے جس کی ابواب آمد و صرف وہی ہوں۔ جو کلام اللہ العظیم میں بتلائے گئے ہیں۔ بیت المال اُن تمام قومی ضروریات کا کفیل ہو سکتا ہے۔ جن کے لئے ہمارے بھائی آج جواز سود کی دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔

علماء کرام توجہ کریں

اس زمانہ میں علمائے کرام نے قومی ضروریات کی جانب توجہ فرمانا شروع کر دیا ہے امید ہے۔ کہ وہ ان ہر دو امور پر کامل اور جلد توجہ ضرور فرمائیں گے۔

فصل مُسبّب الاسباب کا رہائی صدیق علیہ السلام کیلئے خود ایک سبب بنانا

بادشاہ کا خواب دیکھنا۔ تعبیر خواب سے اہل دربار کا عاجز ہو جانا"

ساقی کا زندان میں جا کر یوسف علیہ السلام سے تعبیر معلوم کرنا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْيَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

بادشاہ کا خواب دیکھنا

بادشاہ نے کہا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ سات فربہ گائیں ہیں اُن کو سات دُبلی گائیوں نے کھا لیا۔ اسی طرح سات سبز بالیں ہیں اور خشک بالیں۔

اے سردارو! میرے خواب کی بابت بیان کرو۔ اگر تم خواب کی تعبیر جانتے ہو۔

AsliAhleSunnet.com

اَلْمَلِكُ - مصر کا بادشاہ اُس زمانہ میں ریان بن ولید تھا۔ جسے یورپین مؤرخ اپی پوتس لکھتے ہیں۔

نام خاندان مصر

یہ مصری خاندان ہفدہم کا جو راعی خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ تھا۔ یہ خاندان سامی النسل تھا۔ لیکن عہد موسیٰ ؑ کا فرعون قبطی نسل سے تھا۔ اس اختلاف قومیت کو بھی ان دونوں فرامین کے اختلاف مزاج کا سبب قرار دیا جا سکتا ہے۔

سِمَان - سمین اور سمنہ کی جمع ہے۔ فربہ۔ تیار۔

عِجَافٌ - عجفاء کی جمع ہے۔ یہ جمع سماعی اور خلافِ قیاس ہے۔

مَلَأٌ - ملی کی جمع ہے۔ مُلَأٌ بھی جمع آتی ہے۔

محاورہ ہے۔ هُوَ اَمْلَأُ الْقَوْمِ۔ وہ ساری قوم میں زیادہ مقدرت اور دولت والا ہے۔

تَعْبُرُوْنَ - عبور سے بنایا گیا ہے۔ عبور کے معنی ہیں۔ پانی چیر کر دوسرے کنارہ پر پہنچ جانا

تعبیر کے لغوی و اصطلاحی معنی

یہ تو لغوی معنی تھے۔ اب اصطلاح میں صُوَرِ خیالیہ سے معانی نفسانیہ تک پہنچنے کا نام تعبیر ہو گیا ہے۔

قدیم مصریوں میں گائے کی حرمت

قدیم مصریوں میں گائے کی بڑی حرمت تھی۔ جیسا کہ اب ہندوؤں میں ہے۔ بادشاہ کے لئے یہ خواب اس لئے دحشت خیز تھا۔ کہ گئوؤں نے گئوؤں کو کھالیا۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

دربار کے سرداروں نے کہا۔ یہ تو پریشان خواب کی باتیں ہیں۔ ایسے خوابات کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔

اَضْغَاث - ضغث کی جمع ہے۔ برسات کے موسم میں جس زمین پر بیسیوں قسم کی بوٹیاں نکلی ہوئی ہوں۔ اُن کو مٹھی بھر کر توڑ لو۔ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں آجائے گا۔ وہ ضغث ہے۔

ضغث کے لغوی معنی

چونکہ مُٹھی میں مختلف بوٹیوں کے پتے۔ ڈنٹھل وغیرہ آجاتے ہیں۔ اس لئے ایسے خواب پریشان کو جس میں غیر متعلق۔ بے جوڑ۔ باتیں ہوں۔ اضغاث کہتے ہیں۔

اَحْلَام - حُلُم کی جمع ہے۔ رویائے کاذبہ۔ بے اصل خواب۔

امرائے فرعون کی نالائقی

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بادشاہ کے یہ سردار لیاقت تو کچھ نہ رکھتے تھے۔ مگر باتونی پورے تھے۔ علم تعبیر سے اُن کو ذرا مَس نہ تھا۔ اپنی عدم قابلیت کا اقرار تو نہ کیا۔ بلکہ بادشاہ کے خواب

AsliAhleSunnet.com

ہی کو جھوٹا بتا دیا۔ اور خواب کے لئے اضغاث احلام دو لفظ جمع کر دینے سے اُس کے بے اصل محض ہونے کا پورا مبالغہ کر دیا۔

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

وہ جو دو قیدیوں میں سے ایک رہائی یافتہ تھا۔ بولا۔ (اُسے عرصہ کے بعد بات بھی یاد آگئی)۔ کہ میں تم کو اس خواب کی حقیقت بتاؤں گا۔ تم مجھے (جیل تک) جانے دو۔

اُمّتہ۔ عرصہ طویل یہ قول عکرمہ کا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں۔ کہ بعض نے اُسے اَمَہُ الرَّجُلُ اَمْہً سے لیا ہے۔ اور اسکے معنی نسیان بتلائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص افسروں کی ذیل میں شامل نہ تھا۔ کیونکہ یہ بادشاہ کو مخاطب نہیں کرتا۔ بلکہ سرداران دربار کو مخاطب کرتا ہے۔

ساقی کی فرومایہ طبیعت

علاوہ ازیں اس کی طبیعت کی فرومائگی بھی ظاہر ہے۔ (۱) یوسف علیہ السلام کے احسان کو بھولا یا۔ (۲) اب وہ یاد بھی آئے۔ تو اُن کا ذکر سرداروں سے نہیں کرتا۔ بلکہ صرف اس قدر چاہتا ہے۔ کہ اُسے دربار سے جانے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ اتنے عرصہ میں یوسف علیہ السلام سے دریافت کر آئے۔ اور اُن کے علم سے خود فائدہ اُٹھائے۔

شاہی درباروں کے لوگ اکثر کیسے ہوتے ہیں

اس قسم کے لوگ شاہی درباروں میں اکثر ہوا کرتے ہیں۔ جو دوسروں کی قابلیت اور محنت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور دوسروں کی کمائی سے اپنے لئے عزت اور منفعت چاہتے ہیں۔

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اے یوسفؑ۔ اے سراپا صدق ہمیں بتلاؤ۔ سات موٹی گائیں۔ ان کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات سرسبز خوشے سات خشک خوشوں کو۔ اس کی حقیقت بتلا دو۔ تاکہ میں لوگوں کے پاس جاؤں۔ اور وہ بھی سمجھ جائیں۔

AsliAhleSunnet.com

صدیق کی تعریف

صِدِّیق - کثیر الصدق - دائم الصدق - وہ شخص جس کے قول کی تائید اسکے فعل سے ہوتی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام صدیق ہیں

قرآن مجید میں یہ لقب شیخ الانبیاء ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آتا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا (سورہ مریم ۴۲) - حدیث پاک میں یہ لفظ شیخ الخلفاء الراشدین ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ابوبکر رض صدیق ہیں

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم معہ ابوبکر و عمر و عثمان رض جبل اُحد پر تھے۔ پہاڑ ہلا - تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيقٌ اَوْ شَهِيدَانِ (اُحد ٹھہر جا - تجھ پر نبیؐ اور صدیق رض اور دو شہید رض ہی ہیں)۔

تصدیق قرآنی

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی آیت اَلَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ۔ کی تفسیر سے ہوتی ہے۔ معالم التنزیل میں ابو العالیہ رح سے روایت ہے۔ کہ جَآءَ بِالصِّدْقِ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صَدَّقَ بِهٖ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

صِدق کا بیان

صدق کی تعریف

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صدق ہی روحِ اعمال ہے۔ اور صدق ہی محک احوال۔ اگر اعمال میں صدق شامل نہیں۔ تو وہ مُردہ ہیں۔ اور اگر صدق کی کسوٹی پر احوال پورے نہیں اُترتے تو وہ محض تخیلات ہیں۔ صِدق کی مختصر تعریف یہ ہے۔ کہ ظاہر و باطن یکساں ہو۔

صِدق میں تفاوتِ درجاتِ مردم

صدق کے تفاوت درجات

صدق سے تین الفاظ بمعنی فاعل آتے ہیں۔ صادِق اور صدُوق - اور صِدِّیق۔ صادق سے صدوق کا درجہ بڑا ہے۔ اور صدوق سے صدیق کا درجہ بڑا ہے۔

صادق کا بیان

صادق کی تعریف

صادق کے قلب میں ایک ایسا داعیہ موجود ہوتا ہے۔ جو کسی دباؤ یا روک سے نہ دبتا ہے نہ رُکتا ہے۔ اُس میں ایسی طلب پائی جاتی ہے۔ جسے انقطاع نہیں ہوتا۔ وہ ایسے عزم درست

AsliAhleSunnet.com

کا شخص ہوتا ہے۔ جو ہر ایک مانع پر غالب آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور صادقین کے ساتھ رہو)

صدوق کا بیان

صدوق کی تعریف

وہ عزائم اعمال پر عمل کرنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ جلال الٰہیہ کے سامنے ہمیشہ اپنے نقص و کمی کو محسوس کیا کرتا ہے۔ وہ زندگی کو صرف حق کے لئے پسند کیا کرتا ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر دنیا میں جہاد اور نماز اور علم نافع کا وجود نہ ہوتا۔ تو میں اس جہان میں رہنا کبھی پسند نہ کرتا۔

صِدّیق کا بیان

صدیق کی تعریف

وہ معرفت صدق کا عارف ہوتا ہے۔ اس کے احوال و اقوال عزم و ارادہ مستقیم و احسن و قوی و راسخ ہوتے ہیں۔ اس کا واحد مقصود "رضائے حق" ہوتا ہے یہ وہ کمال ہے۔ جو کمال نبوت سے ملا ہوا ہے۔ یہ وہ سراج ہے۔ جو چراغ نبوت سے روشن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ" (خدا و رسول کی اطاعت کرنے والوں کو اللہ کے انعام یافتہ بندوں یعنی انبیاء اور صدیقوں کی معیت دی جاوے گی) [1]

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں صدیقیت و محدثیت پر بحث لطیف لکھی ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ "صدیق اصل فطرت میں ذات پاک نبیؑ سے قریب تر ہوتا ہے وہ جو تعلیم نبی اللہ سے حاصل کرتا ہے۔ اس کے دل میں ایسی راسخ ہو جاتی ہے۔ گویا وہ علوم اسی کے دل سے نکلے تھے۔"

"صدیق پر انوار وحی نبوت کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور تعاقب ورود انوار سے" "تاثیر و تاثر فعل و انفعال کا ایسا تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔ کہ صدیق فنا و فدا کے منصب پر ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور اُس وقت یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ نبی کی روحانیت صدیق کی زبان پر تکلم کیا کرتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ اور صفت صدیق

۳۲,۹۶۶ ۲۵/۱۲/۹۷

[1] ماخوذ از منازل السالکین لامام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰

AsliAhleSunnet.com

فضائل صدیق اکبرؓ | صدیقیت کے انہی احوال پر اُن احادیث میں اشارہ ہے۔ جو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں۔ حدیث میں اُن کو اَمَنّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ فرمایا گیا ہے۔ (یعنی مصاحبت اور زر و مال کے فدیہ میں ابوبکرؓ کا احسان و منت مجھ پر سب سے بڑھ کر ہے) دوسری حدیث میں ہے۔ لَوْ کُنْتُ اتخذت خلیلاً لَاتَّخَذْتُ ابابکر خلیلا ولکن اللہ اتخذنی خلیلاً یعنی اگر میں مخلوق میں سے کسی کو خلیل بناتا۔ تو ابوبکر کو بناتا۔ مگر مجھے تو اللہ نے اپنا خلیل بنا لیا۔

صدیق اُمت بالاتفاق ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ آپ کے سوا اور کوئی ...... اس لقب سے ملقب نہیں ہوا۔ ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

وَسُمِّیْتَ صِدِّیْقًا وَکُلُّ مُهَاجِرٍ سِوَاكَ یُسَمّٰی بِاِسْمِهٖ غَیْرَ مُنْكَرٍ

قرآن مجید میں انہی کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام میں کسی دوسرے کو ثانی رسولؐ نہیں بنایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ ہی کو سب سے پہلے حج اسلام کا سردار "امیر الحاج" بنایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ ہی کو سب سے بڑی فوج اور سب سے آخری غزوہ "تبوک" میں فوج کا سپہ سالار بنایا۔ اور رائت نبی انہیں سپرد کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ ہی کو مسجد نبوی میں اپنی آنکھوں کے سامنے نماز کے لئے امام المومنین بنایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی صرف وہ ہیں۔ جو خلیفہ رسول اللہ کے خطاب سے ملقب ہوئے۔ دیگر خلفائے راشدین مہدیینؓ امیر المومنینؓ کے لقب سے مخاطب کئے جاتے تھے۔ ان سب واقعات کی وجہ یہی ہے۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ "صدیق" تھے۔ اور صدیق ہی نبی اللہ سے قریب تر ہوتا ہے۔

اَفْتِنَا۔ افتی افتاء سے ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ سوال کا جواب واضح طریق سے دینا۔

خود غرض لوگوں کے حالات | آیت کے مضمون پر غور کرو۔ کہ یہ خود غرض شخص اب یوسفؑ کو اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہ تو فی الواقع اسی خطاب کے شایان تھے)۔

لیکن اس سے پیشتر اس نے نبی اللہ کو کبھی یاد بھی نہ کیا تھا۔

یہ شخص اب بھی یہ بات صدیق علیہ السلام سے چھپاتا ہے۔ کہ خواب کس کا ہے۔ وہ صرف

AsliAhleSunnet.com

اس قدر کہتا ہے۔ کہ لوگوں کو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت ہے۔

اس وورخی چال کو دیکھو۔ کہ دربار میں یوسف علیہ السلام کا نام نہیں لیتا۔ اور یوسف صدیقؑ کے سامنے پادشاہ کا ذکر نہیں کرتا۔

سچ ہے۔ خودغرض لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع

یوسف علیہ السلام نے کہا۔ تم سات سال متواتر زراعت کرتے رہو گے۔ جو اناج کاٹا جائے اُسے خوشہ کے اندر ہی رہنے دو۔ صرف کھانے جتنا نکالو۔

(تعبیر یوسف علیہ السلام)

پھر اس کے بعد سات سال بہت سخت آئینگے۔ جس میں سارے ذخیرے جو بچائے ہوئے ہوں گے۔ کھا لوگے۔ صرف تھوڑا ہی غلہ رہ جائے گا۔ جو بڑی حفاظت سے رکھا ہوگا۔

پھر ایسا سال آویگا۔ جس میں لوگوں کی فریاد سُنی جائے گی۔ اور لوگ رس حاصل کر سکیں گے۔

تَزْرَعُوْنَ۔ مضارع ہے بمعنی امر۔ زرع کے معنی زمین میں بیج گرانا ہے۔

دَاَبًا۔ متواتر۔ متوالی۔ پے در پے۔ دَوْب لگاتار کام کرنا۔

تُحْصِنُوْن حَصَنَ حِصَانَةً سے ہے۔ جس کے لغوی معنی روک ہیں۔ قلعہ کو اسی لئے حصن کہتے ہیں۔ کہ وہ حملہ آور کو روکتا ہے۔ شوہر دار عورت کو اسی لئے محصنہ کہتے ہیں کہ اُس سے دوسرے کی شادی نہیں ہو سکتی۔

یُغَاث۔ غیث سے بنا یا ہے۔ غیث وہ بارش جو احتیاج شدید کے بعد برسے وہ زراعت جو بارانی ہو۔ اغاثت۔ مدد۔ واغاثت۔

(تعبیر سے بڑھ کر بشارت)

AsliAhleSunnet.com

مصر میں قحط امساکِ بارش سے نہیں بلکہ دریائے نیل کے نہ پھیلنے سے پڑا کرتا ہے۔ اس لئے یُغاث سے مطلب فریادرسی اور فراوانی نیل ہے۔

یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بھی بتلائی۔ اور حفاظت غلہ و حبوب کی تدبیر بھی بیان فرمائی۔

| یَعْصِرُوْن کے معنی | بادشاہ کے خواب میں تو پندرھویں سال کی بابت کوئی اشارہ نہ تھا۔ مگر زرآسوں کی

آس بندھوانے کے لئے صدیق علیہ السلام نے پندرھویں سال کی خبر بھی جتلادی۔ اس سال کے متعلق لفظ یَعْصِرُوْنَ کا استعمال فرمایا ہے۔ اس سے یہ نکلتا ہے۔ کہ دودھ۔ شہد۔ انگور۔ انار لیموں۔ رنگترے وغیرہ۔ تل۔ سرسوں۔ زیتون۔ بادام وغیرہ بکثرت ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جو سال ایسا شاداب ہو جس میں میوجات و فواکہ۔ اور روغن دار حبوب کی کثرت ہو۔ اُس میں اناج بھی بکثرت ہوا کرتا ہے۔ متعدد اناج۔ نیرو کی بہتات لفظ یُغاث میں شامل ہے۔

| یوسفؑ کے محاسن | اس واقعہ میں بھی یوسف علیہ السلام کے اعلیٰ محاسن بخوبی آشکارہ ہوتے ہیں۔ اس احسان فراموش سے یہ دریافت بھی نہیں کرتے۔ کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق کیا کام کیا؟ اور اب اُسے دوبارہ کہنے کے لئے فرماتے بھی نہیں۔ کیونکہ آزمودہ کا آزمانا کیا؟

اللہ اکبر۔ رضا بر قضا کی صفت کتنی نمایاں ہے۔ ذاتی آرام و تنعم سے کتنی بے اعتنائی ہے۔ اور جمہور کے ساتھ کس قدر دل سوزی و محبت و ہمدردی ہے۔ کہ آئندہ آنے والے قحط سخت کے متعلق تدبیر بھی بتلاتے ہیں۔ اور ایک ارزانی والے زمانہ کی بشارت سے انہیں شادکام بھی فرمادیتے ہیں۔ اور ذاتِ خاص کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتے۔ فضولیات سے اس قدر پرہیز ہے۔ کہ یہ بھی سوال نہیں کرتے۔ کہ خواب کس کا ہے اور اُسے کس نے بھیجا ہے۔

فصل بادشاہ کا یوسفؑ کو بلانا نبی اللہ کا زندان سے نکلنے سے انکار فرمانا

اپنے الزام کی بابت عدالتانہ تحقیقات کا مطالبہ۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ — بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لاؤ۔

| یوسفؑ کی طلبی | معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر بادشاہ کو سرداروں سے اور ساقی سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ تعبیر

AsliAhleSunnet.com

بتلانے والا کون ہے۔ کیونکہ دربار والے تو سب کے سب خواب کو خیالاتِ پریشان ہی بتلا چکے تھے۔

[illegible]

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْــَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾

جب یوسفؑ کے پاس قاصد آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا۔ اور اُس سے پوچھ۔ کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے۔ جنہوں نے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا مالک تو اُن کے فریبوں سے خوب آگاہ ہے۔

یوسف علیہ السلام میں صبر و سکون کی اعلےٰ شان نظر آتی ہے۔ اس لئے وہ زندان سے نکلنے میں جلدی نہیں کرتے۔

یوسفؑ کے اوصاف حزم و دور بینی

یوسف علیہ السلام میں حزم و دُور بینی کے اوصاف صاف درخشاں ہیں۔ اسی لئے وہ تہمت و افترا کے معاملہ کو گومگو کی حالت میں نہیں رکھنا چاہتے۔ وہ تو اپنی برأت و عصمت کو آفتاب نیمروز کی طرح روشن کر دینا چاہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام میں عفو و درگزر۔ اور چشم پوشی و حیا اتنی ہے۔ کہ امراۃ العزیز کے جور و ستم کا وہ اب بھی ذکر نہیں کرتے۔

بیشک انبیاء اللہ کے نفوسِ قدسی ایسے ہی ارفع و اعلےٰ ہوتے ہیں۔

"فصل۔ دربارِ شاہی میں یوسف علیہ السلام کے الزام کی تحقیقات"

[illegible]

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

بادشاہ نے عورتوں سے پوچھا۔ کہ جب تم نے یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا۔ تو اُس وقت کا معاملہ کیا ہے۔

خَطْب۔ کوئی معاملہ۔ کوئی بات چھوٹی موٹی ہو۔ اُسے لغت میں خطب کہتے ہیں۔ مگر محاورہ میں امر مکروہ یا امرِ عظیم کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

بادشاہ کو حضرت یوسفؑ کے پیغام پر تحقیقات کرنی پڑی۔ اُسے دست بریدہ عورتوں کے پتہ سے وہ عورتیں بُلانی پڑی ہونگی۔ پھر خفیہ طور پر تمام داستان معلوم کرنی پڑی ہوگی۔ اور اسی سلسلہ

AsliAhleSunnet.com

میں امراۃ العزیز کی دعوت کا قصہ معلوم ہوا ہوگا۔

اور ان تمام مراتب کے بعد ان سب کو دربار میں بلایا گیا ہوگا۔

سوال کے الفاظ بتلاتے ہیں۔کہ بادشاہ تمام قصہ سے واقف ہو چکا ہے۔

عورتوں کے بیانات یوسف کی صفائی

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

سب عورتوں نے کہا۔پناہ بخدا ہمارے علم میں بھی یوسف علیہ السلام کی کوئی برائی نہیں۔

حَاشَ۔حوش سے ہے۔اس کے لغوی معنی کسی جانور کو گھیر کر لانا ہے۔حاشَ لِلّٰهِ کا مطلب یہ ہے۔کہ اب اس قول کا قائل شخص سب اطراف سے منہ موڑ کر متوجہ بخدا ہوتا ہے۔اور یوں بتلاتا ہے۔کہ یہ شخص اس معاملہ میں بالکل پاک صاف ہے۔اور اسی لئے وہ رب العالمین کے منزہ و مقدس ہونے کو یاد دلاتا ہے۔

"امراۃ العزیز کا بیان۔جواب مفصل۔اقبال جرم"

اقبال جرم امراۃ العزیز

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾

امراۃ العزیز بولی۔اب تو سچ کھل گیا۔ہاں میں نے اسے خود پھسلایا تھا۔اور وہ سچا ہے۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

یہ اس لئے کہتی ہوں۔کہ یوسف ؑ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پس پشت اس کی خیانت نہیں کی۔اور اللہ تو خیانت والوں کی چالوں کو چلنے نہیں دیتا۔اور میں تو اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی۔کیونکہ نفس تو برائی پر اکسایا ہی کرتا ہے۔بجز اس کے جس پر پروردگار رحم کرے۔میرا رب تو غفور و رحیم ہے۔

AsliAhleSunnet.com

حَصْحَصَ۔ اصل لغت حص ہے تکرار سے معنی میں مبالغہ مقصود ہوتا ہے جیسے کبکبو کبو سے اور کفکف کف سے اور روروہ روہ سے مستعمل ہے۔

حصّ الامر۔ معاملہ کا ظاہر واضح ہو جانا۔

حَصْحَصَ البعیر۔ اونٹ کا زمین پر گھٹنے ٹیک دینا۔

حَصْحَصَ الحق۔ اب سچائی کا پورا انکشاف ہو گیا۔

اب سچائی نے پورا پورا استحکام پالیا۔

نفس آیت کا صحیح ترجمہ | اس آیت کا جو ترجمہ ہم نے لکھ دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گا کہ قالت امراۃ العزیز سے غفور رحیم تک سارا مسلسل بیان اس عورت کا ہے۔ اکثر مفسرین نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ تک کو عورت کا بیان بتلایا اور ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ سے آخر تک

خلش سینہ | یوسف کا قول بتلایا لیکن ان بزرگوں کو اس قدر خلش ضرور ہوئی۔ کہ دونوں مقولے کیونکر گڈمڈ

فرانحوی | ہو گئے۔ اس خلش کے دور کرنے کے لئے انہوں نے فرا نحوی کا قول نقل کیا۔ کہ

علامہ ابن تیمیہ | ایک شخص کے کلام میں دوسرے شخص کے کلام کا ملا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ کوئی قرینہ صارفہ ہر دو کلام کے علیحدہ علیحدہ بنانے کو موجود ہو۔ ہم علامہ فرا نحوی کا قول درست سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس کلام میں وہ قرینہ صارفہ کونسا ہے؟ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ جلد دوم میں ایسے مفسرین کی رائے کی تغلیط کی ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔ کہ اس تمام بیان کے بعد بادشاہ کا یہ قول آتا ہے۔ اِیْتُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ۔ (یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ میں اسے اپنا بناؤں گا)۔ اور اس فقرہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا بیان جب دربار میں ہوا۔ اس وقت تک یوسف صدیق زندان ہی میں تھے۔ اندریں صورت یوسف صدیقؑ کا مقولہ عورت کے مقولہ کے ساتھ کیونکر شامل ہو سکتا ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ (المتوفی سنہ ۷۷۴ھ) نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ کہ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے اس بیان کردہ معنی کی تائید میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔

کتاب مذکور تو ہماری نظر سے نہیں گذری۔ ہاں فتاویٰ جلد دوم کی عبارت ہم نے خود پڑھی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

علامہ ابن کثیرؒ نے مجاہد و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت کی ہے۔ کہ یہ تمام قول امراۃ العزیز ہی کا ہے۔

ابن کثیر خود بھی کہتے ہیں۔ کہ اس تمام عبارت کو امراۃ العزیز ہی کا قول بتلانا سیاق قصہ کے ساتھ انسب و اسبق ہے۔ اور یہی قول اشہر بھی ہے۔ اس کا ذکر ماوردی نے اپنی تفسیر میں کیا ہے۔

بیضاوی نے اس قول کو اوّل لکھ کر بیان کیا ہے۔

لِیَعْلَمَ۔ کا فاعل قرار دینے میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ اُن بزرگوں میں بھی اختلاف ہوا جنہوں نے ان تمام آیات کو امراۃ العزیز ہی کا قول قرار دیا ہے۔

ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے لِیَعْلَمَ کی ضمیر کا مرجع شوہر زن کو بتلایا ہے۔ اور معنی یہ بتلائے ہیں۔ کہ گو آج میں اقبال گناہ کر رہی ہوں۔ مگر اس اقبال سے بھی میرے شوہر کو اس قدر تو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ اقبال کنندہ عورت نے اپنے شوہر کی خیانت تو نہیں کی تھی۔

ہم کو اس سے اتفاق نہیں۔ اور اس کا فیصلہ آسان ہے۔ کیونکہ اس لِیَعْلَمَ سے پیشتر (۱) اَنَا رَاوَدْتُّهٗ (۲) اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ کے جملے موجود ہیں۔ اور ہر دو جگہ ان ضمائر کا مرجع سب ہی علمائے کرام نے یوسف علیہ السلام کو بتلایا ہے۔ پس لِیَعْلَمَ کا مرجع بھی وہی ہیں۔

اقبالِ جرم

غالباً بعض صاحبان کے لئے یہ امر تعجب خیز معلوم ہوا۔ کہ امراۃ العزیز کو اقبال جرم کی ضرورت ہی کیا تھی؟

لیکن یہ امر کچھ بھی حیرت خیز نہیں۔ خود ہمارا تجربہ ہے۔ کہ بیسیوں ملزم ہمارے سامنے ایسے آئے جنہوں نے قتل اور ڈکیتی جیسے سنگین مقدمات میں صاف صاف اقبال جرم کیا تھا۔ حالانکہ اُن سے ایسے اقبال کے قلم بند کرنے سے پیشتر یہ دریافت کر لیا جاتا تھا۔ کہ وہ کسی جبر و اکراہ۔ یا اُمید غلط پر تو مبنی نہیں۔ اور اُسے یہ بھی بتا دیا جاتا تھا۔ کہ اس کا اقبال اُس کے خلاف استعمال ہو سکیگا۔ ایسے اقبال کی اصلی وجہ تب سمجھ میں آتی ہے جب کوئی شخص فطرت انسان کی بناوٹ پر غور کرتا ہے۔

AshAhleSunnet.com

فطرتِ انسانی پاک و صاف واقع ہوئی ہے۔ اور جب کسی بشر سے کوئی جرم کسی وجہ سے صادر ہو جاتا ہے۔ تب فطرتِ سلیمہ اُسے ملامت کیا کرتی ہے بعض اوقات یہ ملامت و نفرین اس قدر پُر زور ہو جاتی ہے۔ کہ مجرم انسان اپنے ضمیر کی نفرین سے رہائی حاصل کرنے کو زیادہ ضروری اور مقدم سمجھتا ہے اور اُس کے مقابلہ میں اُس قید یا تکلیف کی پرواہ نہیں کرتا جس کا گمان بطور نتیجہ اقبالِ جرم ہو سکتا ہے۔

دوسری وجہ جو اس سے درجہ دوم پر ہے۔ یہ ہے۔ کہ جب مجرم کے لئے انکار کی تمام راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ تو وہ اقبالِ جرم ہی میں آسودگی خیال کرتا ہے۔

امراۃ العزیز کے اقبال کو دیکھو۔ کہ اُس کا بیان اُس کی تمام سہیلیوں کے بعد ہوا ہے۔ اُس نے دیکھ لیا۔ کہ سہیلیوں کی تمام شہادت متفقہ ہے۔ اور ان سب نے یوسف صدیق ؑ کو ایسا پاک۔ ایسا عفیف بتلایا ہے۔ کہ رویت و مشاہدہ کا تو ذکر کیا۔

اُن کے خلاف اپنے علم میں بھی کسی بُری بات کے ہونے کی نفی کر دی ہے ایسی صورت میں امراۃ العزیز نے دیکھ لیا۔ کہ اب اقبالِ جرم سے کوئی مفر و چارہ نہیں۔

اقبال پر پورا غور کرو۔ وہ اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ کہتی ہے۔ اور اس سے یہی وجہ دوم آشکار ہو جاتی ہے۔ من بعد اُس کے بیان کے آخری حصہ کو دیکھو جس میں وجہ اول کا بھی سایہ نظر آتا ہے۔

اَنَا رَاوَدْتُّہٗ پر نظرِ ثانی

اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ پر وہ لوگ زیادہ غور کریں جو آیت وَھَمَّ بِھَا کی تفسیر کرتے ہوئے ایسے افعال و حرکات کو یوسف علیہ السلام کے نفسِ قدسی سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ جن افعال و حرکات کا یہ خود اپنے سے منسوب ہونا بھی اپنی کسرِ شان سمجھیں یہ دوسرا موقعہ ہے۔ کہ عورت حضرت صدیق ؑ کی پاکیزگی اور اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے۔ یہ اعتراف سرِ دربار ہے پہلے موقعہ کا اعتراف وہ ہے۔ جب اس عورت نے اپنی سہیلیوں میں یہ بات کہی تھی۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ۔ کیا اب بھی یہ لوگ اپنے فہم کی غلطی کو تسلیم نہ کرینگے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ۔

نفس کی تعریف

واضح ہو۔ کہ نفس نام ہے شہوۃ اور غضب کے مجموعہ کا۔ اور جہاں یہ دو بلائیں جمع ہوں وہاں کیا ہوگا؟ ہر قسم کی بدی کی تحریک (۲) ہر طرح کی بُرائی کا شوق و اقدام۔

AsliAhleSunnet.com

جہل وعلم اور ظلم وعدل وجہ یہ ہے۔ کہ نفس کی ترکیب جہل وظلم سے ہوئی ہے۔ معالجہ نفس میں ضرور ہے کہ جہل کا مقابلہ علم سے۔ اور ظلم کا عدل سے کیا جائے۔

نفس امارہ نفس کی تین حالتیں ہیں۔ (الف) جب کہ وہ اصلی حالت میں ہو۔ اُس وقت انواع شہوت اور اقسام غضب کی ہر ایک نوع ہر ایک قسم زور پر ہوتی ہے۔ اسی کو نفس امارہ کہتے ہیں۔ (ب) جب علم کا جہل پر۔ اور عدل کا ظلم پر غلبہ ہو۔ اُس وقت یہ نفس خود اپنے آپ کو بُرا کہنے والا۔ اپنی ضمیر سے ندامت اٹھانے والا خود اپنی نظر میں ذلیل نظر آنے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ حالت محمودہ ہے

نفس لوامہ جو جملہ محاسن کی بنیاد و اساس ہے۔ اسی کو نفس لوامہ کہتے ہیں۔

(ج) جب نفس اپنے نقصان وخسران سے آگاہ ہو جاتا ہے۔

جب اُس میں مالکِ نفس کی عظمت وجلال کا نور سایہ فگن ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ ہر ایک قلق واضطراب سے دور ہو جاتا ہے۔ اور لذائذ نفسانی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور

نفس مطمئنہ اپنی تمام تر مسرت وشادمانی اسی میں سمجھتا ہے۔ کہ اپنی خواہشات کو رضا مولیٰ پر قربان کر دے۔ اور تسلیم وتوکل کے میدان میں گام زن ہو کر منصبِ ارتضا تک پہنچ جائے اسی کا نام نفس مطمئنہ ہے۔

اعتراف گناہ معہ عذر گناہ امراۃ العزیز نے اعترافِ گناہ کے ساتھ عذر گناہ بھی بیان کر دیا۔ اور وہ یہ کہ اُس میں بھی نفس ہے۔ اور نفس کے خواص میں سے ہی ہے۔ کہ وہ بدی ہی پر برانگیختہ کیا کرتا ہے

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کے مصداق اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف مخفی اشارہ ہے یہ اشارہ درست ہے۔ اور یہی بات اس عورت کے عذر کو قوی بنانے والی ہے۔ کہ نفس کے آہنی پنجہ سے صرف وہی لوگ بچ سکتے ہیں۔ جن کو رحمت ربانی نے بچا لیا ہو۔ آیت میں تعمیم ہے۔ اور اس لئے ہر شخص کو لازم ہے کہ شرور نفس سے بچاؤ کے لئے رحمت ربانیہ کا سوال کیا کرے۔

واقعہ کا خاتمہ اسماء غفور الرحیم پر اس واقعہ کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے دو اسماء حُسنٰے غفور ورحیم پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے سب گناہگاروں کے لئے بڑی بشارت ہے۔

امراۃ العزیز کے جوان بن جانے یا نکاح یوسف میں آنے کی داستان صحیح نہیں ہے قرآن پاک میں اب اس عورت کا کوئی ذکر نہ آئیگا۔ لوگوں نے بنا لیا ہے۔ کہ پھر یہ عورت از سر نو جوان بنائی گئی تھی۔ پھر یوسف صدیق کے نکاح میں آگئی تھی۔ مگر اس امر کے ثبوت میں کوئی صحیح روایت اسلامی یا اسرائیلی موجود نہیں۔

AsliAhleSunnet.com

فخر رازیؒ فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ یہی امراۃ العزیز حضرت یوسف علیہ السلام کے دونوں فرزندوں منسیؔ و فرائیمؑ کی والدہ ہے۔ لیکن توراۃ سے اس قیاس کی تردید ہوتی ہے۔

بائبل میں فرزندانِ یوسفؑ کی والدہ کا نام کتاب پیدائش ام باب ۵۰ تا ۵۲ درس میں تو یہ ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شہر اُون کے کاہن مسمی فوطی فرع کی دختر مسماۃ آسن ناتھ سے نکاح کیا تھا۔ اور مذکورہ بالا ہر دو پسر اُسی کے بطن سے ہیں۔ ہمارے علماء بزرگ کو غالباً اس لئے مغالطہ ہوا۔ کہ العزیز کا نام فوطی فار تھا۔ اور اس کاہن کا نام فوطی فرع تھا۔ یہ دونوں نام بہت زیادہ مشتبہ الصوت ہیں۔

دونوں نام مشتبہ الصوت ہیں

ذطیفار اور فوطیفرع کی شخصیتوں کا فرق لیکن جب مؤرخ غور کریگا۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان دونوں کی شخصیت میں بہت بڑا فرق ہے۔

فوطی فرع کاہن تھا یعنی امام مذہب۔ اُس کی دختر کنواری تھی۔ اُس کا نام آسن ناتھ تھا۔ فوطی فار فرعون کے جلوداروں کا سردار تھا۔ اُس کی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو سکتی ہے۔ اُس کا نام لوگوں نے زلیخا یا راعیل بنایا ہے۔ پھر یہ دونوں عورتیں ایک کیونکر سمجھی جا سکتی ہیں۔

الطیبات للطیبین کا اصول استدلال بالا کے بعد جو تاریخی ہے۔ اور بائبل کی تصدیق سے مضبوط ہے۔ ہم یہ بھی لکھ دینا چاہتے ہیں۔ کہ اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ۔ اور اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ کا اصول ایسا زبردست ہے۔ جو ناممکن ٹھہراتا ہے کہ کسی نبی یا رسول کے پہلو میں ایسی عورت پائی جائے جو بیحیا یا خستہ ہو۔

"امراۃ لوط امراۃ نوح" امراۃ لوط اور امراۃ نوح بھی ہم کو یاد ہیں۔ ان دونوں کی خیانت کا ذکر ہے۔ کہ انہوں نے اپنے میکے والوں کو اور اپنی قوم کو اپنے اپنے خوہر کے خلاف مدد دی تھی۔ لیکن ان دونوں عورتوں کی عصمت کے خلاف تو کسی روایت میں ایک حرف بھی موجود نہیں۔

خاندان نبوت میں گناہ پر عتاب الٰہی کی سرعت ہاں امراۃ لوط اور امراۃ نوح کے حالات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن سے جب ایک جرم صادر ہوا۔ تب عتاب الٰہی نے اُسی وقت ان کو پکڑا۔ اور دُنیا ہی میں اور اُن کے شوہروں کی آنکھوں کے سامنے اُن پر عذاب بھیجا۔ اور ذرا بھی مہلت نہ دی۔

لہ توراۃ میں ہے۔ کہ منسیؔ نام اس لئے رکھا کہ خدا نے مجھے میری مصیبت فراموش کرا دی۔ اور فرائیم نام اس لئے رکھا کہ خدا نے مجھے ثمردار بنایا۔ یہ دونوں لڑکے آغاز قحط سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ ۱۲ محمد سلیمان۔

AsliAhleSunnet.com

کیونکہ نبی کی خیانت ایسے ہی تعجیل عذاب کی مستوجب ہے۔ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں تو تمام صورت معاملہ ہی بگڑ جاتی ہے۔

امراۃ العزیز کی عورت اس کے افعال ہیں | یہ ایک عورت ہے۔ جو منکوحہ ہے۔ پھر بھی کسی دوسرے جوان کو چاہتی ہے۔ اور جب اپنی تمام تدبیروں میں ناکام رہ جاتی ہے۔ تب پاک معصوم نبی کو زندان خانہ میں بھیج دیتی ہے۔ اور پھر سالہا سال تک کبھی بھی ان کی مصیبت کو یاد نہیں کرتی۔ کیا ایسی عورت نبیؑ کے پہلو میں بیٹھنے کی اہل ہو سکتی ہے؟

ہرگز نہیں۔

نیک دل لوگوں کی باتیں | بعض نیک دل انسان یہ سمجھ کر کہ اس عورت نے ایک نبی اللہ کے ساتھ اپنا دل لگایا تھا۔ نہ صرف اس کے افعال سے درگزر ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اسے خوبی میں بھی شمار کرتے ہیں۔

عشق نفسانی اور محبت ایمانی | بہتر ہے کہ یہ لوگ عشق نفسانی اور محبت ایمانی میں فرق کرنا سیکھ جائیں۔

مہاجرات و انصاریات رضی اللہ عنہن کے حالات | اول مہاجرات و انصاریات کے حالات پڑھو۔ کہ ان کو سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی کے ساتھ کیسی محبت صادقہ و ایمانیہ تھی۔ بیبیوں نے عزیز و اقارب کو چھوڑا۔ وطن ترک کیا۔ دشمنان دین کے ہاتھوں سخت سخت عذاب سہے۔ مگر حضور کی محبت میں ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیں۔ بیبیوں وہ ہیں جنہوں نے خوشی خوشی جوان بیٹوں کو حضور پر نثار ہونے کے لئے میدان جنگ میں بھیجدیا۔ اور جب ان کے شہید ہو جانے کی خبر ملی۔ تو سجدۂ شکرانہ ادا کیا۔

کوئی ایسی کاملہ ملے گی۔ کہ پدر و شوہر اور فرزند و برادر ایک ہی دن میں جنت کو سدھار گئے ہیں۔ مگر وہ رُخ زیبائے نبوی کے مشتاق۔ جب حضور کے جمال سے اپنی آنکھیں روشن کر لیتی ہے۔ تو نہایت تمکنت و ثبات کے لہجہ میں بول اٹھتی ہے۔ کُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ۔ حضور صحیح و سلامت ہیں تو اب ہر ایک مصیبت کی برداشت آسان ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حسن مردانہ | اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن مردانہ کا بھی تصور کرو۔ جو اس درجہ کمال پر تھا جس سے برتر کوئی درجہ نہیں ہو سکتا۔

روایت جابر بن سمرہ رض | ترمذی و دارمی کی حدیث عن جابر بن سمرہ رض کو پڑھو۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ چودھویں

AsliAhleSunnet.com

رات کا چاند پوری روشنی میں تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ اور کبھی حضور کے رُخِ انور پر نظر ڈالتا تھا۔ مجھے تو حضور ہی کا چہرہ زیادہ روشن نظر آیا۔

روایت بنت معوذ رض رُبیعؓ بنت مُعوذ صحابیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پڑھو۔ اُن سے عمار یاسر رضی اللہ عنہما کے پوتے نے دریافت کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن کیا تھا۔ تو جواب میں اس پیکر عصمت نے فرمایا۔ لَوْ رَأَیْتَهٗ رَأَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ اگر تو حضورؐ کو دیکھ پاتا۔ تو سمجھتا۔ کہ سورج نکل رہا ہے۔

روایت انس بن مالک رض انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی (صحیحین و ترمذی) پڑھ جاؤ۔ وَ لَا مَسِسْتُ خَزًّا وَلَا حَرِیْرًا وَلَا شَیْئًا کَانَ اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا قط وَلَا عَنْبَرَةً کان اطیب من لامحته النبی صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ میں نے ریشم کا کوئی دبیز یا باریک کپڑا ایسا کوئی نہیں چھوا جو نبی صلعم کی کف دست سے زیادہ نرم ہو۔

میں نے کوئی کستوری یا عنبر ایسا نہیں سونگھا۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسدِ مبارک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔

امراۃ العزیز اور مومنات اور اُمت محمدیہ کا تقابل مومنات کے اس محبت صادقہ۔ اور حضورؐ کے اس حُسن کاملہ کے علم کے بعد اب آپ دیکھیئے۔ کہ کیا کسی مسلم منکوحہ عورت نے حضور کے سامنے اُن الفاظ کا استعمال کیا۔ جو امراۃ العزیز کے مُنہ سے یوسف صدیق ؑ کے سامنے نکلے تھے؟ ہرگز نہیں۔

اس تقابل سے پتہ لگ جائیگا۔ کہ حُبِ ایمانیہ اَور ہی شے ہے۔ اور خواہش نفسانیہ اور ہی شے۔

امتیازات صحابیات اور یہی وہ وجہ امتیاز ہے۔ جو صحابیات کے درجہ کو بلند کر دیتی ہے۔ اور امراۃ العزیز کو پست ٹھہراتی ہے۔

المختصر یہ یاد رکھیئے۔ کہ ایسی کوئی روایت صحیحہ موجود نہیں۔ کہ امراۃ العزیز کا نکاح یوسف صدیق ؑ سے ہوا تھا۔

فصل یوسف علیہ السلام کا دربار شاہی میں پہنچنا

اور نائب السلطنت مقرر ہونا

AsliAhleSunnat.com

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾

اب (تحقیقات کے بعد) بادشاہ نے کہا کہ اُسے میرے پاس لاؤ۔ میں اُسے خاص اپنا بناؤں گا۔ (حضرت آگئے) جب بادشاہ کی اُن سے بات چیت ہوئی تب بادشاہ نے کہا کہ تم آج سے ہمارے پاس عزت و حفاظت سے رہا کرو گے

بادشاہ کی طرف سے عزت و حرمت کا اظہار

اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ کے الفاظ پر غور کرو پہلی دفعہ بادشاہ نے صرف اِیْتُوْنِیْ بِہٖ کے الفاظ کہے تھے۔ اس دفعہ اُسے یہ الفاظ اور بھی ایزاد کرنے پڑے۔ یہ یوسف علیہ السلام کے صبر کا نتیجہ اور معصومیت کا ثمرہ ہے۔ کہ منکرین کی نگاہوں میں بھی اُن کا ادب و وقار اس درجہ بڑھ گیا۔

ثمرہ معصومیت و صبر

اہل ایمان خلوص کے معنی پر غور کریں

اہل توحید کو اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ کے الفاظ پر مکرر غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ایک دنیاوی بادشاہ کی آرزو یہ ہے۔ کہ اُس کا وزیر یا مصاحب خالص اُسی کا بن کر رہے تو اُس شہنشاہِ حقیقی کو کس قدر زیادہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے بندہ کو خالص اپنا ہی بندہ دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی راز ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ شرک کو گوارا نہیں کر سکتا۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

یوسفؑ نے کہا مجھے ملک کے خزانوں کا سردار بنا دے۔ میں حفیظ و علیم ہوں۔

منصب کی طلب

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ یوسف علیہ السلام نے درخواست کر کے ایک غیر مسلم بادشاہ کی ملازمت کو حاصل کیا۔ اس درخواست سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی بلند ہمت نے کام کے بغیر بادشاہ کی نعمت و دولت سے استفادہ حاصل کرنے کو پسند نہیں فرمایا۔ نیز اس سے ایسی ملازمت کا جواز بھی نکل آیا۔

بلند ہمت مفت روٹی نہیں کھایا کرتے

جواز ملازمت غیر مسلم

ؔ جو لوگ مصر جاتے ہیں۔ اُن کو ایک چاہ دکھلایا جاتا ہے۔ جس کا نام بیرِ یوسف ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ یہی زندان یوسف علیہ السلام تھا۔ یہ بات غلط ہے یہ چاہ تو صلاح الدین یوسف رحؒ کا کھدوایا ہوا ہے۔ اور اب اس کے بجلی گھر سے مرمت طلب ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تعریف و شناخت کے مواقع میں اپنی ضروری اور صحیح اوصاف کا

بوقت ضرورت اظہار اوصاف صحیح درست ہے

اظہار جائز ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بلا ضرورت جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ خودستائی میں داخل ہے۔ اور اس سے وہ لوگ بے وقوف سمجھے جایا کرتے ہیں۔

خزانوں کا سب سے بڑا افسر عموماً وزیر اعظم ہی ہوا کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کی مراد بھی اسی منصب سے تھی۔

وزیر خزانہ کے اوصاف

حفیظ ہونا اس لئے فرمایا۔ کہ سردار خزانہ کو سب سے پہلے ابواب آمدنی کی پوری پوری واقفیت ہونی چاہیئے۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کیونکر مالی حالت کو پائدار و مستحکم کیا جاسکتا ہے۔

علیم اس لئے فرمایا۔ کہ سردار خزانہ کو ابواب مصارف کا بھی پورا پورا علم ہونا چاہیئے۔ وہ ضروریات سلطنت کو سمجھتا ہو۔ وہ نہایت ضروری۔ اور ضروری اور غیر ضروری میں فرق و امتیاز کر سکتا ہو۔ جب کوئی وزیر ان ہر دو صفات کا جامع ہوگا تو وہ صحیح طور پر ملک کو آباد و شاداب اور بارونق اور خزائن کو معمور کر سکے گا۔

بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو شاہانہ اختیارات دیدیئے

توراۃ میں ہے۔ کہ یہ درخواست فوراً منظور کر لی گئی۔ بادشاہ نے اپنی انگشتری اُن کو پہنائی۔ اپنا لباس دیا۔ سواری دی اُن کا شاہانہ جلوس نکالا گیا۔ اُن کا لقب "جہاں پناہ" رکھا گیا۔ اور اس حکم کا اعلان کیا گیا۔ کہ جملہ اختیارات شاہی اُن کو حاصل ہو گئے۔ اُس وقت یوسف صدیق ؑ کی عمر تیس سال کی تھی۔ (کتاب پیدائش باب ۴۱)

قرآن پاک کی آئندہ آیت سے اس تفصیل کی تائید ہوتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ
يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيبُ
بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾
وَلَأَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا
وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ ع ۸

انعامات و احسانات الٰہی

اور ہم نے اس طرح سے یوسف کو ملک بھر میں اقتدار دیا۔ وہ جس طرح چاہتا تھا۔ اُس میں رہتا تھا۔ یہ ہماری رحمت کا صدقہ ہے جسے ہم چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ اور ہم احسان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

اور آخرت کا اجر تو ایمان اور تقوے والوں کے لئے بہت بہتر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

حکومت رحمت ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکومت و اقتدار کو اپنی رحمت بتلایا ہے۔ اور پھر وعدہ آخرت بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حکومت بجائے خود کوئی بری شے نہیں۔ لیکن نااہل لوگوں کے پاس آ کر وہ ضرور بری بن جاتی ہے۔

نااہل لوگ حکومت کو برا بنا دیتے ہیں

آیت استخلاف

آیت استخلاف میں بھی حکومت و اقتدار کا ذکر ایمان اور عمل صالح کے نتیجہ کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ اور اس آیت میں مکنت فی الارض کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

وہ آیت یہ ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ [1]

اللہ نے تم میں سے ایمان اور عمل صالح والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کو الارض کا خلیفہ بناؤنگا۔ جیسا کہ اُن سے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور میں اس دین کو بھی اُن کے لئے مکنت و ثبات دونگا۔ جس دین کو میں اُن کے لئے پسند کر چکا ہوں۔

فصل برادرانِ یوسف کا مصر آنا۔ غلہ لے جانا

بن یامین کو ساتھ لانے کا وعدہ کر آنا۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

یوسفؑ کے بھائی آئے۔ اور اُس کے سامنے پیش ہوئے۔ یوسف نے ان کو پہچان لیا۔ مگر انہوں نے اُسے نہ پہچانا۔

جب یوسفؑ نے ان کا سامان درست کر دیا۔ تب یوسف نے اُن سے کہا۔ کہ تم اپنے بھائی کو جو تمہارے باپ کا بیٹا ہے۔ میرے پاس لانا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ میں پورے ناپ کا غلہ دیتا ہوں۔ اور میں اچھی مہمانی بھی کرتا ہوں۔

[illegible]

[1] یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ امت محمدیہ میں خلافت راشدہ کے متعلق بھی ایک آیت ہے۔ اور یہ آیت خلافت راشدہ کی جملہ صفات کی جامع ہے۔

AsliAhleSunnet.com

فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

لیکن اگر تم اُسے نہ لاؤ گے۔ تب تمہارے لئے میرے پاس غلہ نہیں۔ اور تم میرے پاس بھی نہ آنا۔ وہ بولے کہ ہم اُسے اس کے باپ سے پھسلا لینگے اور ہم یہ کام ضرور کر لیں گے۔

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ۔ لغت میں جہاز کا استعمال میت اور دلہن اور مسافر کے لئے ہوتا ہے جہاز میں وہ جملہ سامان جس کی اشخاص بالا کو ضرورت ہوتی ہے داخل ہے۔ پس فقرہ ہذا کے معنی یہ ہوئے۔ کہ جب اُن کے سفر کا سب سامان مکمل کر دیا۔

فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ۔ محاورہ ہے۔ دخل علی السلطان۔ حاجت لے کر سلطان کے سامنے گیا۔

یوسف علیہ السلام نے بن یامین کی ہستی کا اقرار کیونکر بھائیوں سے لیا۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ نے اس بات کے لئے کہ یوسف علیہ السلام نے کیونکر اپنے بھائیوں کے منہ سے یہ اقرار لے لیا تھا۔ کہ اُن کا ایک بھائی اور بھی ہے۔ بہت سی کہانیاں بیان کی ہیں مگر توراۃ کا بیان بالکل سادہ ہے۔

کتاب پیدائش ۴۳ باب ۶ و ۷ درس میں ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے اُن کو کہا۔ کہ تم نے حاکم کو کیوں بتلایا۔ کہ ہمارا اور بھائی بھی ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس نے ہمارے کنبہ کا حال پوچھا۔ اور باتوں کے سر رشتہ میں ہم نے یہ بھی کہہ دیا۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

یوسف کا کرم علیہم

یوسف علیہ السلام نے اپنے غلاموں سے کہدیا کہ ان کا مال اُن کی خرجیوں میں رکھ دینا تاکہ جب یہ اپنے گھروں میں پہنچیں۔ تو پہچان لیں۔ تاکہ یہ دوبارہ بھی یہاں آئیں۔

فِتْيَان۔ فتی کی جمع ہے۔ فتیہ اور افتیہ بھی اس کی جمع ہے۔ اصل لغت میں فتی نوجوان۔ سخی۔ معزز شخص کو کہتے ہیں۔ اور مجازاً غلام کو۔ اس جگہ یہی مراد ہے۔

بضاعت۔ مال کا وہ حصہ جو تجارت کے لئے خاص کر دیا گیا ہو۔ سرمایہ۔

رِحَال۔ رحل کی جمع ہے۔ اس کی جمع ارحل بھی آتی ہے۔ رحل۔ خرجی۔ جس میں مسافر اپنا سامان رکھے۔

AsliAhleSunnet.com

صلہ رحم واحسان

یہ مثل مشہور ہے۔ کہ اپنا گھر سو کوس سے نظر آتا ہے۔ بھائیوں کی مالی حالت یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھی۔ انہوں نے اندازہ کر لیا تھا۔ کہ بھائی جو کچھ لائے ہیں۔ اس سے زیادہ ان کے پاس اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے انہوں نے احسان اور صلہ رحم فرمایا۔ کہ ان کا مال واپس کر دیا۔ اور حقیقی بھائی کے بُلانے کی زبردست تحریک و تدبیر بھی فرمائی۔

غیر ضروری بحث

اس غیر ضروری بحث میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ کہ شاہی غلہ کی قیمت کیونکر ادا ہو۔ نبی خدا کا نبی سب سے بڑھ کر امین ہوتا ہے۔

فرزندانِ اسرائیل کا باپ کے سامنے بیان

فَلَمَّا رَجَعُوٓا اِلٰٓى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡـكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾

جب وہ باپ کے پاس لوٹ کر گئے تب بولے۔ اے ہمارے باپ ہمارا تو غلہ روک دیا گیا۔ ہمارے بھائی کو بھیجئے تاکہ ہم غلہ لے سکیں۔ اور ہم اس کی حفاظت پوری پوری کریں گے۔

ان لوگوں کے مزاج عجب واقع ہوئے تھے۔ غلہ لانے میں جو کامیابی ہوئی۔ سفر جس خیر و عافیت سے پورا ہوا۔ حاکم نے جس عزت واحترام سے ان کی مہمانی کی۔ اس کا کوئی ذکر نہیں کرتے پہلی بات جو گھر پہنچتے ہی باپ سے کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم کو تو غلہ ملنا بند ہو گیا۔

حرصِ مفرط کی خرابیاں

یہاں سے یہ نتیجہ ملتا ہے۔ کہ حرصِ مُفرط انسان کے تمام خوبیوں کو مغلوب کر لیتی ہے۔

یعقوب علیہ السلام کا جواب

قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰٓى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۶۴﴾

یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ کیا میں تم پر بنیامین کی بابت ویسا ہی بھروسہ کر لوں۔ جیسا کہ قبل ازیں اس کے بھائی کی بابت بھروسہ کر چکا ہوں۔ پس خدا ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ اور وہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

رحم کے معنی

اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ۔ رحم کے معنی دل سوزی۔ شفقت۔ عطوفت ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَرۡحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنَ الۡاُمِّ بِوَلَدِهَا ماں کو بچہ کے ساتھ اتنا پیار نہیں۔ جتنا اللہ کو اپنے بندوں سے ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ارحم الراحمین اس جگہ۔ اور اعراف و انبیاء میں بھی آیا ہے۔ سورہ مومنون میں خیر الراحمین ہے۔

دعائے سفر طائف کا ایک ٹکڑہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا میں بھی۔ جو سنہ ۱۰ کے سفر طائف سے واپس ہوتے ہوئے فرمائی تھی۔ یہ اسم مستعمل ہوا ہے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

انسان کو لازم ہے۔ کہ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو حفاظت الٰہی کے سپرد کر دے۔ اور خود کو خدا کے رحم پر چھوڑ دے۔

جھوٹ کی برائی

یعقوب علیہ السلام کے جواب پر غور کرو۔ اس سے جھوٹ کی برائی ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آئندہ کے لئے جھوٹ بولنے والے کا اعتبار نہیں رہتا۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا جملہ اگرچہ علم ادب و لسان کے لحاظ سے نہایت موکد فقرہ ہے۔ لیکن یعقوب علیہ السلام اس کے کہنے والوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ وہی الفاظ ہیں۔ جو فرزندان یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو لے جاتے وقت بھی استعمال کئے تھے۔ اگر لوگ جھوٹ کی اس برائی پر پورا پورا غور کریں کہ ایک جھوٹ سے مدتوں تک کا اعتماد جاتا رہتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ جھوٹ سے نفرت کرنے لگیں۔

[illegible]

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَھُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَھُمْ رُدَّتْ اِلَیْھِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ھٰذِہٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا وَنَمِیْرُ اَھْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ کَیْلَ بَعِیْرٍ ذٰلِکَ کَیْلٌ یَّسِیْرٌ ﴿۶۵﴾

اور جب انہوں نے اپنے سامان کو کھولا۔ تو پایا کہ ان کا مال واپس کر دیا گیا ہے۔ تب سب نے کہا۔ اے ابا۔ اور ہم کو کیا چاہیئے۔ یہ ہمارا مال ہمیں واپس کر دیا گیا۔ اب ہم اپنے کنبہ کیلئے اور غلہ لائینگے۔ اور اپنے بھائی کی حفاظت کرینگے اور ایک اونٹ کے بوجھ کا زیادہ وہ حاصل کرینگے۔ کیونکہ جتنا اناج آیا ہے وہ تھوڑا ہے۔

[illegible]

AsliAhleSunnet.com

مَتَاع - ہر ایک وہ چیز جس سے انسان فائدہ حاصل کرے - یہاں غلہ مراد ہے -

نَبْغِیْ - بَغَاہُ - یَبْغِیْہِ - بُغَاءً کے معنی ہیں طَلَبَہٗ -

هٰذِهٖ - حرف ہَا - اور ذِہ سے مرکب ہے - ذِہ اسم مؤنث قریب کے لئے ہے - ہا تنبیہ

ہٰذہٖ کے معنی

اُس پر ایزاد ہو گئی ہے -

نَمِیْرُ - مَارَ - یَمِیْرُ - مَیْرًا - کنبہ کے پاس طعام یا دو لے کر آیا -

مِیْر - طعام - ضرب المثل ہے - مَا عِنْدَہٗ خَیْرٌ وَّلَا مِیْرٌ -

بَعِیْر - اونٹ کے لئے اسم جنس ہے - نر و مادہ دونوں کے لئے مستعمل ہے - مثلاً بولتے ہیں حَلَبْتُ

بعیر کے معنی

بَعِیْرِیْ - میں نے اپنی بعیر کا دودھ نکال لیا -

جَمَل نر کے لئے - نَاقَہ مادہ کے لئے خاص ہے - بَعِیْر مضبوط اونٹ کے واسطے بولتے ہیں -

فروخت غلہ کا انتظام

معلوم ہوتا ہے - کہ یوسف علیہ السلام نے فروخت غلہ کے متعلق یہ انتظام کر رکھا تھا - کہ فی کس ایک بار شتر سے زیادہ نہ دیا جائے -

بایام قحط غلہ کا انتظام

یہ سبق ہے اُس افسر کے لئے - جو بایام قحط تقسیم غلہ کا ذمہ دار ہو - کہ شروع ہی سے ایسی مناسب مقدار مقرر کر دے - جو برابر نبھ سکے -

ابو عبیدہؓ بن الجراح جنگ میں فوج کے لئے تقسیم خوراک کا انتظام

اب لڑائیوں میں محصور فوجیں اسی اصول پر عمل کرتی ہیں - امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے سریہ سیف البحر میں اسی اصول پر ایک ماہ تک لشکر میں چھوہارے تقسیم کئے تھے ایک غلط روایت عام طور پر مشہور ہے کہ یوسف علیہ السلام نے سال اوّل میں نقدی سال دوم میں اسباب - سال سوم میں مکانات - سال چہارم میں اولاد سال پنجم میں خود لوگوں کو غلامی میں لیکر غلہ دیا تھا - اس کی کوئی صحیح روایت نہیں - یہودی افسانے ہیں - جو گھڑ لئے گئے ہیں -

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ج

[illegible]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اُسے تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجونگا - جب تک تم مجھے اللہ کی طرف سے یہ عہد نہ دو گے - کہ اُسے ضرور میرے پاس لے آؤ گے بجز اسکے کہ تم سب گھیرے میں آجاؤ -

AsliAhleSunnet.com

عہد سے مدعائے یعقوب علیہ السلام جو استثنار یعقوب علیہ السلام نے قائم فرمائی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک بھائی ذاتی طور پر بنیامین کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ نیز یہ مطلب ہے۔ کہ اگر کوئی آفت ہو۔ تو ایسی عام ہونی چاہیئے۔ جو سب کے لئے ہو۔ یہ نہیں۔ کہ یوسف کی بابت آکر کہہ دیا۔ کہ ہم تو دوڑ لگانے کے لئے گئے تھے۔ اور یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

جب انہوں نے اپنا عہد دے دیا۔ تب یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ اللہ ہمارے قول و قرار کا وکیل ہے۔

تدبیر اور شرط ایمانی یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے عہد لے کر تدبیر انسانی کو مکمل کیا۔ پھر سارے معاملہ کو اللہ تعالے کے سپرد کر دینے میں شرط ایمانی کو پورا فرمایا۔

یعقوب علیہ السلام کی ایک اور تدبیر

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾

حضرت یعقوبؑ نے کہا اے میرے بیٹو۔ تم ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ میں تم کو اللہ کے حکم سے تو ذرا بھی نہیں بچا سکتا۔ حکم تو صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ میں نے تو اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ اور توکل کرنے والوں کو لازم بھی یہی ہے۔ کہ اسی پر بھروسہ کیا کریں۔

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ۔ میں حرف واؤ۔ و حرف فا کو جمع کر دیا گیا ہے۔ واو افادہ عطف کے لئے

حرف و و حرف ف کا اجتماع ہے۔ اور ف افادہ سبب کے لئے ہے۔

نظر بد یعقوب علیہ السلام کی اس نصیحت پر کہ ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ علمار نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اور اکثر نے اس کی وجہ نظر بد قرار دی ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ نظر کا لگنا حق ہے۔ اور اس لئے اُس کی تدبیر کرنا بھی صحیح ہے مگر اللہ تعالے نے آگے چل کر فرمایا ہے۔ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ اس نصیحت کی علت و حکمت کچھ اور ہی ہو۔

اس تدبیر کی مصلحت (۱) ممکن ہے۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ کی وسعت پر خود

AsliAhleSunnet.com

فرمایا ہو۔ اور پھر سمجھا ہو۔ کہ اگر احاطہ ہوا۔ تو سب ہی گھیرے ہیں آجائیں گے۔ اور مصیبت کا پیمانہ بہت وسیع ہو جائے گا۔

اب ہر ایک بھائی بنیامین کی حفاظت کا ذمہ دار تو ہو ہی چکا ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ کوئی ایسی صورت بھی نکال دی جائے۔ کہ کسی مصیبت کے پڑنے پر سب کے سب ہی گرفتار بلا نہ ہو جائیں۔

سپہ سالار کا فوج کو مختلف حصص میں روانہ کرنا"

کسی سپہ سالار کا فوج کے مختلف حصوں کو مقام واحد کی طرف مختلف راستوں سے روانہ کرنا بھی بسا اوقات ایسے ہی خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔

فتح مکہ و لشکر نبوی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے دن عسکر ظفر پیکر کو معلے و مسفلہ کی راہوں سے داخل مکہ ہونے کا حکم دیا تھا۔

عمل بر اسباب اور انقطاع از اسباب

الغرض اس ارشاد میں عمل بر اسباب کا سبق بھی ملتا ہے اور انقطاع از اسباب کی ہدایت بھی۔ خدا کے برگزیدہ اسرائیل نے اپنی حکمت و دانش سے عمل بر اسباب کا سبق دیا۔ اور مشکوٰۃ نبوت سے انقطاع از اسباب کی روشنی کو ظاہر فرمایا۔ ان ہر دو امور کا اجتماع بتاتا ہے کہ حکمت الٰہیہ نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مرتبط فرمایا ہے۔ اور ایمان کا خاصہ یہ ہے۔ کہ وہ بندہ کے دل کا مسبب الاسباب کے ساتھ ارتباط قائم کر دیتا ہے۔

دل کا تعلق مسبب الاسباب سے ہو اسباب پر عمل ہو"

توکل اقرب الاسباب ہے۔

آیت کے آخر میں توکل کا ذکر ہے۔ یعنی توکل و دعا کو تحصیل مقصود کے لئے اقرب الاسباب ٹھہرایا ہے۔

انجام توحید توکل ہے حقیقت توحید توکل ہے"

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انجام توحید توکل ہی ہے۔ بلکہ توکل ہی حقیقت توحید ہے۔

فصل ابنائے یعقوبؑ کا مصر میں داخلہ بنیامین و یوسفؑ کا تعارف

[illegible]

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنْ

وہ مصر میں اسی طرح داخل ہوئے۔ جس طرح ان کے باپ نے ان کو حکم دیا تھا۔ داخلہ کا یہ حکم ان کو خدا کے

AsliAhleSunnet.com

اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیۡ نَفۡسِ یَعۡقُوۡبَ قَضٰىہَا ؕ وَ اِنَّہٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰہُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ع ۸ / ۱۱

کسی حکم سے کچھ نہ بچا سکتا تھا۔ لیکن یہ ایک تدبیر تھی۔ جو یعقوب علیہ السلام کے دل میں آئی۔ اور اس نے اُسے جاری کیا۔ یعقوب علیہ السلام تو علم کا مالک تھا ہم نے اُسے علم سکھلایا تھا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعقوب علیہ السلام ذوعلم تھے

آیات سابقہ میں یعقوب علیہ السلام نے اپنے قول کے متعلق خود ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ ایک تدبیر ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی توثیق فرما دی ہے۔ آیات زیر تفسیر میں وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ قابلِ غور ہیں یعنی وہ کیا چیز ہے۔ جسے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ امام فخر رازی رح وغیرہ نے فرمایا ہے۔ کہ لوگ یعقوب علیہ السلام کو ذوعلم ہونا نہیں جانتے "

انبیاء کے علوم اکتسابی نہیں ہوتے۔

لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو براہ راست جناب احدیت سے تعلیم ملا کرتی ہے۔ اور اُن کے علوم اکتسابی نہیں ہوتے۔ ایک اور معنی لطیف بھی بیان کئے جا سکتے ہیں۔

افعال واقوال مبنی بحیثیت تبلیغ نبوت اور بشریت کا تفاوت،

انبیاء علیہم السلام کی اپنے اقوال و افعال میں دو حالتیں ہوتی ہیں۔ (الف) وہ اقوال و افعال جو بحیثیت نبوت ان سے صادر ہوتے ہیں (ب) وہ اقوال وافعال جو بحیثیت نبوت ان سے صادر ہوتے ہیں ان ہر دو کے درمیان جو باریک فرق ہے اکثر لوگ اسے نہیں سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرق کے بتانے میں بہت سی روشن نظائر قائم فرمائی تھیں۔ حدیث تابیر میں یہی راز سمجھایا گیا ہے۔ اور واقعہ بریرہ و مغیث میں یہی راز بتلایا گیا ہے۔ جنگ بدر و جنگ احزاب میں میدان حرب کے انتخاب کے متعلق بھی اسی اصول پر عمل کیا گیا تھا۔

اَمَرَہُمۡ اَبُوۡہُمۡ

آیت زیر تفسیر میں ہم کو اس امر سے تقویت ملتی ہے۔ کہ حَیۡثُ اَمَرَہُمۡ اَبُوۡہُمۡ فرمایا ہے اور حَیۡثُ اَمَرَہُمۡ نَبِیُّہُمۡ نہیں فرمایا۔

اگر اس اصولی بات کو سمجھ لیا جائے۔ تو بہت سی احادیث مشکلہ کا مطلب بآسانی حل ہو سکتا ہے۔

AslAhleSunnet.com

بنیامین کی ملاقات یوسف سے

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىٓ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾

جب وہ یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے تب اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ اور کہہ دیا کہ میں ہی تیرا بھائی ہوں۔ اب ان باتوں کا رنج نہ کر۔ جو سوتیلے بھائی تیرے ساتھ کیا کرتے تھے۔

اٰوٰى اِلَيْهِ۔ اوی اویًا و اواءً نزل لیلاً و نہارًا۔ آویتہ۔ ایواءً۔ انزلتہ۔ انہی معنی میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اٰوِنِىْ اِلٰى ظِلِّ كَرَمِكَ وَعَفْوِكَ۔ ایک دعا

کہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ دو۔ دو کو ایک مکان میں ٹھہرایا جائے۔ جب بنیامین اکیلے رہ گئے۔ تو اُن کو اپنے پاس ٹھہرالیا۔

تَبْتَئِسْ۔ ابتئاس (افتعال) سے ہے۔ بؤس۔ حزن والم۔ ابتئاس اظہار رنج و شکایت۔

یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو بتلادیا۔ کہ وہی اُس کے ماں جائے بھائی اور برادر شفیق ہیں یہ بھی فرمایا۔ کہ اب پچھلے غم و غصہ کو فراموش کردو۔ ہم کو خدا نے ملادیا ہے۔

جس وقت سیدنا یوسف علیہ السلام سے مصر میں ملے۔ اس وقت بنیامین ۳۰ سال کے تھے اور بیٹے پوتے والے تھے۔

سقایہ کا واقعہ

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِى رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُونَ ﴿٧٠﴾

پھر جب اُن کے سفر کا سامان یوسفؑ نے مکمل کردیا۔ تب پانی پینے کا گلاس اپنے بھائی کے گون میں رکھ دیا۔ اُس کے بعد ایک پکارنے والے نے آواز بلند سے اُن کو پکارا۔ کہ اے قافلہ والو۔ تم تو چور ہو۔

سِقَايَةَ۔ آب خورہ۔ پانی کی کمیل۔

اَذَّنَ۔ اذان۔ بانگ بلند۔

عِيْرُ۔ قافلہ جو غلہ لائے۔ گدھوں پر۔ خواہ اونٹوں پر۔ اب اس کا استعمال اونٹوں

AshAhleSunnet.com

عیر کے معنی | کے قافلہ پر ہوتا ہے۔

تعاقب کنندہ لوگ سرکاری ملازم تھے | معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیالہ کو بوری میں رکھنے کا کام یوسف علیہ السلام نے کیا تھا۔ جس کا علم بنیامین کے سوا کسی کو نہ تھا۔ اب اس سے آگے سب کام ان نوکروں کے ہیں۔ جن کی حفاظت میں ابناء یعقوب کے مکانوں کا سامان تھا۔ ان نوکروں نے ان لوگوں کی روانگی کے بعد سامان کو دیکھا ہوگا۔ اور جب سِقَایَہ نہ ملا۔ تو اُس کے تلاش میں لگ گئے۔ پہلا قیاس اُنہی پر ہونا چاہیئے تھا۔ جو اُن کمروں میں اُترے ہوئے تھے۔ اس لئے انہی کا تعاقب کیا۔ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ کا قائل وہی مؤذن ہے۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

وہ بولے اس وقت انہوں نے اُن نوکروں کی طرف اپنا رُخ پھیر لیا تھا۔ کہ تم کیا کھو بیٹھے ہو۔

فقدان۔ فَقَدَ۔ فَقْدًا وَفُقْدَانًا۔ غَابَ عَنْهُ وَعَدِمَهُ۔

فقدان۔ کسی شے کا غائب ہو جانا۔ یا ضائع ہو جانا۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

انہوں نے کہا بادشاہی پیالہ ہم کو نہیں ملتا۔ اور جو کوئی شخص اُسے پیش کرے گا۔ اس کو ایک مضبوط اونٹ کی مشکل سے اُٹھانے کا غلہ دیا جائے گا۔ اور میں اُس کا ذمہ دار ہوں۔

صُوَاع۔ پانی پینے کا وہ برتن جو چاندی یا سونے کا ہو۔ لیکن اگر کانچ کا ہو تو اُسے (قَدَح) لکڑی کا ہو تو (عُس) چمڑے کا ہو تو (علبہ) مٹی کا ہو تو (مِرْکَن) کہتے ہیں۔ صُواع وہی ہے جسے آیت بالا میں سِقَایہ کہا گیا تھا۔ وہ بلحاظ استعمال تھا۔ یہاں صُواع بلحاظ جنس ہے۔ | [illegible]

حِمْل۔ وہ بوجھ جس کا اُٹھانا اُٹھانے والے کو دُشوار ہو۔

حِمْل حَمْل کے معنی | حَمْل۔ بالفتح وہ بوجھ جس کا اُٹھانا اُٹھانے والے کو ناگوار نہ ہو۔ درخت کا پھل

AsliAhleSunnet.com

یا عورت کے پیٹ کا بچہ۔

تبدیلی حرکات سے ضعف و توۃ یعنی۔ عربی زبان کی خصوصیت

فتحہ چونکہ اخف حرکات ہے۔ اس لئے خوشگوار بوجھ کو بالفتح بیان کیا۔ اور کسرہ چونکہ فتحہ سے زیادہ قوی ہے اس لئے بھاری بوجھ کے لئے حِمل کا استعمال کیا۔ یہ لطافت اور خوبی کسی دوسری زبان کی لغات میں نہیں۔

زَعِیْم - بمعنی کفیل۔ حدیث میں ہے اَلزَّعِیْمُ غَارِمٌ۔ زعیم القوم۔ رئیس قوم۔

سرقہ پر انعام دینے کی رسم قدیم

مؤذن نے انعام کا بھی وعدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسروقہ سامان کی برآمدگی پر انعام دیئے جانے کا قاعدہ اُس وقت بھی مروّج تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ انعام دہندہ افسر کا تعین بھی ضروری ہے۔ اَنَا بِہٖ زَعِیْمٌ نے یہی بتلایا ہے۔

فرزندان یعقوب کی اپنی صفائی میں دلیل

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

ابناءِ یعقوبؑ نے کہا۔ واللہ تم جانتے ہو۔ کہ ہم ملک میں ابتری ڈالنے نہیں آئے۔ اور ہم چور بھی نہیں۔

تَاللّٰهِ - میں ت قسمیہ ہے۔ اور یہ حرف بمعنی قسم صرف اسم پاک اللہ ہی پر آتا ہے۔

لَقَدْ عَلِمْتُمْ - سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم کئی دفعہ آچکے ہیں۔ اور تم ہمارے اخلاق و آداب سے بخوبی واقف ہو چکے ہو۔

لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ - میں سرقہ کو باعث فساد اور سبب امن شکنی بیان کیا گیا ہے اور فی الواقع کثرت سرقہ کی انتہا انہی مدارج تک پہنچ جاتی ہے۔

وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ - ابناء یعقوب کا یہ جواب اس لئے صحیح تھا۔ کہ اُس وقت انہوں نے کچھ نہ چرایا تھا۔ اور ملازمین مصر کا اُن کو اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ کہنے کا اس لئے حق تھا کہ سرقہ کے بعد مالکِ مال کا جس پر شبہ ہوا کرتا ہے۔ وہ اُسے چور کہہ دیا کرتا ہے۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

مؤذن اور اُس کے ساتھی۔ بولے کہ اگر تم جھوٹے نکلے۔ تب چور کی (یا چوری کی) سزا کیا؟۔

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ

AsliAhleSunnet.com

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

ابناءِ یعقوب نے کہا۔ چوری کی سزا یہ ہے کہ جس کی بوری میں سے کٹورا نکلے۔ وہ خود چوری کے بدلہ میں جائے گا۔ ہم (آلِ یعقوب) ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں۔

شریعت یعقوب میں چوری کی سزا

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

مؤذن نے دوسروں کی بوریوں سے تلاشی لینا شروع کیا۔ اور پھر کٹورے کو برادر یوسف کے شلیتہ سے نکال لیا۔

تدبیر الٰہی تھی

ہم نے یوسفؑ کو یہی تدبیر بتائی تھی یوسفؑ کو حق نہ تھا۔ کہ شاہی ضابطہ کے مطابق اپنے بھائی کو پکڑ سکتا۔ مگر یہاں تو اللہ نے ایسا چاہا۔

کِدْنَا۔ کید سے ہے۔ اس کے مختلف معانی ہیں۔ جنگ۔ مکر۔ قے۔ حیلہ وغیرہ اور کَادَ لَهٗ کے معنی اِحْتَالَ لَهٗ آتے ہیں۔ پس کِدْنَا کے معنی حیلہ بنانا اور تدبیر کرنا ہوا۔ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا (سورہ نور۔ ۶ ع۵) اپنا ہاتھ دیکھنے کی کوئی صورت نہیں۔

یعنی یہ طریقہ کہ برادرانِ یوسفؑ سے اسرائیلی ضابطہ کے موافق فیصلہ کئے جانے کا اقرار کرایا گیا۔ ہم نے خود یوسفؑ کو بتلایا تھا۔

لفظ کِدْنَا سے حفاظت یوسف

لفظ کِدْنَا فرمانے سے اللہ تعالیٰ نے اول تو یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ کہ کوئی شخص نبی معصوم کی ذات پر کوئی اعتراض نہ کر سکے۔

دوم کِدْنَا فرمانے سے آئندہ کے لئے ہر ایک شخص کے سامنے ایک روک بھی قائم کر دی تاکہ کوئی شخص اپنے کسی احتیال باطل یا مکر و فریب کے واسطے اس واقعہ کی آڑ نہ لے سکے۔

حکم الٰہی مختص صورت پیدا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کے یہ فرما دینے کے بعد کہ ہم نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ کوئی اور شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا۔ اور انہوں نے فرزند کی گردن پر

AsliAhleSunnet.com

چھری رکھ دی۔ لیکن اب کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اوامر الٰہی مختص صورت میں تھے۔

اعمال بطور جزا و سزا بروزن بدی مستعمل ہوتے ہیں بطور تقابل

اب رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں ایسا کیا۔ سو یہ بطور بدلہ کے تھا۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ۔ کا اصول نہایت محکم ہے۔ یہ وہی ابناء یعقوب ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ نبی اللہ سے یوسف کو کَید کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ زبان سے تو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے) مگر مشورہ میں جو اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ یوسف علیہ السلام کا قتل کیا جانا اور پھینک دیا جانا طے ہو چکا تھا۔ ہاں اُنہوں نے باپ کو دکھ دیا۔ اور باپ کو نیز بھائی کو تکلیف شدید میں ڈالا۔ جس کے لئے شریعت اسرائیلی میں کوئی صورتِ جواز نہ تھی۔ اور جس کے لئے یوسفؑ کی کوئی رضامندی شامل نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ان مکاروں کے قبضہ سے بنیامین کو نکالا۔ جب کہ خود بنیامین اُس تجویز پر متفق تھا۔ اور جس کی صورت ظاہری بھی اسرائیلی ضابطہ کے مطابق تھی۔ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ

استعمال الفاظ بطور تقابل

کَیْدًا کے معنی بھی یہاں حل ہو جاتے ہیں۔

زبان دانی کی ضرورت

جو شخص زبان عرب کے رموز سے واقف ہے۔ اُسے اس بات کا سمجھنا آسان ہے۔ کہ ایسے الفاظ کا استعمال تقابل کے طریقہ پر ہوتا ہے۔ مثلاً جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ پر غور کرو۔ جس کا ترجمہ ہے۔ کہ بدی کا بدلہ بد ہے۔ لیکن حقیقت پر غور کرو۔ کہ اگر ہم کسی چور یا ڈکیت کو سزا دیتے ہیں۔ تو کیا سزا دہندہ جج کو بھی بُرے فعل کا فاعل کہا جا سکتا ہے؟ نہیں۔ پس بدی کا بدلہ بد اس لئے ہے۔ کہ قید وغیرہ بذاتِ خود بد ہیں۔ گو مجرم کے حق میں اُن کا نفاذ عدل و انصاف ہیں۔ اور

جج مجرم۔ سزا

سزا دہندہ حاکم فی الواقع عادل و منصف ہوتا ہے۔

دِیْنِ الْمَلِکِ۔ دین کے لغوی معانی بہت ہیں۔ یہاں اس کے معنی ضابطہ و آئین ہیں۔

اُس وقت مصر میں تعزیرات کا کوئی قانون تھا

اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ مصر میں تعزیراتِ جرائم کا قانون اور تھا اور یوسف علیہ السلام اسی ضابطہ مصر کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور تھے۔ اس سے اُن مسلمان افسروں کو جو کسی غیر اسلامی سلطنت کے ماتحت ہونے کی حالت میں اُس سلطنت کے مجریہ قوانین پر فیصلہ دیتے ہیں کچھ تھوڑی بہت امید نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خطاؤں سے درگذر فرمائے۔

قانون بین الاقوام

اس آیت سے انٹرنیشنل لا (قانون بین الاقوام) کا وجود بھی نکلتا ہے۔ اور یہ بھی

AsliAhleSunnet.com

واضح ہوتا ہے۔ کہ رعایائے ملک غیر کا فیصلہ اُن کے ملکی قانون کے مطابق کرنا بہترین طریقہ انصاف رسانی ہے۔

یہودان بنو قریظہ اور سعد بن معاذ رض

یہودان بنو قریظہ کا فیصلہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (اھتز لہٗ عرش الرحمٰن) نے بھی توراۃ ہی کے بموجب فرمایا تھا۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

ہم بلند کرتے ہیں درجے اُن کے جن کے چاہتے ہیں۔ اور ہر ایک مالک علم کے اوپر علیم ہے۔

علم صحیح اور فیصلجات مقدمات

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے ایک اچھے فیصلہ کے ذکر کے بعد فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ عمدہ فیصلجات تب ہی صادر ہو سکتے ہیں۔ جب علم صحیح سے حاکم متصف ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ بلندی مدارج کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ "علم" ہے۔

رفعت درجات علم

پھر یہ بھی بتلا دیا۔ کہ خواہ کوئی شخص علم کے کیسے ہی درجہ بلند پر پہنچ جائے۔ تب بھی

عالم پر عالم موجود ہے

اُسے مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں عالم کے اوپر عالم موجود ہیں۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ کی انتہا ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ پر ہو جاتی ہے۔ جو جملہ علوم کا انسان کو القا کرنے والا ہے۔ اور اپنے علم ازلی الابدی کی وجہ سے "علیم" کے اسم پاک سے موسوم ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

فرزندان یعقوبؑ بولے۔ اگر اس نے چوری کی ہے۔ تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

تقسیم بطون مادری

وہ بھائی جو اب تک مَا كُنَّا سَارِقِيْنَ کہہ رہے تھے۔ یعنی ہم چور نہیں۔ وہی اب جھوٹ زبان بول گئے۔ اب اُنہوں نے اپنی تقسیم بطون مادری پر کر لی ہے۔ چونکہ بنیامین کا بطنی بھائی صرف ایک ہی تھا۔ اس لئے گو اُس کا نام نہیں لیا گیا۔ مگر یوسف علیہ السلام کے تعین میں شک بھی نہیں رہا۔

مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ کی بابت بہت اقوال لکھے ہیں۔

سرق اخ لہ کی تفسیر میں اقوال

لیکن وہ سب اقوال نامعتبر اور غلط روایتوں اور بے سند حکایات

AsliAhleSunnet.com

پر مبنی ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ یوسف صدیق کی عمہ مکرمہ دخترِ اسحٰق علیہ السلام پر چوری بنانے کا بہتان قائم کریں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم یوسف علیہ السلام کی بابت سرقۂ بُتاں یا ماکیاں کی داستان کو زبان سے نکالیں۔ ہم کو تو ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ پہلے یہ دیکھ لیں۔ کہ اس قول کے

تنقید اقوال راوی

راوی کیسے ہیں۔ کیا یہ وہی راوی نہیں ہیں؟ جنہوں نے نبی اللہ باپ کے سامنے فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ جیسے قول زور کو بڑے زور اور حتمی الفاظ میں بیان کیا تھا۔

محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اور علم اسماء الرجال

اور جب حقیقت یہی ہے تو ایسوں کی بات کا کیا اعتبار؟ اللہ تعالیٰ اپنے قرب و رضوان کے بہترین مدارج عالیہ محدثین اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے جنہوں نے رسول اکرم کی ذب وحمایت میں سینکڑوں ہزاروں راویوں کے احوال کی تنقید فرمائی۔ معائب ومثالب کو جتایا اور اعتماد وثقاہت وعدالت کو نمایاں کیا۔ جس سے مبتدعین ومنافقین کی تمام مساعی کو پامال کر دیا۔

محدثانہ اصول استعمال کرو

وہی اصول محدثانہ اس جگہ ہمارا بھی رہبر ہے۔ اور ہم نہایت اطمینان قلب سے سمجھتے ہیں۔ کہ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ کے راوی اس روایت میں ناقابلِ اعتبار ہیں۔

حضرت یوسف کی زبانی بات چیت

فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

یوسف نے اس بات کو دل ہی میں رکھا۔ اور اس کی بابت کچھ بھی ظاہر نہ کیا۔ اور یہ کہا کہ تم بجائے خود شریر ہو۔ اور جو بات تم کہتے ہو اُسے اللہ خوب جانتا ہے۔

اس آیت سے غایت درجہ حلم وبرداشت کی تعلیم ملتی ہے۔ غور کرو کہ یوسف علیہ السلام کو رو در رو بہتان لگایا گیا۔ مگر وہ صبر کرتے ہیں۔ پی جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ حاکم ہیں۔ ذی مقدرت ہیں۔ اور کہنے والے اُن کے دست نگر ہیں۔ اور بحالت ذلیل ہیں۔ جب ہم جملہ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا کو فَاَسَرَّهَا کا بدل قرار دیں۔ تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اتنی بات بھی یوسف صدیق نے اُن کو زبان سے نہ کہی تھی بلکہ دل ہی دل میں کہی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیوں کا اظہار

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا

انہوں نے کہا۔ اے حاکم۔ اس کا باپ

AsliAhleSunnet.com

شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۚ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾

بڑھا بزرگ ہے۔ تو ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بدلہ میں رکھ لے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ احسان کرنے والوں میں سے ہیں۔

شَيْخٌ۔ ہمارے زمانہ میں ۶۰ سے ۸۰ سال تک کے شخص کو کہتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کو اس وقت ۱۲۵ سال سے متجاوز ہو چکے تھے۔

شیخ کس عمر کے شخص کو بلحاظ عمر کہا جا سکتا ہے۔

كَبِيرًا۔ لفظ شیخ عمر کو اور لفظ کبیر منصب و منزلت کو ظاہر کرتا ہے۔

مُحْسِنِينَ۔ متعود با احسان یعنی یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ تو ہمیشہ احسان کرنے ہی کے عادی ہیں اب بھی معمول کے مطابق احسان فرمائیے۔

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ ع ۹ ۳

یوسفؑ نے کہا۔ ہم تو اسے پکڑینگے جس کے پاس ہماری چیز ہم کو ملی ہے دوسرے کو ہم پکڑیں تو ہم خود ظالم ٹھیرینگے۔ معاذ اللہ۔

ایک کی جگہ دوسرے کی گرفتاری جائز نہیں

وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ کے الفاظ پر ذرا غور کرو۔ کیسے جچے تُلے الفاظ ہیں۔ بنیامین کو سارق نہیں کہا۔ اور صورت معاملہ وہی بنی رہتی ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ

جب اُن کو بنیامین کی رہائی کی اُمید نہ رہی تب وہ ایک گوشہ میں مشورہ کے لئے چلے گئے سب سے بڑے (روبن نامی) نے کہا تم جانتے ہو۔ کہ تمہارے باپ نے تم سے بنیامین کے متعلق عہد الٰہی لیا تھا۔ اور قبل ازیں تم یوسف کے بارہ میں جو تقصیر کر چکے ہو۔ وہ تم کو معلوم ہی ہے۔ لہٰذا میں تو یہاں سے ہٹنے کا ہی نہیں۔ جب تک باپ

برادرانِ یوسف کا تخلیہ گفتگو جو باپ کے سامنے کہنی چاہیے

AsliAhleSunnet.com

يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾	مجھے اجازت نہ دے - یا اللہ میرے لئے کوئی حکم فرمائے - اور وہ تو سب حاکموں سے بہتر حکم دینے والا ہے -
اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾	اب تم سب اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور جا کر کہو کہ ابا - آپ کے لڑکے نے چوری کر لی - اور ہم نے جو شہادت دی - وہ اپنے علم کے موافق دی - اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے -
وَاسْــَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾	آپ اُس بستی سے پوچھ لیں - جس میں ہم رہے اور اُس قافلہ سے پوچھ لیں - جس میں لوٹ کر آئے ہیں - اور ہم تو بالکل سچے ہیں -

اِسْتَايْئَسُوْا - یاس سے ہے - امید منقطع ہو جانا -

خَلَصُوْا - خلص علیحدہ ہونا - مخلص وہ بندہ جو سب سے علیحدہ ہو کر ایک کا ہو گیا ہو -

نَجِيًّا - سرگوشی کرنا چپکے چپکے بات کرنا -

فَرَّطْتُّمْ - فرط آگے بڑھ جانا - حدیث پاک میں ہے - اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ (میں تم سب سے پہلے حوض کوثر پر پہنچ جاؤنگا) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اُن کی حالتِ نزع میں کہا تھا - تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ - تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہی ہو -

افراط تفریط میں فرق افراط اور تفریط دونوں میں یہ معنی پائے جاتے ہیں یعنی افراط میں بیشی کی جانب اور تفریط میں کمی کی جانب بڑھ جانا پایا جاتا ہے -

اَبْرَحَ - بَرَحَ بَرْحًا و براحًا - برح المکان زال عنہ

قَرْيَةٌ - لغت میں اُس جگہ کو کہتے ہیں - جہاں انبوہ ہو - قَرْيَةُ النَّمْلِ - چیونٹیوں کا مجموعہ - آبادی

قریہ کے معنی مردم - متاخرین نے بلدہ اور مصر اور قریہ میں اصطلاحی فرق کر لئے ہیں - قرآن مجید

AsliAhleSunnet.com

قرآن مجید میں مکہ کو قریہ بھی کہا اور بلد بھی

ہیں ان الفاظ کو مرادف معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ مکہ معظمہ کو ایک آیت میں۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ بھی فرمایا ہے۔ اور ایک آیت میں هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ قریہ بھی فرمایا ہے۔ وہ زیادہ قوت والے تھے۔ تیرے قریہ سے جہاں سے تجھے نکالا ہے۱۔

عِیْر۔ جو اونٹ۔ گدھے۔ اناج لاتے ہیں۔ اُسے عِیْر کہتے ہیں۔ اور جو سامان جنگ لاتے

مویشیان باربرداری کے مختلف نام سامان باربرداری کے اعتبار سے

ہیں۔ اُسے قیروان کہتے ہیں۔ اور جو کپڑا وغیرہ لاتے ہیں۔ اُسے لطمہ بولتے ہیں۔

یہاں عِیر سے عِیر والے مُراد ہیں۔

فرزندان اسرائیل کی تقریر ہذا کا تقریر اول سے مقابلہ

اس تقریر پر عمل کیا گیا۔ بڑا بھائی مصر میں ٹھہر گیا۔ اور سب واپس چلے گئے۔ اس تقریر کو ذرا اُس تقریر سے ملا کر دیکھو۔ جب ابنائے یعقوب نے باپ سے آکر کہا تھا۔ کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ یہاں تو بڑے وثوق سے اپنے سچے ہونے کا دعویٰ ہے۔ بمصر خاص اور کاروان سے شہادت دلانے کی بھی آمادگی ہے۔ اور پہلے موقع پر جب دل میں چور تھا۔ خود ہی کہہ دیا۔ کہ تم کو ہماری بات سچی نہ لگے گی۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

یعقوب علیہ السلام کا جواب

یعقوبؑ نے کہا۔ نہیں۔ تم لوگوں نے ایک بات بنالی ہے۔ اب صبر ہی بہتر ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب (یوسف۔ بن یامین۔ روبن) کو میرے پاس واپس لائیگا۔ وہ تو کامل علم اور کمال حکمت والا ہے۔

یعقوب علیہ السلام کی حسن رجا

یعقوب علیہ السلام کو جو حُسنِ رجا اپنے مالک پر ہے۔ اُسے یہ تازہ بتازہ مصیبت خیز واقعات کم نہ کر سکے۔ نہ مٹا سکے۔ یہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہی کی شان ہے۔ کہ مصیبت بڑھ رہی ہے۔ مگر اُن کو جو اعتماد رب العالمین پر ہے۔ اُس میں ذرا تزلزل نہیں آتا۔

AsliAhleSunnet.com

وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾

یعقوب علیہ السلام نے ان بیٹوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا۔ کہ یوسف کا بڑا افسوس ہے۔ اب اُس کی آنکھیں دل کے رنج سے سفید پڑ گئی تھیں۔ وہ پھر بھی رنج و اندوہ کو دل ہی میں چھپائے ہوئے تھا۔

اَسَفٰی ۔ کا الف یٰ متکلم کا بدل ہے۔

كَظِیْم ۔ کظم مشک کا منہ باندھنا۔ دروازہ بند کرنا۔ کِظَامَہ وہ رسّی جو اونٹ کے ناک میں ڈالی جائے۔

حُزْن ۔ رنج دل۔ اور گریہ۔ آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ روتے روتے اُن کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔

غم اور حزن کی کیفیت کا ذکر

لیکن لفظ کظم کی شمولیت سے یہ زیادہ موزون ہے۔ کہ معنی یہ کئے جائیں کہ اندوہ دلی سے آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔ کیونکہ جو شخص رو لیتا ہے۔ اُس کا رنج ہلکا ہو جاتا ہے۔ مگر جس کا غم اندر ہی اندر گھٹتا رہتا ہے اُسے رونا بھی نہیں آیا کرتا۔ اور یہ غم کی انتہائی حالت ہے۔

وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ کے مفہوم میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روشنی بالکل بند ہو گئی تھی بعض کہتے ہیں۔ کہ کچھ دھوپ چھاؤں معلوم ہوتی تھی۔ اس بارہ میں کوئی روایت صحیح نہیں ملی۔ قرآن مجید میں آگے چل کر آئے گا۔ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ روشنی چشم بالکل بند ہو گئی تھی۔

بینائی حضرت یعقوب علیہ السلام

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ ﴿۸۵﴾

لڑکوں نے کہا بخدا۔ تم تو یوسف ہی کا برابر ذکر کرتے رہو گے۔ حتے کہ تمہارا جسم اور تمہاری صحت برباد ہو جائے۔ یا تم ہلاک ہی ہو جاؤ۔

حَرَض ۔ عربی میں بیمار کے نام حسب مراتب ذیل ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

علیل - پھر سقیم - پھر مریض - پھر دقید - پھر دنف - پھر حرض - اور محُرض - حرض کے لئے ضرب المثل ہے - لَا حَیٌّ فَیُرجیٰ وَلَا مَیِّتٌ فَیُنسیٰ (نہ مرے نہ منجا دے)۔

ابنائے یعقوبؑ پر باپ کے یا اسفیٰ والے فقرہ کا بہت اثر ہوا تھا - اور انہوں نے ہمدردی کے لہجہ میں تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا والا فقرہ کہا تھا - اگرچہ یعقوب علیہ السلام کے قول کے مخاطب وہ نہ تھے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اپنے کھلے اور چھپے رنج کی فریاد اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں جو علم مجھے حاصل ہے وہ تم کو نہیں۔

بث و حزن میں فرق

بَثِّی - بَثَّ بَثًّا - پھیل جانا - ظاہر ہو جانا - بَثٌّ غم کی وہ حالت جو چھپائے چھپ نہ سکے۔

حُزْنِی حزن وہ حالتِ غم جو دل کے اندر مخفی ہو۔

یعقوب علیہ السلام کا تفویض و توکل میں منصب عالی

یعقوب علیہ السلام اُس سخت درجہ کے ابتلا سے بھی واقف تھے - جو انبیاء کے لئے خاص ہوتا ہے - اور اُس رحمت ربانیہ پر بھی یقین رکھتے تھے - جو بلا مددِ اسباب اور تعبیر تدبیر انسانی کے انسان پر نازل ہوا کرتی ہے۔

کلام باری کی شوکت

آیت بالا میں غایت درجہ کی تفویض و توکل اور انتہائی وثوق بر ذاتِ الٰہیہ پایا جاتا ہے - باری تعالیٰ کے کلام میں یہ ایسے اسلوب سے بیان فرمایا گیا ہے - کہ دل اور روح پر بے اختیار عظمت طاری ہو جاتی ہے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

اے بیٹو جاؤ (مصر جاؤ) اور یوسف علیہ السلام و بنیامین کی خوب تلاش کرو۔ تلاش کرنے میں رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو۔ رحمت الٰہی سے مایوس ہو جانا تو کافر لوگوں ہی کا کام ہے۔

ارشاد یعقوب علیہ السلام

تَحَسَّسُوْا - حِس سے بنایا ہے - یعنی چشم و گوش اور عقل و ہوش سے کام لو - اور اس راز کو حل کرو۔

روح اللہ سے یاس کفر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

تجسّس اور تحسّس میں فرق یہ ہے۔ کہ تجسّس میں طلبِ شر اور تحسّس میں طلبِ خیر کے معنی خاص ہیں۔ اسی لئے اس شخص کو جاسوس کہتے ہیں۔ جو منجانب دشمن ادھر کے لشکر کی خبر لینے آیا کرتا ہے لیکن جو اپنا آدمی دشمن کے لشکر میں جاوے اُسے جاسوس نہیں بلکہ عین بولتے ہیں۔

رَوْحِ۔ راحت۔ فرح۔ سرور۔ رحمت۔ روح اللہ۔ رحمتِ الٰہی۔

اعلیٰ تعلیم توحید و توکل

یعقوب علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ یوسف اور اُسے بھیڑیے کا کھا جانا بنیامین اور اس کا چوری میں پکڑے جانا ان خیالات کو دماغ سے نکال دو۔ اور پھر عقل و ہوش سے کام لیتے ہوئے یوسف ؑ و برادر یوسف ؑ کی تلاش مصر ہی میں کرو۔

اس ارشاد کے ساتھ بیٹوں کو روحانی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ کہ مادی احوال سے آزاد ہو کر خود کو رحمتِ ربانی کا مستحق ٹھہراؤ۔ اور اُس خصوصیت کو حاصل کرو۔ جو مومن کو کافر سے الگ ٹھہراتی ہے۔

اس پُر زور فقرے کے فرمانے کی ضرورت اس لئے تھی۔ کہ اُنہی بیٹوں سے کام لینا تھا۔ جو یوسف کو بھیڑیا کا کھا جانا۔ اور بنیامین کے قبضہ سے مال مسروقہ کا برآمد ہونا خود اپنا چشم دید بتلاتے تھے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

پھر وہ یوسف ؑ کے سامنے گئے۔ تو بولے کہا اے حاکم ہم کو اور ہمارے کنبہ کو نقصان مال و جان پہنچا ہے۔ اور ہم تیرے پاس کچھ ناکارہ سامان لے کر آئے ہیں۔ اب ہم کو پورا پورا غلہ دیا جائے۔ ہم کو صدقہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو بدلہ دیا کرتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے سامنے بھائیوں کی عاجزانہ گزارش

ضُرّ۔ نقصان۔ نقصان جان و مال دونوں پر حاوی ہے۔

مُزْجٰىةٍ۔ زجاہ۔ یزجوہ زجواً۔ لوٹا دیا۔ پھینک دیا۔

بِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ۔ ایسا گلا سڑا سامان۔ ٹوٹی پھوٹی چیزیں۔ جے بازار میں کوئی قبول نہ کرے۔

AsliAhleSunnet.com

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا۔ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ۔ فقیر کو صدقہ دیا۔ غالباً اُس زمانہ میں اولادِ نبیؑ پر صدقہ

اہلبیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ کی حرمت۔

کا لینا حرام نہ ہوگا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ذات پاک پر اور اپنی اہل بیت۔ اور جملہ بنو ہاشم پر۔ اور اُن کے غلاموں پر صدقہ کا لینا حرام

امام حسن علیہ السلام کی طفلی کی حکایت

فرما دیا تھا۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام نے اس روایت کو مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کَخْ کَخْ اَنَّمَا عَلِمْتَ اِنَّا اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔ تھوک دے تھوک دے تجھے علم نہیں۔ کہ آلِ محمد کو صدقہ حلال نہیں۔

برادران کی دردانگیز تقریر سے یوسف علیہ السلام کو رقت آگئی

قرآن مجید یا کسی روایت صحیحہ سے یہ تو معلوم نہیں ہوا۔ کہ فرزندانِ یعقوبؑ نے مصر جا کر تجسس کے کس کس طریق پر عمل کیا تھا۔ قرآن پاک نے بتلایا ہے کہ یہ لوگ اپنے ساتھ بے بضاعت مال لے گئے تھے۔ اور غلہ لانے کا تہیہ کر کے گئے تھے۔ انہوں نے جو تقریر کی۔ وہ بہت دردانگیز تھی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام جیسے رقیق القلب کے لئے یہ تقریر بہت دل ہلا دینے والی تھی۔ بھائیوں کی حالت بھی صورت ہیں وحالت میپرس کی مصداق تھی۔ اور تَصَدَّقْ عَلَيْنَا کا لفظ تو ایسا تھا۔ کہ ان شیروں کو احتیاج ہی نے روباہ مزاج بنا دیا ہے۔

یوسف صدیقؑ کی کریم النفسی۔ و پاکی فطرت نے اُن کو بے تاب کر دیا۔ اور انہوں نے جلد از جلد حقیقت احوال کے انکشاف کا ارادہ فرما لیا۔ اس لئے گفتگو کو ایک مختصر سی تمہید سے شروع فرمایا۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

یوسفؑ نے فرمایا۔ تم نے کبھی جانا جو تم نے یوسف اور اُس کے بھائی سے کیا تھا۔ جبکہ تم نادان تھے۔

حضرت یوسفؑ کا سوال

یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام نے اپنا نام بھائیوں کے سامنے بطور شخص دیگر لیا۔ اور برادر یوسف کا بھی ذکر کیا۔ ورنہ آج تک کسی گفتگو میں اشارہ وکنایہ بھی ان واقعات کی نسبت یوسف علیہ السلام نے نہیں کیا تھا۔

بنیامین کے ساتھ بد سلوکی کے اشارات

ان لوگوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ تو جو کچھ سلوک کیا تھا۔ وہ تو معلوم ہے۔ لیکن بنیامین کے ساتھ ان کے برتاؤ کا پتہ اجمالی طور پر یوں ملتا ہے۔

(۱) فرزندانِ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام اور برادر یوسفؑ کے ساتھ حسد تھا۔ ان کے

AsliAhleSunnet.com

ابتدائی سُورہ کے الفاظ ہیں۔ لَيُوسُفُ وَاَخُوهُ اَحَبُّ اِلٰى اَبِيْنَا مِنَّا۔

(۲) فرزندانِ یعقوب کا برتاؤ بعد از علیحدگی یوسف بھی بنیامین کے ساتھ حاسدانہ و معاندانہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کے کلام فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا میں اس کا اشارہ موجود ہے۔

(۳) یہ ظاہر ہے۔ کہ بنیامین اپنے برادر شفیق کی شفقت و حمایت سے محروم ہو گیا تھا۔ اور ضرور ہے۔ کہ اُس کے دل میں ہجوم رنج و درد تھا۔ اور اس کے سبب اوّلین یہی لوگ تھے

یوسف کو شناخت کر لیا

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ

انہوں نے کہا۔ کیا تو ہی تو یوسف ہے۔

ءَاِنَّكَ میں استفہام تقریری ہے سوال تعجب و استغراب سے پُر ہے۔

لَاَنْتَ يُوْسُفُ۔ میں ل ابتدار۔ انت مبتدا۔ اور یوسف خبر ہے۔ اور جملہ دو خبروں پر مشتمل ہے۔

اخوانِ یوسف نے کیونکر یوسف علیہ السلام کو شناخت کر لیا

قابل غور یہ ہے۔ کہ فرزندانِ یعقوب کیونکر اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ جو شخص اُن سے بات کر رہا ہے وہی یوسف ہے۔

کوئی کہتا ہے۔ کہ یوسف ؑ نے تاج سر سے اُتار لیا تھا۔ بھائیوں نے اُن کے سر کے مسّہ کو دیکھ لیا تھا۔ کوئی کہتا ہے۔ اُن کے دانتوں میں جو خاص چمک تھی۔ اُسے معلوم کر لیا تھا۔ اگر ہم ان روایتوں سے قطع نظر کر لیں۔ جو صحیح نہیں ہیں۔ پھر بھی خاص قرآن مجید کے اندر ایسی امارات موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے فرزندانِ یعقوب کا اس شناخت تک پہنچ جانا کہ "یوسف یہی ہیں" بالکل آسان تھا۔

(۱) یعقوب علیہ السلام کا قول اُن کو یاد تھا۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا۔ امید ہے۔ کہ اللہ جلد ان سب کو میرے پاس لائیگا۔

(۲)۔ باپ نے اُن کو مصر ہی میں یوسف و برادر یوسف کی تلاش کے لئے فرمایا تھا۔ اِذْهَبُوْا مِصْرَ۔ (مصر جاؤ)۔

(۳)۔ باپ نے اُن کو ہدایت کی تھی۔ کہ جملہ واقعات پر عقل و ہوش سے کام لیں۔ فرمایا تھا۔ فَتَحَسَّسُوْا۔

شناخت کی وجوہ مختلفہ

(۴) وہ دیکھتے تھے۔ کہ عزیز مصر معمولی اخلاق کا حاکم نہیں۔ اُس کا عدل۔ اُس کی رعایا پروری۔ اُس کی مسافر نوازی۔ اُس کا برتاؤ۔ اُس کی گفتگو بالضرور اہل دنیا سے برتر و اعلیٰ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

(۵) انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کے اہل و عیال کی مصیبت سُن کر حاکم پر اتنا زیادہ اثر ہوا۔ جو قریب ترین اور رحیم ترین رشتہ داری پر ہو سکتا ہے۔

(۶) انہوں نے دیکھا کہ یہ یوسف کا نام جانتا ہے۔ اور اُس کے برادر شقیق سے بھی واقف ہے۔

(۷) انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ برادران یوسف کے مجرمانہ افعال کو صحیح طور پر انہی پر چسپاں کرتا ہے۔

(۸) انہوں نے دیکھا کہ وہ ان کی طرف سے ایک معذرت بھی بیان کرتا ہے۔ جو اِذْ اَنْتُمْ کے الفاظ میں ملبوس ہے۔

ان سب باتوں کا مجموعہ شخص واحد میں اور آن واحد میں پایا جانا اِن سب کے لئے (جو باپ کے حکم سے یوسف کی تلاش میں بھی لگ گئے تھے۔) اس صحیح شناخت تک پہنچ جانے کے لئے کافی تھا۔

پہلے شناخت نہ کر سکنے کا سبب بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو پہلے شناخت نہ کر سکنا، اور اب بارِ سوم شناخت کر لینا معمولی مشاہدات انسانی کے موافق ہے۔ ہم جب امتداد زمانہ کے بعد کسی شخص کو ایسی حالت میں دیکھتے ہیں۔ جو بلحاظ ثروت و امارت یا باعتبار فقر و مسکنت اُس کی سابقہ حالت سے بالکل مغائر ہوتی ہے۔ تو اُسے فوراً شناخت نہیں کر سکا کرتے۔ گو ہمارے ساتھ ایک مدرسہ

دماغ انسانی اور امتداد زمانی یا ایک جماعت میں برسوں پڑھتا رہا ہو۔ یا ایک ہی جگہ ہم خدمت بھی رہا ہو۔ لیکن پچھلے زمانہ کی باتوں کا سلسلہ شروع ہوتے ہی وہ نسیان دور ہونے لگتا ہے۔ دماغ اپنے پُرانے دفتر کی یادداشتوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور یکایک ایسا ہوشیار بن جاتا ہے۔ گویا اُس سے پیشتر خواب میں تھا۔ پھر تو ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی بات بھی یاد آتی جاتی ہے۔

گناہ اور جہالت یوسف علیہ السلام نے اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ میں گناہ کا فلسفہ بیان فرما دیا ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر یہ اصول زیادہ واضح الفاظ میں ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ (نحل ع ۱۵) جن لوگوں نے بُرے عمل جہالت سے کئے۔ ان آیات سے واضح ہے۔ کہ جملہ

کمی جہل = افزونی عرفان جرائم۔ اثم۔ سوء۔ ذنب کا منبع جہالت ہے۔ جہل جس قدر کم ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر انسان کا عرفان بڑھتا جاتا ہے۔ اور جس قدر علم ربانی میں افزونی ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر رفع درجات ہوتا رہتا ہے۔

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ ؕ

کہا ہاں میں یوسف ہوں۔ اور یہ میرا بھائی ہے

AsliAhleSunnet.com

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾

خدا نے ہم پر احسان کیا۔ بیشک جو کوئی تقوے اختیار کرتا۔ اور صبر رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ مُحسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔ میں یوسف علیہ السلام نے سب ہی بھائیوں کو شامل فرمالیا۔ تاکہ اُن کا قلق واضطراب دُور ہو جائے۔ جو یوسف کے یوسف ہونے اور پھر بزبان یوسف اپنے اعمال مکروہہ کی جانب ایک مخفی اشارہ سُن پانے سے اُن کے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔

نبی اللہ نے چاہا۔ کہ جلدی سے بھائیوں کو مطمئن فرمادیں۔

تقویٰ کے معنی

یَتَّقِ۔ تقویٰ سے ہے۔ تقویٰ اُس ملکہ کو کہتے ہیں۔ جو قلب مومن میں قائم ہو جاتا ہے۔ اور ترقی کرتا رہتا ہے۔ اس ملکہ کے راسخ ہو جانے کے بعد بندہ کے دل میں عظمت وجلال ربانی مستحکم ہو جاتا ہے۔ اور پھر گناہ ومعصیت کی جانب میلان پیدا نہیں ہوتا۔

"سلوک کی ابتدا بھی تقویٰ پر ہے" اور انتہا بھی تقوے پر"

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سالک کی ابتدار بھی تقوے سے ہوتی ہے اور انتہا بھی تقوے پر۔

صبر کے معنی

یَصْبِرْ۔ صبر حبس نفس کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کی تحت میں یہ معنی بھی ہیں۔ کہ (۱) نفس کو خواہشات نفسانی سے روک رکھے۔

(۲) یہ معنی بھی ہیں۔ کہ ابتلار وامتحان کے مواقع پر استقامت واستقلال سے رہے۔

(۳) یہ معنی بھی ہیں۔ کہ عقائد صحیحہ وارشادات دینیہ کا جو حصہ اُسے مل چکا ہے۔ اُس کی حفاظت ہمیشہ رکھے۔

اخلاق فاضلہ کی تعریف جس میں اپنی تعریف شامل ہو"

یوسف علیہ السلام کا مقصود اس جگہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو انعام واکرام اُن پر فرمایا ہے۔ وہ تقوے وصبر اور احسان بر خلق جیسے اعمال صالحہ کا اجر ہے۔ لیکن وہ اسلوب کلام کو بدل دیتے ہیں تاکہ سامع کو یہ وہم نہ ہو۔ کہ وہ خود اپنے تقوے وصبر واحسانیات پر فخر یا خود ستائی کرتے ہیں۔

AslAhleSunnet.com

بے شک خدا کے نبی و صدیق کی شانِ عالی کے یہی شایان تھا۔ کہ خود تو امنع و انکسار انتہا فرمائیں۔ اور مسائل بالا کا ذکر مسئلہ شرعیہ د انعام الٰہیہ کے طریق پر کر جائیں۔ تاکہ غور کرنے والے کے لئے ایک شاہراہ ہدایت بھی مل جائے۔ اور بھائیوں کو اُن کی فضیلت و برتری ذرا بھی ناگوار نہ گزرے۔

برادرانِ یوسف کا اعترافِ خطا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾

سب نے جواب میں کہا بخدا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ اور ہم تو ضرور خطا کار ہیں۔

اٰثَرَكَ - آثرہ ایثاراً۔ (اختارہ واکرمہ وفضّلہ)

خَاطِئِيْنَ - خاطی۔ وہ جو نیت و ارادہ سے ارتکاب خطا کرتا ہے۔ مُخطی۔ وہ جس کی نیت میں ارتکابِ خطا نہیں گو اُس سے صدورِ خطا ہوتا ہے۔

جب برادرانِ یوسف نے یوسف علیہ السلام کا مندرجہ بالا کلام جو حقائق عالیہ سے پُر اور شرافتِ نفس دکرم طبع و نزہت قلب پر مشتمل تھا۔ سنا۔ تو ان پر بہت گہرا اثر پڑا۔ اور ان کو بے اختیار اقرار کرنا پڑا جس میں یوسف صدیق کی افضلیت کا اعتراف اور اپنی مجرمیت کا اقبال تھا۔

کامیاب زندگی کا دوسرا نظارہ

یوسف علیہ السلام کی شاندار کامیاب زندگی کا یہ دوسرا نظارہ ہے۔

(۱) ایک دفعہ تو امراۃ العزیز نے سر دربار اپنی خطا اور صدیق کی عصمت و پاکیزگی اقرار کیا تھا۔ اور

(۲) آج وہی حسد کے مارے ہوئے۔ جان کے دشمن بھائی سر دربار اپنی خطاکاری و جرم کا اقرار، اور یوسف علیہ السلام کی فضیلت و برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔

اعلان عفو و درگزر

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

یوسف علیہ السلام نے کہا۔ آج تم پر کچھ ملامت نہیں خدا تمہیں بخشے وہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

تَثْرِيْبَ - ثَرَّبَهٗ تَثْرِيْبًا۔ گناہ پر ملامت کرنا۔ عار دلانا۔

AsliAhleSunnet.com

ثرب - وہ چربی جو جانور کے گوشت کے ساتھ لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔

تثریب - پوست اُتار کر چربی اتارنا - دوسرے کے جرائم کو ایسے طعن وتشنیع سے گنوانا - کہ اُس کی چربی پگھلنے لگے۔

اللہ اکبر - یوسف علیہ السلام نے نہ صرف اپنی طرف سے عفو و درگزر کا اعلان فرمایا۔

اسم معظم کی تعلیم - امید غفران

بلکہ شرمسار بھائیوں کو غفران رحمٰن کا بھی امیدوار ٹھہرایا - اور ان کو اللہ تعالیٰ کے اُس اسم معظم کی تعلیم دی - جو بندہ کو رحم اور رحمت ربانی کا مستحق ٹھہراتا ہے - وہ اسم پاک "ارحم الراحمین" ہے۔

قحط کا دوسرا سال تھا - جب بھائیوں نے یوسف شناخت کیا

توراۃ سے ثابت ہے کہ قحط کا دوسرا سال تھا - جب یوسف علیہ السلام نے خود کو بھائیوں پر ظاہر کیا۔

فصل قمیص یوسفؑ کا کنعان جانا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کا روشن ہو جانا

اسرائیل و ابنائے اسرائیل کا مصر پہنچنا۔

اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۚ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۳﴾ ع

قمیص کی روانگی - خاندان کی طلبی

میرا یہ قمیص لے جاؤ - اور اسے میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو - وہ سوجاکھے ہو جائیں گے۔

اور تم سب اپنے اپنے کنبہ سمیت میرے پاس چلے آؤ۔

قمیص - قمص - قِماصًا وقُماصًا - گھوڑے نے دونوں پاؤں اٹھالئے - جب قمیص نکلا - تب اُس کی دونوں آستینوں کو گھوڑے کی اٹھی ہوئی دونوں ٹانگوں سے تشبیہ دی گئی۔

قمیص - کورتہ اور غلاف - وہ کُرتہ جو روئی کے کپڑے کا ہو - اور اس کا چاک کندھے کی طرف ہو۔

درع - وہ کُرتہ جس کا چاک سینہ کی جانب ہو۔

یوسف علیہ السلام کا پہلا کُرتہ - اور دوسرا کُرتہ دونوں کے متضاد اثرات یعقوب علیہ السلام پر

یوسف علیہ السلام کا یہ کلام ربانی اعلام سے تھا - غور کرو کہ

AsliAhleSunnet.com

وہ کُرتہ تھا۔ جسے دیکھ کر یعقوب علیہ السّلام کی آنکھوں میں جہاں تاریک ہو گیا تھا۔ اور ایک یہ کُرتہ ہے۔ جسے مُنہ پر ڈالنے سے آنکھوں کا نُور لوٹ آیا۔ یہ دونوں کُرتے یوسف علیہ السلام ہی کے جسم کے تھے۔ اور ان دونوں کے لانے والے بھی وہی فرزندان یعقوبؑ تھے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ لانیوالے کی کوئی فضیلت ہے۔ اور نہ کُرتہ کی کوئی عظمت۔ مؤثر حقیقی وہی رب العالمین ہے۔ ہر ایک دوا۔ خواہ وہ کیسی ہی مجرب کیوں نہ ہو۔ ہر ایک دعا خواہ وہ کیسی ہی مؤثر کیوں نہ ہو۔ اُن میں اثر و تاثیر اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب مالک الملک کا حکم ہوتا ہے۔

مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے

اب تیسرے کُرتہ کو بھی یاد کرو۔ جسے امراۃ العزیز کے رشتہ دار نے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یوسف صدیقؑ کی صدق و عفت کو انہی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق پورا کر دکھایا تھا۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾

جب قافلہ نے مصر چھوڑا۔ تب یعقوب علیہ السلام نے کہہ دیا۔ کہ مجھے یوسف علیہ السّلام کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم یہ نہ سمجھو۔ کہ یہ بہکی باتیں کر رہا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک زمانہ دراز کی خبر دی

فصل۔ فَصَلَ فصولاً۔ علیحدہ ہوا۔ الگ ہوا۔ یعنی جب قافلہ شہر مصر سے باہر نکلا۔

رِیحُ۔ یعنی رائحہ۔ یعنی خوشبو آتا ہے۔ متنبی کا مصرع ہے۔ واخلفت اطائب ریحہ تتضوع۔

تُفَنِّدُونِ۔ فَنِدَ فَنَدًا بڑھاپے یا بیماری سے عقل میں فرق آجانا۔ بہکی بہکی باتیں کرنا۔

اَبُوهُمْ میں هُمْ سے مراد پوتے ہیں۔ کیونکہ بیٹے تو سب مصر چلے گئے تھے۔

رجز نبی کریم در میدان حنین

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میدان حُنینؔ میں یہ رجز فرمایا تھا۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

عُسر بعد یُسر

ذرا غور کرو۔ ایک وقت وہ تھا۔ کہ یوسف صدیق خاص کنعان کی سرزمین میں چاہ کے اندر موجود تھے۔ اور یعقوب علیہ السّلام کو اس کا کچھ علم نہ ہوا۔ اور ایک وقت یہ ہے۔ کہ ابھی قافلہ

AsliAhleSunnet.com

دس دن کی راہ پر ہے۔ اور انہوں نے کنعان میں بیٹھے ہوئے کہہ دیا ہے۔ کہ "مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔"

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

سعدی شیرازی کا شعر اسی موقعہ پر

یکے پُرسید زاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی — چرا در چاہِ کنعانش ندیدی
بگفت احوالِ ما برق جہان ست — دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
گہے بر طارمِ اعلےٰ نشینیم — گہے بر پُشتِ پائے خود نہ بینیم

بیٹوں کا باپ کو غلطی پر کہنا

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾

وہ بولے بخدا تُو تو اپنی اُسی پرانی غلطی میں ہے۔

ضَلَال کے معنی دین۔ یا حق یا راہ سے دور ہو جانا ہے۔ یہ لفظ نسیان کے معنی میں بھی آجاتا ہے۔ ہم نے ترجمہ میں سب سے ہلکا لفظ استعمال کیا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ خدا کے نبی اور اپنے پدر بزرگوار کو رُو در رُو انہوں نے جو لفظ کہے۔ وہ بہت سخت ہیں۔ غالباً یہ گستاخی بھی معاف ہو چکی ہوگی۔

کرتہ یوسف کا آنکھوں پر ڈالنا اور یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آنا

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

جب بشیر آیا۔ اُس نے کرتہ یعقوبؑ کے چہرہ پر ڈال دیا۔ تو وہ پہلے جیسے سوجاکھے بن گئے۔ یعقوبؑ نے کہا۔ کیا میں نے تم سے کہہ نہ دیا تھا۔ کہ مجھے اللہ کی جناب سے وہ علم ہے۔ جو تم کو نہیں۔

اَلْبَشِیْر۔ ابن جریرؒ نے چند روایات سے ثابت کیا ہے۔ کہ وہ یہودا ابن یعقوب تھا۔

یعقوبؑ کی حالت اور ان کا یقین

فرزندانِ یعقوب نے مسلسل و متواتر چند دفعہ یعقوب علیہ السلام کو یوسفؑ کی ہلاکت کا یقین دلانا چاہا۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اُن کی باتوں کو رد ہی کیا۔

AsliAhleSunnet.com

اس فراق و جدائی کو انہوں نے ابتلا و امتحان ہی سمجھا۔ اور دورانِ مدت ابتلا میں نہ کبھی کسی مخلوق سے شکوہ کیا۔ نہ حرفِ شکایت کبھی زبان پر لائے۔ انہوں نے ہمیشہ رضائے الٰہی کو اپنا مقصود و مراد بنایا۔ اور تفویض و توکل پر اعتماد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعتماد کو پورا کر دکھایا۔

درخواستِ عفو

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـٕیْنَ ﴿۹۷﴾

سب نے مل کر کہا اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی بخشش کا سوال (خدا) سے کیجئے ہم تو جان بوجھ کر خطا کرتے رہے۔

فرزندانِ یعقوبؑ کا یہ اقبالِ جرم اس وقت کا ہے۔ جب اُن کے لئے انکار کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ امراۃ العزیز کا دربار میں اقبال بھی اسی قبیل سے تھا۔

[illegible]

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

یعقوبؑ نے کہا میں اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی درخواست کروں گا۔ میرا رب تو بہت معاف کرنیوالا۔ اور کمال رحم والا ہے۔

سَوْفَ مضارع کو مستقبل بعید کے معنی میں خاص کر دیتا ہے۔

ابن جریر نے ابن عباس رضؓ سے ایک حدیث مرفوع روایت کی ہے۔ کہ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ سے یعقوبؑ علیہ السلام کی مراد یہ تھی۔ کہ شبِ جمعہ کو دعا فرمائیں گے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اس روایت کو ضعیف بتلایا ہے۔ اور یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ اس کے مرفوع ہونے میں بھی کلام ہے۔

یعقوب علیہ السلام نے یوسفؑ کا اور انہوں نے اُن کا انتظار کیا۔

لہٰذا یہ سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے اس دعا کو لقاء یوسف تک ملتوی کر دیا ہو۔ یوسف علیہ السلام نے بھی بھائیوں کی ایسی درخواست پر یَغْفِرُ اللّٰہُ بصیغہ مضارع فرمایا تھا۔ گویا یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کا اور یوسف علیہ السلامؑ نے یعقوب علیہ السلام کا انتظار کیا۔ بیشک یہ زیادہ مکمل صورت تھی۔ کہ معافی دونوں بزرگوں کی جانب سے بوقتِ واحد عمل میں آئی۔ ابن جریر نے ایک طویل روایت بیان کی ہے۔ کہ یعقوب و یوسف علیہما السلام نے ۲۰ سال تک اُن کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تب منظور ہوئی۔ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اس میں یزید رقاشی اور صالح المری دونوں راوی سخت ضعیف ہیں۔ یعقوبؑ علیہ السلام تو اس واقعہ سے ۲۰ سال بعد تک زندہ بھی نہ رہے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

فصل اسرائیل و بنی اسرائیل کا مصر کو جانا مصر کی اقامت

یوسف علیہ السلام اور اللہ کی نعمتوں کا اعتراف۔ مصر میں جانیوالوں کی تعداد کا نقشہ۔ مصر سے نکلتے وقت تعداد کی جدول۔ ÷ ÷

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

یوسف علیہ السلام کی والدین سے ملاقات

جب یہ سب یوسف کے پاس پہنچے تو اُس نے ماں باپ کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ اور کہا کہ چلو مصر میں داخل ہو۔ انشاء اللہ تم کو وہاں ہر طرح کا امن ملے گا۔

÷

توراۃ میں اور تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ کا انتقال تو بنیامین کے نفاس ہی میں ہو چکا تھا۔ اُن کی خالہ جو زوج یعقوبؑ تھیں۔ یعنی لیاہ بیگم۔ وہ مصر میں گئی تھیں پس لفظ اَبَوَيْهِ میں انہی سے مُراد ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ والدہ کے بعد سوتیلی ماں کا درجہ بھی مثل والدہ ہے۔

سوتیلی ماں کا درجہ

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

تعظیم والدین

یوسف علیہ السلام نے ماں باپ کو عرش کے اوپر بٹھایا۔ اور وہ سب اُس کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔

وَقَالَ يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ

یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر

یوسف علیہ السلام نے کہا۔ پیارے باپ یہ ہے تاویل میری خواب کی جو پہلے آیا تھا میرے رب نے اُسے سچا کر دکھایا۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

خدا کی نعمتوں کا بیان
یوسف علیہ السلام کی زبان سے

اللہ نے میرے ساتھ احسان فرمایا۔ جب مجھے زندان سے نکالا۔

AsliAhleSunnet.com

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾	یہ بھی مجھ پر احسان فرمایا - کہ تم کو بیابان سے یہاں لے آیا - اس سے پیچھے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں رنجش ڈال دی تھی - بیشک میرا رب اُن اُمور کا دانا ہے - جو وہ کرنا چاہتا ہے - وہ تو علیم و حکیم ہے -

خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا - کی توجیہہ اکثر علماء نے یہ کی ہے - کہ یوسف علیہ السلام کے مل جانے کے شکریہ میں سب نے سجدہ کیا -

کیا یوسف صرف جہت سجدہ تھے

بعض نے یہ توجیہہ کی - کہ یوسف علیہ السلام صرف جہت سجدہ تھے - جیسا کہ کعبہ ہمارے لئے جہت سجدہ ہے - اور کعبہ کو سجدہ کرنا کسی کا مقصود نہیں - حقیقت یہ ہے - کہ ان علمائے کرام کے قلوب میں اسلامی تعلیم اس قدر محکم جاگرفتہ ہے - کہ وہ ملل سابقہ کے افعال کی بھی توجیہہ کرنا چاہتے ہیں - خدا کرے - کہ سب ہی مسلمانوں کے دل میں سجدہ غیر اللہ کی حرمت ایسی ہی قائم و دائم رہے - اب اصلیت یہ ہے - کہ یعقوب علیہ السلام کے عہد تک کوئی شریعت نازل نہ ہوئی تھی جس میں تفصیلی احکام ہوں - اولین شریعت جو دنیا میں پائی جاتی ہے - وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت ہے - عہد موسیٰ سے پہلے کی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں - جن کا وجود نزول شریعت کے بعد اٹھ گیا ہے -

اسلامی توحید کا اثر علماء پر

شریعت موسوی اولین شریعت تھی

مثلاً نکاح واحد میں دو بہنوں کا وقت واحد میں پایا جانا توراۃ میں منع ہے - مگر یعقوب علیہ السلام کے گھر میں راحیل و لیاہ دونوں خواہران حقیقی موجود تھیں -

بعہد اسرائیل سجدہ شکر جائز بشرطیکہ اجازت ربانی ہو

پس صحیح تفسیر خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کی یہی ہے - کہ یعقوب علیہ السلام کے عہد میں سجدہ شکر جائز تھا - بشرطیکہ اس کی اجازت مِنَ اللّٰہِ ہو گئی ہو - اس سجدہ کی اجازت یوسف علیہ السلام کے ابتدائی خواب ہی میں پائی جاتی تھی - اسرائیل و بنی اسرائیل نے جو کچھ کیا - وہ اِمْتِثَالاً لِاَمْرِ اللّٰہِ کیا تھا - اس میں رائے یا قیاس یا رسم کا دخل نہ تھا -

اگر حکم الٰہی موجود نہ ہوتا - تو یوسف علیہ السلام بھی خود گوارا نہ کر سکتے تھے - کہ باپ

AshAhleSunnet.com

پیر کو سجدہ

(جیسے نبوۃ و علم میں بھی اُن پر تقدم تھا) بیٹے کو سجدہ کرے۔ غالباً حکمتِ الٰہیہ یہ تھی۔ کہ حاسد برادرانِ یوسف کو اُن کی ذلت و حقارت کا مجسمہ دکھلا دیا جائے۔ اور یہی فعل یوسف علیہ السلام کو اُن کے جور و ستم اُٹھانے کا بہترین انعام بن جائے۔

باقی رہے ماں باپ۔ قادرۃً و فطرۃً اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنے سے برتر و خوش تر حالت میں دیکھ کر شادمان ہو سکتا ہے۔ تو وہ والدین ہی ہیں۔ بیٹا اپنے والدین

والدین کو ترقی دینا کبھی شاق نہیں ہوتی

سے دولت و اقبال ظاہری اور نعمت و افضال معنوی میں خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ بڑھ جائے۔ ماں باپ کو اُس کی ترقی و افزونی پر ہرگز حسد نہ ہو گا۔ بلکہ اُن کی مسرت و شادمانی میں بھی اُسی قدر زیادہ ترقی ہوتی رہے گی۔ بعض لوگوں نے اس واقعہ سے یہ استنباط کرنا چاہا ہے۔ کہ مرید اپنے پیر و مرشد کو سجدہ کر سکتا ہے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ اگر اُن کی دلیل ظاہر قصہ ہے۔ تب تو یہ سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ پیر و مرشد اپنے مرید کو سجدہ کیا کرے۔ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا تھا غور کرو کہ خاص اذن الٰہی کی شرط کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ اب مسلمانوں کو تو حکم یہ ہے۔ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ یعنی اللہ ہی کو سجدہ کرو۔ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ اہل ایمان صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کے حسن ادب کو دیکھو۔ انہوں نے جیل سے نکلنے کو بھی احسان ربی بتلایا۔ اور کنبہ کا مصر میں آجانا بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے حق میں احسان شمار کیا۔ اس طرز کلام سے تمام کنبہ کے دل سے یہ وہمی خیال بھی دُور کرنا تھا۔ کہ کہیں اُن کا آنا یوسف کو ناگوار نہ گزرے۔

مِنَ الْبَدْوِ ۔ بدو۔ صحرا۔ ان الفاظ پر غور کرو۔ صحرائی زندگی کو تمدنی زندگی سے کمتر بتلایا گیا ہے

صحرائی و شہری زندگی

ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ (مَنْ بَدَا جَفَا) صحرا نشینی سے درشت خوئی پیدا ہوتی ہے) اس میں شک نہیں۔ کہ تحصیل علم و ادب اور آسائش و رفاہیت کے جو سامان شہری زندگی میں میسر ہوتے ہیں۔ وہ صحرائی اور دیہاتی زندگی میں کہاں۔ دِہ مرو دِہ مرد را دہقان کند[1]

نزغ ۔ طعن کرنا۔ چونک لگانا۔ فساد ڈالنا۔ نزغ الشیطان وساوس۔

یوسف علیہ السلام کا خلق عالی دیکھو۔ کہ گو اُنہوں نے بھائیوں کے خلاف کچھ بھی نہ کیا تھا۔ تاہم طرز کلام ایسا اختیار فرمایا۔ کہ آپ اپنے کو بھائیوں سے متمیز نہیں کیا۔

[1] فارسی کا ایک مشہور شعر ہے۔ یوسف کو بمصر پادشاہی میکرد۔ میگفت گدا بودن کنعان خوشتر۔ دیکھو کتنا غلط شعر ہے۔ قرآن کریم سے اس کا رد ہوتا ہے۔ ۱۲۔ ؔ

AsliAhleSunnet.com

لطیف - جو اسمار حسنیٰ میں سے اللہ تعالیٰ کا نام ہے - اُس کے معنی ہیں - اُمور مخفی کا دانا - دل کی چھپی باتوں کو جاننے والا -

(اسم پاک لطیف کی تجلی)

یہ اسم پاک اس امر کا اشارہ کر رہا ہے کہ یہ کون جان سکتا تھا - کہ یوسف کا چاہ میں گرایا جانا مصر میں پہنچنے کا سبب ہو گا -

اور اُن کا جیل میں ڈالا جانا تخت امارت و حکومت پر تمکن کا ذریعہ ہو گا -

اور قحط عام کا پھیلنا اسرائیل و بنی اسرائیل کے مصر میں آباد ہونیکا باعث بنے گا -

(حکمت ہائے ربانیہ) اللہ تعالیٰ جو لطیف بامور ہے - یہ سب کچھ جانتا تھا - اُسی نے ان جملہ اسباب کو پیدا کیا - اُسی نے عنا کو غنا سے اور محن کو منن سے تبدیل فرمایا -

(مصائب یوسف میں عبرت و نتائج)

الف بندہ کو لازم ہے - کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے - تو یوسف علیہ السلام کے مصائب کو معہ اُن کے نتائج کے یاد کرے -

(صبر جمیل کا اجر جزیل)

ب - مومن کو واجب ہے - کہ یعقوب علیہ السلام کے صبر جمیل کو معہ اُس کے اجر جزیل کے یاد رکھے تاکہ ایام مصیبت بھی بانتظار کشود کار باعث اطمینان و استقرار دل بن جائیں -

ج - انسان کو شایاں ہے - کہ جب اُسے آتش حسد کی جلن ستائے - تو وہ برادران یوسف کے انجام پر نظر ڈال لے -

(افضال باری تعالیٰ)

د - مسلمان کو لابدی ہے - کہ جب اللہ تعالیٰ اُسے اپنے افضال نامتناہی سے شاد کام فرمائے - تو حاسدوں - اور دشمنوں - بد خواہوں - اور بد اندیشوں کے ساتھ عفو عام اور درگذر تام کا سلوک فرمائے -

(مدت فراق یعقوب) اس جگہ یہ حساب بتانا ضروری ہے - کہ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کی مدت فراق کیا تھی -

بائبل سے ثابت ہے - کہ چاہ میں گرائے جانے کے وقت عمر یوسف علیہ السلام کی ۱۷ سال تھی - اور عمر بوقت وزارت ۳۰ سال - بھائیوں نے یوسف کو قحط کے دوسرے سال میں شناخت کر لیا - اسے ہم وزارت کا دسواں سال کہہ سکتے ہیں - پس مدت فراق ۲۳ سال تھی - اور ملاقات پدر کے وقت صدیق علیہ السلام بعمر چہل سال تھے - ابن جریر نے متعدد روایات میں مدت فراق ۱۸ و ۴۰ و ۸۰ سال بیان کی ہے - مگر ۲۳ سال انشاء اللہ زیادہ صحیح ہے - البتہ ۴۰ و ۸۰ سال کی اعداد اس طرح صحیح رہ سکتی ہیں - کہ مدت وزارت اسی سال تھی - اور عمر بوقت ملاقات ۴۰ سال

(جاء بکم کی تفسیر) اب جاء بکم کی تفسیر میں مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ ذیل میں ایک نقشہ درج کیا جائے

AsliAhleSunnet.com

تاکہ مصر میں جا بسنے والوں کے نام ناظرین کو معلوم ہو جاویں۔

اوّل۔ یعقوب علیہ السلام جن کی عمر اُس وقت (بقول بائیبل) ۱۳۰ سال تھی۔

دوم۔ لیاہ خاتون۔ زوج یعقوب علیہ السلام۔

جدول اسمائے بنی اسرائیل جو کنعان سے مصر میں جا کے آباد ہوئے

خاندان یعقوب علیہ السلام کا جو کنعان سے مصر میں گیا

بیوی کا نام	نام فرزندانِ یعقوب علیہ السلام	نام نبیرگان یعقوبؑ	کیفیت
لیاہ خاتون	روبن	ہنوک۔ پھلو۔ ہصرن۔ کرمی	
	شمعون	یموائل۔ یمین۔ اہد۔ یکین۔ ساؤل	
	لاوی	جیرسون۔ قہات۔ مراری	موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے موسیٰ ابن عمران بن قہات بن لاوی
لیاہ خاتون	یہوداہ	سیلہ۔ پھارس۔ زارہ فرزندان پھارس ہصرون۔ حمول	دو بیٹے یہوداہ کے اور تھے۔ عیر و اونان۔ وہ مصر جانے سے پیشتر مر گئے تھے۔ حضرت داؤد و سلیمان۔ و زکریا و یحییٰ و مسیح ؑ یہوداہ کی اولاد میں سے ہیں۔
	اِشکار	تولہ۔ فوّہ۔ یوب سمرون	
	زبلون	سرد۔ ایلون یحلیل	
میزان اولاد لیاہ	فرزند۔ دختر۔ کل ۶ ۱ ۷	نبیرگان۔ بنت اشکار۔ کل ۲۴ ۱ ۲۵	کل ۳۲ بائیبل نے میزان ۳۳ دی۔ اُس میں ایک غلطی یہ ہے کہ آدینہ دختر یعقوب کو بھی شمار نہ کیا۔ دوسری غلطی یہ

AsliAhleSunnet.com

بیوی کا نام	فرزندان یعقوب ؑ	نبیرگان یعقوب علیہ السلام	کیفیت کہ عیرداونان کو بھی شمار کر لیا جو مصر جانے سے پہلے مر گئے تھے
زلفہ لونڈی کی اولاد۔	جد	سفیان۔حجی۔سُونی۔اِسیان۔ عیری۔ارودی۔ اریلی۔	۸
	آشر	یمنہ۔اسواہ۔اسوی۔بریعاہ۔ بنی بریعاہ حبر۔ملکیل دختر سرہ	فرزند ۔ دختر کل ۷ ۱ ۸
میزان اولاد زلفہ	۲	پوتے — پوتی ۱۳ ۱	۱۶
بلہہ لونڈی کی اولاد	دان	حشیم	۲
	نفتالی	یحصی ایل۔ جونی۔ یصر۔ سلیم	۵
میزان	۲	۵	۷
رخیل خاتون کی اولاد	بنیامین	بلع۔ بکر۔ اشبیل۔ جیرا نعمان ۔ اخی ۔ روس مپم ۔ حپیم ۔ ارد	۱۱
	یوسف علیہ السلام	منسی — افرائیم	فرزندان یوسف علیہ السلام مصر ہی میں پیدا ہوئے تھے۔
میزان	۲	۱۲	۱۴
میزان کل	فرزندان — دختر ۱۲ ۱	نبیرگان پوتیاں ۵۲ ۲	۶۹

تفصیل بالا کے بموجب میزان ۶۹ آتی ہے۔ بائیبل میں ۷۰ ہے۔ جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو شامل کر کے صحیح ہے۔ مگر اعمال (تتمۃ انجیل) باب ۷، ورس ۱۴ کو پڑھو۔ اُس کے الفاظ یہ ہیں "تب یوسف ؑ نے اپنے باپ یعقوب ؑ اور اُن کے دو ۲ بیٹوں کے ساتھ کل تعداد ۷۹ ہو جاتی ہے۔ پادری صاحبان فیصلے

AsliAhleSunnet.com

کر سکتے ہیں۔ کہ عہد نامہ قدیم کی تعداد صحیح ہے۔ یا عہد نامہ جدید کی۔ یا دونوں صحیح ہیں۔ یا دونوں غلط ہیں۔ یوسف علیہ السلام اور اُن کے دونوں فرزندان کو نکال کر (جو پہلے سے مصر میں موجود تھے) وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ کے تحت میں مصر جانے والوں کی تعداد نو(۶۶) صحیح ہے۔

یہ قابلِ غور ہے۔ کہ بائبل نے اس تمام قافلہ کے رجال کی عورتوں کو شمار میں شامل نہیں کیا۔ عورتوں کا عدم و وجود گویا برابر تھا۔ اب ہم چاہتے ہیں۔ کہ وہ تعداد بھی درج کر دیں۔ جو خروج مصر کے وقت بنی اسرائیل کی تھی۔ مندرجہ ذیل تعداد میں حسب بیان بائبل صرف وہ مرد شامل ہیں۔ جن کی عمر شمار کے وقت زائد از بست سال تھی[۱]

یہ تمام مردم شماری خروج کے بعد دوسرے سال کے دوسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو کی گئی تھی۔

(۱)	اولاد روبن	۴۶۵۰۰		
"	شمعون	۵۹۳۰۰		
"	لاوی	———		
"	یہوداہ	۷۴۶۰۰		
"	اشکار	۵۴۴۰۰		
"	زبلون	۵۷۴۰۰	میزان اولاد لیاہ خاتون	۲۹۲۲۰۰
"	جد	۴۵۶۵۰		
"	آشر	۴۱۵۰۰	میزان اولاد زلفہ	۸۷۱۵۰

بائبل کی بیان کردہ مدت قیام بنی اسرائیل مصر کی غلطی

[۱] بائبل میں مُدتِ قیام بنی اسرائیل (۴۳۰) سال درج کی گئی ہے۔ حالانکہ بروئے حساب اُن کی مُدتِ قیام ۲۱۵ سال سے زائد نہیں ہو سکتی۔ موجودہ بائبل میں اس قسم کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً ۶۰۳۵۵۰ کی جو تعداد ۱۲ بیٹوں کی اولاد کی درج کی گئی ہے۔ یہ بھی محالات سے ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے۔ موسیٰ بن عمران بن قاہاث بن لاوی بن یعقوب علیہما السلام یعنی موسیٰ و یعقوب علیہ السلام کے درمیان ۲ پشتیں ہیں۔ یہی حال دیگر اسباط کا ہے

نسل اوّل۔ جو فرزندان یعقوب علیہ السلام کی ہے۔ ۱۲ کی تعداد میں ہے۔

نسل دوم۔ کی تعداد بھی ۵۴ ذکور اور ۱۲ اناث کے نام بنام موجود ہے۔

نسل سوم۔ میں ان ۵۴ میں سے اگر ہر ایک کی اولاد ذکور۔ فی کس ۵۴ فرزند بھی سمجھ لی جاوے تب بھی ان کی تعداد ۲۳۷۶ ہو گی۔ اب ان ۲۳۷۶ کے بھی فی کس ۵۴ فرزند قرار دیے جائیں۔ تب بھی تعداد ۱۲۸۳۰۴ ہو گی۔ یہ کل تعداد ہو گی۔ نہ کہ وہ تعداد۔ جس میں سے ۲۰ سال سے کم مرد اور سب دختران نکال دیئے گئے ہوں۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ بائبل کے اندراجات بہت کچھ صحت طلب ہیں۔ فقط۔

AsliAhleSunnet.com

″	دان	۶۲۷۰۰	
″	نفتالی	۵۳۴۰۰	میزان اولاد بلہہ ۱۱۶۱۰۰
″	بنیامین	۳۵۴۰۰	
″	اولاد یوسف ؑ	۷۲۷۰۰	میزان اولاد راخیل خاتون ۱۰۸۱۰۰
	میزان	۶۰۳۵۵۰	۶۰۳۵۵۰

تعداد بالا میں بنو لاوی کا شمار نہیں کیا گیا۔ یہی حکم تھا۔ کہ بنو لاوی کا شمار نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ جنگ سے بھی مستثنیٰ تھے۔ کتاب الاعداد باب اوّل۔ اگر اِن گیارہ پسر کی اولاد سے ایک اوسط نکال کر بنی لاوی کا اندازہ کیا جاوے۔ تب باور کرنے کی وجہ ہے۔ کہ بنو لاوی کی تعداد پچپن ہزار ہوگی۔ اس لئے کل تعداد ۶۵۸۵۵۰ ہوگی۔

اسباط و بنی اسرائیل کو حضرت یعقوب و حضرت موسیٰ علیہما السلام کی برکات

ناظرین کے معلومات کو مکمل کرنے کی غرض سے میں چاہتا ہوں۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت جن الفاظ سے اپنے بارہ بیٹوں کو برکت دی۔

اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت ان بارہ اسباط کو جن الفاظ سے برکت دی۔ اُس کا اندراج بھی کیا جاوے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دکھلایا جاوے۔ کہ ارادۃ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے۔ آج ان بارہ۱۲ اسباط کا وجود دنیا میں غیر موجود ہے۔ جن محققین نے اسرائیلی نسلوں کی تلاش میں بہت کچھ تحقیقیں کی ہیں۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ آج صرف ڈھائی نسلیں دنیا پر پائی جاتی ہیں۔

اسماء عبرانی کے معانی

تکمیل فائدہ کی غرض سے فرزندان اسرائیل کے ناموں کے (جو عبرانی زبان کے ہیں) معانی بھی ہم تحریر کرتے ہیں۔ اسماء کا اندراج ترتیب پیدائش پر ہے۔

(۱) روبن .... دیکھو ایک بیٹا۔

(۲) شمعون .... سمیع ۔

(۳) لاوی .... جوڑا۔ یا جُفت ۔

(۴) یہوداہ .... آفرین ۔

(۵) دان .... منصف ۔

AsliAhleSunnet.com

(۶) نفتالی	....	کشتی گیر ۔
(۷) جد	....	لشکر
(۸) آشر	....	نصیب ۔
(۹) اشکار	....	اجر یا حق المحنت ۔
(۱۰) زبلون	....	رفیق ۔
(۱۱) دینہ سماۃ	....	منصفہ ۔
(۱۲) یوسفؑ	....	مزید ۔ یا سوایا ۔
(۱۳) بنیامینؑ	....	دہنے ہاتھ کا فرزند ۔

حضرت یعقوب و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے ارشادات کا نقشہ

متعلق برکات اسباط دوازدہ عشرہ

نام سبط	ارشاداتِ یعقوب علیہ السلام	ارشادات موسےٰ علیہ السلام ۔
روبن	اے روبن تو میرا پہلوٹا ہے ۔ میری قوت اور میری شہ زوری کا پہلا ۔ اور قدر میں بڑا اور عزت میں افضل ہے ۔ لیکن تو پانیوں کا سا جوش کھا کے بڑا نہ ٹھہرے گا ۔ کیونکہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا ۔ تب تو نے اسے نجس کیا ۔ وہ بستر پر چڑھ گیا ۔	اے کاش کہ روبن جیوے اور نہ مرے اور اس کے لوگ تھوڑے نہ ہوں ۔
سمعون و لاوی	سمعون اور لاوی تو سگے بھائی ہیں ۔ اور ان کی مکاریاں ظلم کے ہتھیار ۔ اے میری جان ۔ ان کی مجلس میں شامل نہ ہو ۔	لاوی کے حق میں ۔ تیرا تُمیم اور تیرا اُوریم اس مقدس آدمی کی امانت میں رہے ۔ جسے تو نے مسہ میں امتحان کیا

AsliAhleSunnet.com

	کیونکہ انہوں نے اپنے غضب میں مردوں کو قتل کیا۔ اور اپنی خودرائی سے بیلوں کی کونچیں ماریں۔ لعنت اُن کے غضب پر کہ تند تھا۔ اور اُن کے قہر پر کہ سخت تھا۔ میں اُنہیں یعقوبؑ میں چھتراؤں گا۔ اور اُنہیں اسرائیل میں پتھراؤں گا۔	اور جس کے ساتھ تو مریبہ کے چشموں پر جھگڑا کیا۔ جس نے اپنے باپ اور اپنی ماں سے کہا۔ کہ میں نے اُس پر نگاہ نہیں کی۔ اُس نے اپنے بھائیوں کو بھی نہ مانا۔ اور اپنے بیٹوں کو بھی نہ پہچانا۔ اس لئے کہ انہوں نے تیری باتوں پر دھیان رکھا۔ اور تیرے عہد کی محافظت کی۔ وے تیرے عدالت کے فیصلے یعقوبؑ کو سکھادیں۔ اور تیری شریعت اسرائیل کو وے تیرے آگے بخور رکھیں گے۔ اور سوختنی قربانیوں کو تیرے مذبح پر چڑھائینگے۔ اے خدا۔ اُس کے اسباب میں برکت دے اور اُسکے ہاتھ کے کاموں کو قبول کر اور اُن کی کمروں کو جو اُس کا سامنا کریں اور اُن کی جو اُس کا کینہ رکھیں چھید کے توڑ ڈال۔ تاکہ وے پھر نہ اٹھ سکیں۔
یہوداہ	لئے یہوداہ تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔ تیرا ہاتھ تیرے بیریوں کی گردن میں ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے حضور میں جھکیگی۔ یہوداہ شیر ببر کا بچہ ہے۔ اے میرے بچے تو شکار پر سے اٹھ چلا ہے۔ وہ شیر ببر بلکہ برانے شیر ببر کی طرح جھکتا اور بیٹھتا ہے کون اُس کو چھیڑے گا۔ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔	اے خدا۔ یہوداہ کی آواز سُن۔ اور اُسے اُس کے لوگوں کے درمیان پھر لا۔ اُسکے ہاتھ اُس کے لئے کافی ہو دیں۔ اور تو اُس اُس کے دشمنوں کے مقابل اُس کا مددگار ہو۔

AsliAhleSunnet.com

نام سبط	ارشادات یعقوب علیہ السلام	ارشادات موسیٰ علیہ السلام
	اور نہ حاکم اُس کے پاؤں سے جب تک کہ سیلا نہ آوے۔ اور قومیں اُس کے پاس اکٹھی ہونگی۔ وہ اپنا گدھا انگور کے درخت سے ہاں گدھی کا بچہ خاصہ انگور کے درخت سے باندھے گا۔ وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھووے گا۔ اُس کی آنکھیں مے سی لال ہونگی۔ اور اُس کے دانت دودھ سے سفید ہونگے۔	
زبلون	مسکن زبلون کا سمندر کا کنارہ اور جہازوں کا بندر ہوگا۔ اور اُس کی سرحد صیدا تک پہنچے گی۔	اے زبلون تو باہر جانے میں شاد ہو۔
اِشکار	اشکار مضبوط گدھا ہے۔ جو دو بھیڑ سالوں کے درمیان بیٹھتا ہے اور جب دیکھے۔ کہ آرامگاہ خوب اور زمین دل پسند ہے۔ تو اپنا کاندھا بوجھ اُٹھانے کو جھکائے گا۔ اور خراج گذار بنے گا۔	اشکار۔ تو اپنے خیموں میں شاد ہو۔ وے لوگوں کو پہاڑ پر بلائیں گے۔ اور وہاں صداقت کی قربانیاں گذارینگے۔ کیونکہ وے سمندروں کی فراوانی کو اور خزانوں کو جو ریتی میں چھپے ہیں۔ چُوس لیں گے۔
دان	دان۔ اسرائیل کے فرقوں میں سے ایک کی مانند اپنے لوگوں کا نیاؤ کریگا۔ دان راہ کا سانپ اور رہ گزر کا افعی۔ جو گھوڑے کی تلیوں کو ایسا ڈسیگا۔ کہ اُس کا سوار پچھاڑی گر پڑے گا۔ اے خدا میں تیری نجات کی راہ دیکھتا ہوں	دان۔ ایک شیر بچہ ہے۔ جو بسن سے اُچھلیگا۔
جد	ایک فوج سے مغلوب ہوگا۔ پر وہ آخر کو غالب ہوگا۔	مبارک ہے۔ وہ جد کی ترقی کرے۔ وہ شیر کی مانند ڈرا رہتا ہے۔ جو سر کی چاندی

AskAhleSunnet.com

نام سبط	ارشادات یعقوب علیہ السلام	ارشادات موسیٰ علیہ السلام
		کو بازو سمیت پھاڑتا ہے۔ اُس نے اوّل بخرا اپنے لئے تجویز کیا کہ وہ وہاں شرع دینے کے حصے میں سلامت رہا۔ اور وہ امّت کے رئیسوں کے ساتھ آیا۔ وہ خدا کے عدل کو اور اُس کی عدالت کو اسرائیل کے ساتھ عمل میں لایا۔
آشر	آشر سے اُس کی روغنی روٹی آئے گی وہ بادشاہی خوش خوراکیں دے گا۔	آشر۔ اولاد کی برکت پاوے۔ وہ اپنے بھائیوں کا مقبول ہو۔ اور اپنا پاؤں تیل میں ڈبو دے۔ تیرے جوتے پیتل سے ہوں۔ اور جیسے تیرے دن ہوں۔ ویسی تیری قوت ہووے۔
یوسفؑ	یوسف ایک پھلدار پودا ہے۔ وہ پھلدار پودا جو چشمہ پر لگا ہو جس کی شاخیں دیوار پر چڑھ جاتی ہیں۔ تیر انداز اُس کو چھیڑتے اور مارتے اور ستاتے تھے۔ لیکن اُس کی کمان زور میں پائدار رہی۔ اور اُس کے ہاتھوں کے بازوؤں نے یعقوبؑ کے خدائے قادر کے ہاتھوں سے قوت پائی۔ وہ اسرائیل کی چوپان اور چٹان ہے۔ تیرے باپ کے خدا سے جس نے تیری مدد کی۔ اور اُس قادر مطلق سے جس نے اُوپر سے آسمان کی برکتیں اور نیچے سے گہراؤ کی برکتیں اور چھاتیوں اور رحموں کی برکتیں تجھ کو دے کے متبرک کیا۔ جو برکتیں تیرا باپ تیرے لئے چاہتا ہے۔ سو پُرانے پہاڑوں کی برکتوں سے اور قدیم	اس کی سرزمین خدا کے حضور متبرک ہووے آسمان سے تحفہ جات سے اور شبنم سے اور گہراؤ سے جو نیچے پڑا ہے۔ اور آفتاب کے تحفہ حاصلوں سے اور ماہتاب کی تحفہ اُگی ہوئی چیزوں سے اور قدیم پہاڑوں کی قیمتی چیزوں سے اور ابدی ٹیلوں کے تحفہ جات سے مجملاً زمین اور اسی کی معموری کی قیمتی چیزوں سے اور اُس کی خیر خواہی کے سبب جو بوٹے میں رہتا ہے۔ اَئے کاش کہ وہ برکت یوسفؑ کے سر پر اور اُس کی چاندی پر جو اپنے بھائیوں سے جدا کیا گیا تھا۔ نازل ہو۔ اُس کی شانداری ایسی ہے جیسے اُس کی بیل کے پلوٹھے کی۔ اور اُس

AsliAhleSunnet.com

ارشادات موسیٰ علیہ السلام۔	ارشادات یعقوب علیہ السلام	نام سبط
کے دو سینگ گینڈے کے سے سینگ۔ انہیں سے وہ قوموں کو ایک ساتھ زمین کی انتہا تک رہیگا۔ وے افرائیم کے دس ہزاروں ہیں۔ اور وے منسی کے ہزاروں۔	کو ہیوں کی نفیس چیزوں سے بڑھ جاتی ہیں۔ وے یوسف کے سر۔ بلکہ سر کی چاندی پر جو اپنے بھائیوں سے جدا ہوا۔ آویں۔	
خدا کا پیارا سلامتی سے اُس کے پاس رہیگا۔ اور خدا سارے دن اُس پر سایہ کریگا اور اُس کے دونوں شانوں کے بیچ حکیمت کرے گا۔	بنیامین پھاڑنے والا بھیڑیا ہے۔ صبح کو شکار کھائیگا۔ اور شام کو غنیمت بانٹے گا۔	بنیامین
اے نفتالی۔ تو فضل سے بھرپور اور خدا کی برکتوں سے معمور ہو۔ تو پچھم اور دکھن کا مالک ہو۔		نفتالی

فصل۔ یوسف صدیق کی دعا۔ نعم الٰہیہ کا شکر۔ آخرۃ کی فکر۔

اسلام پر مرنے کی فضیلت

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ
مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا
وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (۱۰۱)

اے رب تو نے مجھے ملک دیا۔ اور تو نے مجھے تاویل الاحادیث کا علم سکھلایا تو آسمان اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے۔ تو دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔ اسلام پر میرا خاتمہ کیجیو۔ اور مجھے صالحین کے ساتھ شامل کر دیجیو۔

دعائے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

AsliAhleSunnet.com

فاطِر - اللہ تعالیٰ کا نام ہے - ابتدائی حالت سے بنانے والا - یہ معنی اللہ تعالیٰ نے خود بتلائے ہیں۔ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ (بنی اسرائیل رکوع ۹) دوسری آیت ہے - اور وہ بھی یہی لغوی معنی بتلاتی ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (یہ وہ فطرت الٰہی ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پہلے سے پیدا کیا)۔

وَلِیُّ - قرآن مجید کی چند آیات میں اس اسم وَلی کا استعمال ذات پاک رب العالمین پر فرمایا گیا ہے -

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (بقرہ ع ۲۶) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران ع ۷) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ (جاثیہ ع ۲) فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ (شوریٰ)

وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ (شوریٰ ع ۳) وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا (نساء ع ۷)۔

تَوَفِّیْ - توفی کا مادہ وَفی ہے - جس کے معنی پورا کرنا - پورا ہوتا ہے -

مُسْلِمًا - عموماً مومن اور مسلم کے الفاظ پر بحث کی جایا کرتی ہے - لفظ مسلم کا استعمال مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوگا۔

(۱) مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (حج ع ۱۰) تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے۔

(۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ (بقرہ ع ۱۵) ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دعا تھی کہ اے خدا ہم دونوں کو مسلمان رکھیو۔

(۳) وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ - خلیل الرحمٰن و ذبیح اللہ علیہما السلام کی دعا ہے - کہ ہماری اولاد بھی مسلمان ہو۔

(۴) وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھِیْمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - (بقرہ ع ۱۶) - ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی وصیت کی تھی۔ کہ اے میرے بچو! خدا نے تمہارے دین کو برگزیدہ کیا ہے - اس لئے تم مرو تو مسلم رہ کر ہی مرنا -

---

(۵) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو - اللہ کا تقویٰ کرو

AsliAhleSunnet.com

حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران رکوع ۱۱)۔

جیسا کہ تقوے کرنے کا حق ہے اور تم مرو تو مسلم رہ کر مرو۔

(۶) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (انعام ع ۸)

اے رسول لوگوں سے کہدیجئے۔ کہ میری نماز میری قربانی میرا جینا۔ میرا مرنا۔ اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سب مخلوق کا پالنے والا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ کہدے کہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔ اور میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

ان حوالجات سے ثابت ہوگا۔ کہ اہل اسلام نے جو باہمی مخاطبات وغیرہ میں خود کو مسلم اور مسلمان کہنا۔ کہلانا پسند کیا ہے۔ یہ امر مستند احکام الٰہی پر مبنی ہے۔

قرآن مجید میں لفظ صالحین کا اطلاق انبیاء پر ہوا ہے

بِالصّٰلِحِیْنَ۔ قرآن مجید میں صالحین کا اطلاق انبیاء علیہم السلام کے لئے آیا ہے۔ سورۃ انعام کا رکوع ۱۰ دیکھو۔ کہ حضرت ابراہیم۔ و اسحٰق۔ و یعقوب و نوح۔ و داؤد۔ و سلیمان۔ و ایوب و یوسف۔ و موسیٰ۔ و ہارون۔ و زکریا۔ و یحییٰ۔ و الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام لے کر اللہ تعالیٰ نے وَكُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ فرمایا ہے۔

الحاق بالصالحین میں بہت بڑا مقصد ہے

پس یوسف علیہ السلام کی دعا اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ کا مدعا یہ ہے کہ اپنے آباء کرام یعقوب و اسحٰق و ابراہیم علیہم السلام اور اُن سے اوپر کے انبیاء عظام کے ساتھ جا ملیں۔ یہ یاد رکھو۔ کہ جس طرح پناہ از دوزخ۔ اور داخلہ جنت کی دعا کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہے اسی طرح مسلمان کے لئے زمرہ صالحین میں شامل ہونے کی آرزو کو بھی ایک مستقل آرزو بنانا۔ اور اس امر عظیم کے لئے مستقل اور علیحدہ دعا کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ نعمت بجائے خود ایک اَزکیٰ و اَوفیٰ۔ اَنمیٰ و اَعلیٰ نعمت ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰی بِاللّٰهِ عَلِیْمًا ۝ ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو کوئی شخص اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ تو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اُن کو انبیاء اور صدیقوں

AsliAhleSunnet.com

اور شہیدوں اور صالحین کی معیت ملیگی۔ اور اُن کی رفاقت کیا ہی اچھی ہے۔ یہ ایک فضل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کافی ہے خدا جاننے والا۔

دعاء یوسف علیہ السلام کے مضامین پر غور

یوسف علیہ السلام کے دعا کے مضمون پر مکرر غور کامل کرنا چاہیئے۔

پہلے اللہ تعالیٰ کے احسانات مادی وروحانی کا اعتراف کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔

پھر اللہ تعالیٰ کی ولایت فی الدارین کا اظہار کیا۔

ان سب کے بعد اپنے مدعا وآرزو کا ذکر فرمایا۔

حکومت بُری چیز نہیں

جو لوگ دنیوی حکومت کو ہیچ پوچ سمجھا کرتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ کہ یوسف صدیق رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ فرما کر حکومت کا ذکر بطور نعمت الٰہی فرما رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ حکومت تو بری چیز نہیں۔ ہاں بُرے شخصوں کے پاس جا کر یہ بھی بُری بن جاتی ہے۔ حضرت داؤد وسلیمان۔ موسیٰ کلیم اللہ ویوشع نبی اللہ۔ وسیدنا محمد رسول اللہ صلواۃ اللہ علیہم اجمعین ایسے انبیاء ہیں۔ جو صاحبِ امر وحکومت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خلافتِ نبوۃ کو بھی جس میں مصالح دینی اور امور حکومت کا اجتماع ہوتا ہے۔ ایمان اور عمل صالح ہی کا نتیجہ قرار دیا ہے

حکومت اور خدمتِ دین

اس لئے مسلمان کی شان یہ ہے۔ کہ اپنے آپ کو حکومت کا اہل بنائے اور حکومت کو نعمت الٰہی سمجھے۔ اور حکومت کو خادم دین بنا کر تائید توحید۔ اور رد شرک اور تمکین دین کے کام اُس سے لیا کرے۔ کیونکہ انسان بحالت حکومت ہی عدل ورحم کے مظاہر دکھلا سکتا ہے

حکومت اور اخلاق فاضلہ

اور یہی دو اوصاف ہیں۔ جن سے دین حقہ کی صداقت ونورانیت کا جلوہ ایک منکر بھی دیکھ سکتا ہے۔

علم کا درجہ حکومت سے بڑا ہے

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حکومت سے بڑھ کر علم صحیح کا درجہ ہے۔ اس دعا میں اُسے تاویل الاحادیث کہہ کر تعبیر کیا گیا ہے۔ بیشک یہ دونوں چیزیں یعنی علم اور حکومت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا جمال وکمال اُس وقت جلوہ گر ہوتا

حکومت بلا علم۔ علم بلا حکومت

جب کوئی شخص ان ہر دو کا جامع ہوتا ہے۔ کیونکہ حکومت بلا علم سراسر حماقت ہے۔ اور علم بلا حکومت بالکل بے زیب وزینت انسانی زندگی کا کمال ان دونوں کے حصول اور جامعیت سے ہے۔

AsliAhleSunnet.com

آخرۃ اور اُس کی تکمیل

اب رہا امر آخرۃ - اُس کی تکمیل نہیں ہو سکتی - جب تک کہ کوئی شخص اپنے تمام کاروبار دنیوی و دینی کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ نہیں کر دیتا - جو لوگ اللہ پاک کی آستان کو چھوڑ کر اور اور کو اپنا کارساز جانتے ہیں - جو لوگ دوسروں کو اپنا ولی و نصیر سمجھتے ہیں - وہ خسران دارین کے مستوجب ٹھہرتے ہیں -

اسلام پر مرنا اور زندگی کو اسلام پر بسر کرنا

جس شخص نے اپنی زندگی کو مندرجہ بالا اعتقادِ درست - اور عمل صالح اور نیتِ خالص کے ساتھ پورا کیا ہو - اُسی کو زیب دیتا ہے - کہ اسلام پر جان دینے، اور مسلم ہو کر مرنے کا خواستگار ہو - اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے پاک دربار میں شامل ہونے کی آرزو کیا کرے - اے مالک - اے رب - اے کارساز - اے ولی - اے والی - اے وکیل - اے نصیر

دعا بحق اہل اسلام

ہم سب تجھ سے یہی دعا کرتے ہیں - کہ اپنے بندہ صدیق کی اس دعا کو ہماری دعا بنا دے - اور ہمارے لئے اس کی منظوری عطا فرما دے -

دعا پر نظر کرو

سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعا پر ایک بار پھر نظر ڈالو - کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک نبی و رسول نے اپنی اپنی ضروریات و حاجات دنیوی و اُخروی کی دعا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی ہے - جب کسی انسان کے دل میں دعا مانگنے کی نیت پیدا ہو جائے - تو سمجھ لینا چاہیئے - کہ شاہراہ کامیابی نظر آ گیا -

قصد دعا شاہراہ کامیابی ہے

اور جب بندہ مصروفِ دعا بھی ہو گیا - تو سمجھ لینا چاہیئے - کہ طلسم کامیابی کی لوح پر اُس کا قبضہ ہو گیا -

مصروفیت دعا اولین علامت اجابت ہے

بندہ کا مصروف دعا ہونا ہی اولین علامتِ اجابت ہے - پھر دعا میں جس قدر زیادہ انہماک بڑھتا جاتا ہے - اسی قدر زیادہ بندہ قرب الٰہی میں ترقی کرتا جاتا ہے -

جو کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی " انہوں نے دعا مانگی ہی نہیں ،،

بے سمجھ لوگ کہا کرتے ہیں - کہ انہوں نے دعا مانگی - مگر قبول نہ ہوئی - میں کہتا ہوں - کہ انھوں نے دعا مانگی ہی نہیں - اگر کسی ایماندار کو دعا مانگنا آ گیا ہے - تو پھر اُس کی زبان سے یہ ہرگز نہیں نکلے گا کہ دعا منظور نہ ہوئی - ذرا رب العالمین ارحم الراحمین کے ارشاد اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پر غور تو کرو - کہ ہماری استدعاؤں کے وقوع و ظہور سے بھی پیشتر پروردگار عالم کی طرف سے فرمان قبولیت نافذ ہو چکا ہے -

[illegible]

مبارک ہیں وہ لوگ - جن کو دعا مانگنا آ گیا ہے - کہ اُن کے دل کا تعلق ہر وقت اپنے مالک و

AsliAhleSunnet.com

کارساز۔ مولیٰ و بندہ نواز سے لگا رہتا ہے۔ اُسے ہر وقت اپنی بے چارگی و درماندگی پیش نظر رہتی ہے اُسے ہر وقت مالک کے افضال و الطاف پر اعتماد رہتا ہے۔

بندہ کا اعتماد مالک پر

بندہ کا یہ اعتماد ہی اعلیٰ کامیابی ہے۔ کہ وہ ایک مالک رکھتا ہے۔ جو وسیع قدرتوں اور لامحدود طاقتوں کے ساتھ بے انتہا رافت و محبت والا بھی ہے۔ جس کا پیار بندوں سے اُس محبت و تعلق سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ جو والدین کو اپنے بیکس بچہ سے ہوتا ہے۔ وہ جس کی محبت کا ظہور اُس کے اسمارِ حسنیٰ رحمٰن الرحیم علیم الحکیم۔ غفور الودود۔ رؤف الکریم۔ ولی الحمید سے بخوبی ہوتا ہے

حمد الٰہی

جس کی رحمت کا نور اُس کے اسمارِ پاک خالق الباری۔ فاطر المصور حنان المنان اور حی القیوم سے روشن ہے۔ وہ جس کی ہیبت آمیز رافت ذوالجلال والاکرام سے نمایاں ہے۔ وہ جسکی شفقت آمیز عطا اُس کے بزرگ ناموں رب الکریم۔ مالک الملک۔ وہاب البر۔ قیوم السلام حفیظ النافع لطیف الرزاق۔ غفور الشکور۔ فتاح المجیب۔ سمیع الرافع۔ سلام المومن۔ ہادی الباقی علی المغنی۔ قوی المحصی سے بخوبی واضح ہے۔

وہ جس کی بے نیازی و استغنا غنی المغنی۔ احد الصمد۔ ظاہر القادر۔ عزیز المقتدر۔ خافض القابض خالق الجلیل۔ الحق العظیم سے آشکار ہے۔

ایسے مالک۔ ایسے آقا ایسے ولی۔ ایسے مولیٰ کا غلام کیونکر مایوس المرام۔ اور محبوس العزام رہ سکتا ہے۔ خدا دارم چہ غم دارم محمدؐ راہ بر دارم۔

یہ نہ سمجھو کہ یوسفؑ نے دعاء موت مانگی

حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دعا سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اس جگہ موت کی دعا مانگی ہے ہرگز نہیں انہوں نے تو ایسی زندگی کی دعا مانگی ہے جس کا خاتمہ اسلام پر ہو ابن جریر نے ضحاک سے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں۔

دعاء موت مانگنا منع ہے

مسلم کے لئے عموماً موت کی دعا مانگنا منع ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ بِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔

تم میں سے کوئی بھی کسی مصیبت یا نقصان کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اور اگر حالت ایسی ہی ضروری ہو تو یہ کہا کرے الٰہی مجھے زندہ رکھو۔ جب

AsliAhleSunnet.com

تک جینا میرے لئے بہتر ہو۔ اور مجھے پورا کر دے۔ جب کہ پورا ہو جانا میرے لئے بہتر ہو۔

ابو امامہ و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایات مروی ہیں۔

نقصان دین کے وقت دعاء موت

مگر نقصان دین کے وقت تمنائے موت کرنا جائز ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اِثْنَتَانِ یَکْرَھُھُمَا ابْنُ اٰدَمَ۔ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتَنِ۔ وَیَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَقِلَّۃُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔

دو چیزیں ہیں۔ جن کو ابن آدم برا سمجھتا ہے۔
(۱) موت۔ حالانکہ مومن کے لئے موت فتنوں سے بہتر ہے۔
(۲) کمی مال۔ حالانکہ مال کا کم ہونا کمی حساب کا سبب ہے۔

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کی دعا

امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا۔ کہ انتظام میں جمعیت پیدا نہیں ہوتی۔ اور مشکلات بڑھتی جاتی ہیں۔ اس وقت بایں الفاظ دعا کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ خُذْنِیْ اِلَیْکَ فَقَدْ سَئِمْتُھُمْ وَسَئِمُوْنِیْ اے اللہ مجھے اپنی طرف بلالے۔ میں نے انکو دشواری میں ڈال دیا ہے۔ اور انہوں نے مجھے تکلیف میں ڈالدیا۔

امام المحدثین بخاری کی دعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (جب ان کو شاہ بخارا نے نکالدیا) دعا کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ اِلَیْکَ۔ الٰہی مجھے اپنی طرف بلالے۔

ان ادعیہ کا مقصد حفاظت دین تھا۔ نہ کہ قلت صبر و استقلال۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ (۱۰۲)

یہ وہ چھپی باتیں ہیں۔ جن کی وحی ہم نے تیری طرف کی ہے۔ اور تو ان کے پاس نہ تھا۔ جب انہوں نے اپنی بات پر اتفاق کر لیا تھا۔ اور وہ چپکے چپکے اپنی تدبیریں کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اقوام ماضیہ کے تاریخی حالات اس لئے اخبار غیب تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ حضور نے نہ کسی سے کچھ پڑھا نہ سُنا۔ ایسا شخص جو کچھ بیان کر سکتا ہے وہ عالم الغیب ہی کی وحی سے بیان کر سکتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳)

اور بہت لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ گو تجھے اُن کے مومن ہونے کی بڑی خواہش ہے۔

حَرَصْتَ - حرص یحرص۔ کسی شے کا کوشش کے ساتھ طلب کرنا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو بڑی تھی

مطلب یہ ہے۔ کہ یہود اور مشرکین مکہ نے جو یہ سوال کیا تھا۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔ تو بتلائیں۔ کہ بنی اسرائیل کیونکر مصر جا پہنچے تھے۔ اس سوال کا جواب اس سورہ مبارکہ میں دے دیا گیا ہے۔ لازم تھا۔ کہ اب تو یہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ لیکن اب بھی وہ اپنی پہلی ضد۔ ہٹ پر قائم ہی رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آرزو اور تمنا لوگوں کو مسلمان دیکھنے کی تھی۔ اُسے اللہ تعالیٰ نے لفظ حرص سے بیان فرمایا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی آرزو

اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضور کی رغبت نہ اموال و زخارف دنیا کی جانب تھی۔ نہ حکومت و امارت پر حضور کا دل مائل تھا۔ اور نہ کوئی اور شے ایسی تھی۔ جدھر کبھی حضور کا میلانِ خاطر معلوم ہوا ہو۔ حضور کی سب سے بڑی آرزو اور تمام تر ہمت اگر مقصود تھی۔ تو صرف اس ایک امر پر۔ کہ سب لوگوں کے سر اور دل خدا کے حضور میں جھکے ہوئے دیکھ لیں۔

حدیث نبوی

حدیث میں ہے۔ اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشَةِ عَلَى النَّارِ وَ اَنَا اٰخُذُ بِكُمْ الْحُجُزِ۔ تم تو آگ میں اس طرح گرے پڑتے ہو۔ جیسے پروانے گرا کرتے ہیں۔ اور میں تم کو کمر سے پکڑ پکڑ کر جہنم سے پرے ہٹا رہا ہوں۔

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ط

تو تو ان سے کوئی بدلہ بھی نہیں چاہتا۔

عَلَيْهِ - کی ضمیر ایمان یا قرآن کی طرف ہے۔

کسی نبی نے اجر نبوت نہیں مانگا

واضح ہو کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کے سامنے یہی ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیم اور تبلیغ پر لوگوں سے کچھ بھی اجر نہیں چاہتا۔

انبیاء کے مقولے

سورۂ شعراء کو دیکھو۔ رکوع پنجم میں حضرت نوح۔ ششم میں حضرت ہود ہفتم میں صالح ہشتم میں لوط۔ نہم میں شعیب علیہم السلام کی زبان سے یہی آیت بار بار دُہرائی گئی ہے۔ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ۔ سورہ ہود میں (۴ ۳) لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا بزبان نوح علیہ السلام

AsliAhleSunnet.com

اور لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ازبان ہود علیہ السلام فرمایا گیا ہے۔ سورہ انعام ع ۔ ۱۰ میں قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا کہہ دینے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے۔ اور یہی حکم سورہ فرقان رکوع ۵ سورہ ص ع ۵ میں حضور کو دیا گیا ہے۔ سورہ یٰس میں ہے۔ اِتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ اس آیت میں اجر نہ لینے کو انبیاء علیہم السلام کی ذات مبارکہ کے لئے صفت لازم قرار دیا گیا ہے۔

نبی صلعم کو فرمان

ان تمام حوالجات سے آشکار ہو جاتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان دعوت تعلیم شریعت۔ اور تبلیغ احکام رب العزت پر ہرگز ہرگز کسی قسم کے اجر کا سوال بھی کسی شخص سے نہیں کیا۔ پس یہی صفت ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ کو اہل دنیا کی غرض آلودہ۔ مصلحت آمود زندگی سے بالاتر و اعلیٰ تر ثابت کر دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جملہ اہل اسلام پر اپنی حجت کو قائم فرمایا ہے۔ وللہ الحمد[1]

قرآن ہمیشہ کی ہدایت

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۴ ع ۱۱

یہ تو اہل عالم کے لئے ذکر ہے۔

ذِكْرٌ۔ قرآن مجید کا نام ذکر بھی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ اَلْقُرْاٰنُ ذِكْرٌ فَذَكِّرُوْهُ۔ یعنی قرآن پاک واجب التعظیم ہے ہمیشہ اس کی تعظیم کیا کرو۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۱۰۵

اور بہت سی نشانیاں ہیں۔ جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ اُن نشانیوں پر سے گزرتے ہیں۔ اور پھر بھی اُن نشانیوں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

كَاَيِّنْ۔ ک تشبیہ اور آن سے مرکب ہے۔ اور اب معنی واحد میں بمعنی کم مستعمل ہے۔

[1] واضح ہو کہ سورہ شوریٰ کی آیت قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى میں بھی کسی شے کا سوال اس تعلیم و تبلیغ و ہدایت راہ نمائی پر نہیں کیا گیا۔
یہ آیت دیگر متعدد آیات کی ناسخ ہے۔ اور نہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک دیگر انبیاء سے جدا رنگ رکھتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر لطیف انشاء اللہ کسی مقام پر کی جائے گی۔

آیت قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ ... کی تفسیر

AhleSunnet.com

آیۃ۔ اصل میں اَوَیَۃٌ تھا۔ لغت میں آیت بمعنی جماعت آتا ہے۔ محاورہ ہے۔ خَرَجُوْا بِاٰیَتِہِمْ۔

آیت کے معنی — اور ہر ایک کلام متفصل بفصل لفظی کو آیت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں بھی حروف و کلمات کی ایک جماعت مجتمع موجود ہوتی ہے۔ کلام اللہ میں جب اس کا استعمال کسی فقرۂ قرآن مجید کے لئے ہوتا ہے۔ تو اُس کا استعمال بسا اوقات الف لام کے ساتھ ہوتا ہے۔ یا بحالت مضاف۔

اور جب لفظ آیت کا استعمال بمعنی نشان قدرت یا دلیل و برہان ہوتا ہے تب ایسا نہیں۔

آیت بمعنی نشان قدرت کے لئے مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ — خدا کی آیات میں سے ہے کہ تم کو مٹی سے بنایا۔ (سورہ روم)

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا — خدا کی آیات میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑا بنایا۔ (سورہ روم)

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ — خدا کی آیات میں سے زمین و آسمان کی پیدائش ہے

وَمِنْ اٰیٰتِہِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ۔ — خدا کی آیات میں سے وہ جہاز ہیں۔ جو سمندر میں چلتے ہیں۔ بڑے بڑے جھنڈے کی طرح نظر آتے ہیں۔

(واقعاتِ یوسف علیہ السلام کا ظہور آنحضرت کے لئے)

اس جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام کے واقعات کو صرف ایک افسانہ نہ سمجھو۔ یہ تو آیت الٰہی ہے۔ اور ان سوال کرنے والوں کے اندر خود ہی ہونے والا ہے۔ جو برادران یوسف کے ساتھ ہُوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وبارک وسلم کی شان رفیع اور منصب جلیل کا ظہور اسی طرح ہونے والا ہے۔ جیسے اللہ کے نبی و صدیق یوسف علیہ و علیٰ آبائہ السلام کی شان کا ظہور ہُوا تھا۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں۔ کہ اللہ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور وہ شرک بھی کیا کرتے ہیں۔

بت پرستانِ عرب کے معتقدات — واضح ہوا کہ بُت پرستانِ عرب جن کی ہدایت و ارشاد کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ وہ وجود باری کے منکر نہ تھے۔ اور صفات باری کا بھی اُن کو انکار نہ تھا۔ وہ باری تعالیٰ کی کبریائی و علوشان کا اقرار رکھتے تھے لیکن بائیں ہمہ اُن میں شرک پایا جاتا تھا اور وہ ٹھیک ٹھیک مشرک تھے۔

AsliAhleSunnet.com

مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو۔

(١) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان ٣٦)

اگر تو ان سے سوال کریگا کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ مشرک کہدینگے کہ اللہ نے۔

(٢) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (عنکبوت ٦٦)

اگر تو ان سے پوچھیگا کہ اوپر سے پانی کون اتارتا ہے جس سے زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے تب یہ مشرک لوگ جواب دینگے کہ اللہ۔

اِن اعتقادات و اعترافات پر بھی اُن کو مشرک بتانے کی وجہ یہ ہے۔ جو قرآن پاک نے خود بیان کردی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر ١٦)۔

مشرک وہ ہیں جنہوں نے خدا سے ورے ورے دوسروں کو بھی اپنا کارساز اور حاجتی بنا رکھا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردینگے۔

مشرکین عرب کیوں مشرک تھے

اس سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ مشرکین عرب اس لئے اصلی اور قطعی مشرک تھے۔ کہ انہوں نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کو نہ سمجھا تھا۔ اور وہ لوگ عبادت و استعانت میں دوسروں کو اللہ کے ساتھ شامل کرلینے کی وجہ سے مشرک تھے۔ اب بھی ہزاروں مسلمان ایسے موجود ہیں جنہوں نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے معانی کو بخوبی نہیں سمجھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے مانے ہوئے بزرگوں کی قبروں اور استھانوں پر جاکر وہی کام وہی افعال کرتے ہیں۔ جو مشرکین مکہ اپنے اپنے مانے ہوئے بزرگوں کے بتوں اور تصویروں اور استھانوں پر کیا کرتے تھے۔

مسلمان اپنے اپنے مشرکانہ افعال پر غور کریں

مسلمانوں بھائیوں کو لازم ہے۔ کہ وہ یہ سمجھ لیں۔ کہ یہ تو وہی شرک ہے۔ جس میں مشرکین مکہ آلودہ تھے۔ یہ تو وہی شرک ہے۔ جسے تباہ و باطل کرنے کے لئے سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہٖ وبارک وسلم تشریف لائے تھے۔

خالص دین پاک

مسلمان بھائی تب ہی خالص باایمان ہو سکتے ہیں۔ جب ایسے افعال سے وہ خود کو پاک صاف بنالیں گے۔ ورنہ اُن پر یہی آیت وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ صادق آئے گی۔ کہ اللہ پر ایمان کا دعوے بھی ہے۔ اور شرک بھی ساتھ ساتھ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اللہ کے سوا اوروں سے مدد کا سوال بھی کیا جاتا ہے۔

اللہ کے سوا اوروں کو بھی اللہ کی طرح پکارا جاتا ہے۔

اللہ کے سوا۔ اوروں کو بھی اللہ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر مانا جاتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے۔ کہ توحید کامل نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے لوگوں کے اعمال کچھ بھی وقعت و منزلت نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بھائی کو اس بُرے انجام سے بچائے۔ اور اسلام خالص۔ دین قیم پر قائم رکھے۔

أَفَأَمِنُوٓا۟ أَن تَأْتِيَهُمْ غَٰشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ ٱللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ ٱلسَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾

کیا وہ اللہ کے عذاب سے جو سب چیزوں پر چھا جانے والا ہے۔ نڈر ہو گئے ہیں یا اُن کو ڈر نہیں رہا۔ کہ قیامت اُن کے لئے یکبارگی آجائے۔ جب کہ انہیں اس کا سان و گمان بھی نہ ہو۔

أَفَأَمِنُوٓا۟ - أَمِنَ أَمْنًا و امانًا - اطمنان۔

غَاشِيَه - غاشی کا مؤنث ہے۔ ڈھانپ لینے والی شے۔

واضح ہو۔ کہ اس آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کا ذکر پہلی آیت میں ہے۔ کہ اللہ پر ایمان بھی ہے۔ اور شرک پر عمل بھی ہے۔

لہٰذا ان دونوں آیات کو نہایت غور سے پڑھنا۔ سوچنا اور تدبیر کرنا ضروری ہے۔

قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ

اے رسول ان لوگوں کو بتا دیجئے۔ کہ میرا طریقہ تو یہی ہے۔ میں سب کو اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اس کی دعوت دوسروں کو دیا کرتا ہے جس کی عظمت خود اس کے دل میں ہوتی ہے نبی اللہ کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت و جلالی ہوتا ہے اس لئے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی جانب دنیا کو بلایا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اسی لئے دَاعِیًا بِاِذْنِ اللّٰہ بتلایا گیا ہے۔ قرآن مجید پر غور کرو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار اسی دعوت کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُدْعُ[1] اِلٰی

[1] اپنے رب کے راہ کی طرف لوگوں کو زیر کی و دانائی اور پاکیزہ نصیحت کے ساتھ بلایا کر۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

دعوت الی الحق کا حکم

سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (نحل رکوع ۱۶) - ؏

فرمایا - فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ج (شوری رکوع ۲) - ؏

فرمایا - وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ (حج ع ۹) - ؏

فرمایا - قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِهٖٓ اَحَدًا - (جن ع ۲) - ؏

اِن احکام کی تعمیل میں دیکھو - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر مکہ کے کوچہ کوچہ میں اپنی آواز کو بلند کیا -
عقبات کی پہاڑیوں میں راہ گیروں اور مسافروں کو اللہ کا پیغام سُنایا -
عُکاظ اور مجنہ - اور ذی المجاز کی منڈیوں میں جاجا کر غافلوں کے کان میں ہادی برحق کا فرمان ڈالا -
عرب کے بے آب وگیاہ میدانوں میں خانہ بدوش قبائل کا پتہ لگا لگا کر اُن کو پیام ربانی پہنچایا -
طائف کے کوہسار پر تشریف لے جاکر جواہر توحید لُٹائے اور خود پتھر کھائے -
دنیا کے تمام مشہور حکمران بادشاہوں کے نام فرمان لکھے اور سفیر روانہ کئے -
اہل اسلام میں سلسلہ تبلیغ و دعوت کو فرض انسانی و وجوب دینی قرار دیا -
یہ تمام جد وجہد اُسی مالک الملک کے حکم کی تعمیل میں تھی - جس کی محبت جس کی عظمت جس کا جلال حضور کی رگ رگ اور بال بال میں تھا -

عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؏ — میں اور جو کوئی میری پیروی کرتا ہے بصیرت پر ہیں -

بَصِیْرَتْ فطنت - حجت - استدلال - خبرت - دانائی - روشنی دل -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بصیرت پر ہونا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بصیرت پر ہونا اس لئے ہے - کہ
(الف) حضور عواقب امور کو اُسی طرح دیکھ لیا کرتے - جیسا کہ لوگ اعمال ماضیہ کے ناظر ہوتے ہیں -
(ب) رب العالمین نے حضور کے سامنے سے اُن تمام واقعات کا (جو بعد از مرگ انسان کو پیش آنے والے ہیں) پردہ اُٹھا دیا - احوال برزخ اور بہشت و دوزخ اور مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے مشاہدات حضور کے چشم دید تھے -

---

؏ لوگوں کو دعوت دیا کر - اور اس کام میں ویسا ہی مضبوط رہ - جیسا کہ حکم دیا گیا ہے - ۱۲
؏ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلایا کر - تو ہی ہے - جو سیدھی اور مضبوط ہدایت پر ہے - ۱۲
؏ ان کو بتا دے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کو پکارا کرتا ہوں - اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا -

AsliAhleSunnet.com

مُتَّبِعِیْن کا بصیرۃ پر اس ملئے ہے۔ کہ

اہل اسلام کا جو اتباع نبوی کریں بصیرت پر ہونا

انہوں نے ایسے رسول کو ہادی بنایا۔ ایسے معصوم کی ہدایت پہ چلے۔ ایسے شاہد حق کے فرمودہ پر کاربند ہوئے۔ ایسے داعی الی الحق کی آواز پہ گوشِ جان لگایا۔ ایسے رہبر کو امام بنایا جس کی اتباع کے طفیل سے ان میں نیتِ صحیح اعتقاد درست پیدا ہوگیا۔ اعمال میں نورانیت اور قلب میں روحانیت پیدا ہوگئی۔ عالم روح۔ اور عالم قلب کے انوار واسرار اُن پر کھُل گئے۔ حلاوت ایمان سے چاشنی گیر ہوئے۔

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

خدا پاک ہے۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

سُبْحَان۔ تسبیح سے بنایا ہے۔ جیسا تسخیر سے سُخرہ۔

سبحان اللہ کے معنی

سبحان اللہ کہنے کا مقصد۔ تنزیہ و تقدیس و تبریہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جملہ عیوب اور نقائص۔ اور آدناس اور آرجاس سے پاک ہے۔ ذکر الٰہی کے موقعہ پر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ دونوں اکٹھے آتے ہیں۔

الحمد للہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جُملہ محامد جلال اور صفاتِ کمال کا مالک ہے۔ حدیث

تذنیب"

شریف میں ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَاُهٗ یعنی سبحان اللہ میزان عمل کو نصف بھر دیتا ہے۔ اور الحمد للہ اُسے بھر پور کر دیتا ہے۔ آیت زیر تفسیر میں سبحان اللہ صرف تنزیہ کے لئے ہے۔

آیت کا تعلق پہلی آیت سے یہ ہے۔ کہ وہ بصیرت جو رب العالمین اپنے بندگان مخلصین کو عطا فرماتا ہے۔ اسی کی نور و ضیا میں اہل ایمان کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اہل شرک اپنے افعال واقوال میں جن نقائص و عیوب کو بارگاہ باری تعالیٰ سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ وہ پاک قدوس اُن سب سے پاک و برتر ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ

تجھ سے پہلے ہم نے بستی کے رہنے والوں ہی میں سے مردوں پر وحی بھیجی تھی۔

AsliAhleSunnet.com

رِجَالًا - رجل کی جمع ہے - اور اس سے یہ ثابت ہو گیا - کہ نبوت مردوں سے خصوصیت رکھتی ہے - جنس نساء میں سے کسی کو نبوت نہیں ملی - اُمِ موسیٰ - و اُمِ عیسیٰ و ہاجرہ علیہن السلام کے پاس فرشتگان آسمانی کا آنا کسی خاص واقعہ کے متعلق منجانب اللہ کچھ سمجھا جانا نبوت اور رسالت کے مفہوم میں داخل نہیں -

نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے

نبی کیوں فرشتہ نہیں ہوتا

یہ آیت مشرکین کے اس اعتراض کے جواب میں ہے - کہ نبی انسان کیوں ہوتا ہے فرشتہ کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا جاتا - اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے - کہ جملہ انبیاء ہمیشہ سے نبی ہی ہوتے رہے ہیں - قرآن مجید کے دوسرے مقام پر یہ جواب بھی دیا گیا ہے مگر اگر یہاں فرشتے آباد ہوتے - تو اُن کے لئے رسول بھی فرشتہ ہی ہوتا -

اعتراض کی بنا فضیلت انسانی سے ناواقفیت پر مبنی تھی

اعتراض کرنے والے وہ تھے - جو جنس بشر کی فضیلت سے ناواقف تھے - اگر وہ یہ جانتے ہوتے - کہ انسان ہی اشرف مخلوقات ہے - اور خلافتِ الٰہیہ کا تاج آدم ہی کے سر پر رکھا گیا ہے - تو کبھی یہ اعتراض زبان پر نہ لاتے - لیکن شرک وہ بُری بلا ہے - جو انسان کو خود اس کی نگاہوں میں ذلیل بنا دیتا ہے - جب کوئی مشرک کسی جانور - یا درخت یا استھان بالشان کی پوجا کرتا ہے - تو ظاہر ہے - کہ وہ ان اشیاء کو اپنے سے برتر و اعلیٰ قرار دیتا ہے - حالانکہ رب العالمین نے تو انسان کو سب سے برتر بنایا ہے -

نبی کے بشر ہونے کی حکمت اسوۂ نبوت

اب اصل وجہ بشر کو نوع بشر کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کی یہ ہے - کہ نبی اپنے جملہ افعال و اعمال میں تمام دنیا کے لئے اُسوۂ حسنہ اور کمالات انسانیہ کا صحیح نمونہ ہوا کرتا ہے - اگر نبی کسی دوسری جنس یا نوع سے ہوتا - اگر وہ فرشتہ یا جن ہوتا - تو اُس کے اعمال و افعال نسل انسانی کے لئے نمونہ نہ بن سکتے -

اُسوہ و نمونہ

جب کسی شخص سے کہا جاتا - کہ تم بھی نبی اللہ کی سُنت کے مطابق عمل کرو - تو وہ جواب دے سکتا تھا - کہ وہ تو فرشتہ تھے - ہم انسان ہیں - اس لئے ہم ویسے اعمال و افعال کیونکر بجا لا سکتے ہیں قدرتِ الٰہیہ نے اب کسی شخص کے لئے یہ عذر قائم نہیں رہنے دیا -

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

کیا یہ لوگ ملک میں چلتے پھرتے نہیں - کہ وہ دیکھیں -

AsliAhleSunnet.com

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط کہ ان سے پہلی قوموں کا انجام کیا ہوا۔

اقوام ماضیہ کے انجام سے عبرت حاصل کرو

مکہ کا قافلہ جب مصر کو۔ یا شام کو جاتا۔ تو اُن کی راہ میں ثمود اور اصحاب ایکہ کے تباہ شدہ شہر اور قلعے آیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اُن کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ ان اقوام کے ایسے انجام اس لئے ہوئے کہ انہوں نے اپنے اپنے وقت کے نبی کو حقیر سمجھا۔ اور اطاعت نہ کی۔ اب اگر اہل مکہ بھی نبی آخر الزمان کی اطاعت نہ کریں گے۔ تو وہ بھی اُسی انجام کے مستوجب ٹھہریں گے۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۰۹) اور آخرت کا گھر تو تقویٰ والوں کے لئے بہت بہتر ہے۔ کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے۔

پہلی آیت میں بتلایا تھا۔ کہ نبی اللہ کی نافرمانی موجب بربادی اور زبردست تباہی ہوتی ہے۔ ان پر دنیا میں بھی تباہی آیا کرتی ہے۔

اس آیت میں بتلایا۔ کہ اُن کی آخرت بھی تباہ ہوتی ہے۔ کیونکہ عالم آخرت تو اہل تقوے کے لئے ہے۔ اور اہل تقوے وہی ہوتے ہیں۔ جو نبی پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔

عالم آخرت کیوں دنیا سے بہتر ہے

اب رہا عالم آخرت کا عالم دنیا سے بہتر ہونا۔

(الف) وہ اس لئے بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُس جگہ انسان کو خلود عطا فرمایا ہے۔ اور یہاں انسان ہر روز ہر ساعت۔ ہر لحظہ فنا کی جانب جا رہا ہے۔ اور اس لئے فنا کا روگ ہر وقت انسان کے جسم اور جان سے لگا ہوا ہے۔

(ب) دنیا سے عالم آخرۃ اس لئے بھی بہتر ہے۔ کہ وہاں کی نعمت و اقبال کو نقص و زوال نہیں حالانکہ دنیا میں ہر ایک شے اپنی عوارض کی تحت میں پائی جاتی ہے۔

موازنہ کی مختصر تدبیر

مختصراً غور کرو۔ کہ ہر ایک نعمت و دولت سے محفوظ ہونے کا انحصار انسان کی اپنی صحت بدن پر ہے۔ مگر صحت انسانی سینکڑوں عوارض و امراض سے گھری ہوئی ہے۔ صحت قوی اور اعتدال عناصر اوّل تو کسی شخص کو حقیقی معنی میں حاصل ہی نہیں ہوتے۔ اور اگر کسی کو تھوڑے دنوں کے

AsliAhleSunnet.com

لئے یہ بات کچھ مل بھی گئی۔ تب بھی جوانی کو بقا کہاں ؟ ۔ ٭

آخرت کی برتری کا ثبوت عقل سے تعلق رکھتا ہے

الغرض عالم آخرۃ کی برتری کے بیسیوں دلائل ہیں۔ لیکن اُن کا تعلق فہم و افہام و تفہیم عقل پر منحصر ہے۔ اسی لئے آیت کو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پر ختم فرمایا گیا ہے۔ جو لوگ عقل نہیں رکھتے۔ وہ عواقبِ امور پر نہ بحث کر سکتے ہیں۔ نہ تدبر و غور سے کام لے سکتے ہیں۔ اور نہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ

اور جب رسول (منکروں سے) مایوس ہو گئے اور سمجھنے لگے۔ کہ یہ لوگ ہم کو جھوٹا ہی سمجھتے ہیں تب ہماری مدد رسولوں کے لئے آتی ہے۔ اُس وقت اسی کو نجات ملتی ہے۔ جسے ہم چاہتے ہیں۔ ٭

اِسْتَایْئَسَ ۔ یئس۔ ییاس۔ یاسًا و یاسۃً سے ہے۔ اس کے معنی قطع امل ہیں۔ آیت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ وہ صحیح بخاری کی روایت عروہ عن ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی تفسیر کے مطابق ہے۔

تفسیر آیت از ام المومنین رضی اللہ عنہا

معاذ اللہ۔ آیت کے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ رسولوں کو رحمت الٰہی سے کبھی مایوسی ہو جایا کرتی ہے۔ یا اُن کو وعدہ ربانی میں تخلف کا وہم بھی کبھی ہو جایا کرتا ہے۔

اس معنی کی صحت خود اس سورہ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔ ذرا غور کرو۔ یعقوب علیہ السلام پر کبھی یاس چھائی۔ کبھی اُن کے کلام سے ناامیدی کی بُو بھی آئی ؟

الف۔ جب پہلی دفعہ اُن کے لڑکوں نے خبر دی۔ کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا تب بھی انہوں نے یہی فرمایا۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا (نہیں تم نے خود ایک بات بنالی ہے)۔

(ب) جب دوسری بار انہوں نے بنیامین کے قید اور روبن کے ترکِ وطن کی اطلاع دی۔ تب بھی یعقوب علیہ السلام نے عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا فرمایا تھا۔

نبی کبھی رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہوتا

(ج) جب بیٹوں نے اُن کی یادِ یوسف ؑ کو ضلالت قدیم بتلایا۔ تب بھی انہوں نے اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بتلایا تھا۔ (مجھے اللہ کی ذات کا وہ علم ہے جو تم کو نہیں)۔

(د) جب یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو بار سوم مصر روانہ کیا۔ اور تلاش یوسف ؑ کا حکم دیا تھا۔ تب فرمایا تھا۔ فَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ یعنی رحمت الٰہی سے ناامید نہ ہونا۔ نیز فرمایا تھا اِنَّهٗ

AsliAhleSunnet.com

لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یعنی رحمت الٰہی سے تو کافر لوگ نا اُمید ہوا کرتے ہیں)۔

(۵) جب اُن کو حیات یوسف کی بشارت اور اپنی گئی ہوئی بصارت ملی۔ تب بھی انہوں نے اپنے اسی اعتقاد محکم کی یاد اپنی اولاد کو تازہ کرائی تھی۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ کہ میں اللہ کی بابت جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے)۔

اِن واقعات سے ثابت ہو گیا۔ کہ سخت سے سخت مصیبت میں بھی نبی اللہ کے اعتماد و توکل اور اُمید فضل الٰہی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔ یہی وہ تعلیم ہے۔ جو اس سورہ مبارکہ میں دی گئی ہے۔

ہاں اسی سورہ مبارکہ میں ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا کا نمونہ بھی دیکھ لو۔ یعقوب علیہ السلام کو یہ گمان ضرور ہو گیا تھا۔ کہ اب اُن کی اولاد اُن کی بات پر اعتماد نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب انہوں نے نکہت یوسفی کو سونگھا۔ اور اس کی اطلاع اپنی اولاد کو دینے لگے۔ تو انہوں نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا تھا۔ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ۔ (یہ نہ سمجھنا کہ بڈھا سٹھیا گیا)۔

الغرض یعقوب علیہ السلام اور فرزندانِ یعقوبؑ کے حالات پر تدبر کرنے سے اس معنی کی جو بحوالہ حدیث بخاری کئے گئے ہیں۔ بخوبی توثیق و تخصیص ہو جاتی ہے۔

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور ہمارا عذاب تو مجرم قوم سے لوٹایا نہیں جاتا۔

اس آیت میں دو اصول بتلائے گئے ہیں۔

اوّلؔ۔ عذاب الٰہی صرف مجرمین پر نازل ہوتا ہے۔

دوؔم۔ نزول عذاب کے بعد پھر اُسے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ

ان کے حالات میں دانش مندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔

یہ بنائی ہوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو اپنے سے پہلی کی تصدیق کرتی ہے اور ہر شے کی تفصیل ہے۔

AsliAhleSunnet.com

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع ١٢ — اور ہدایت ہے۔ اور رحمت ہے ایمان والی قوم کے لئے۔

عِبْرَةٌ - معاملات پر غور کرنا۔ دوسرے کے حالات سے نصیحت حاصل کرنا۔

اَلْبَابُ - لُب کی جمع ہے۔ لُب یعنی عقل۔ ہر ایک وہ شے جو خالص عن الشوائب ہو میوہ جات کا وہ اندرونی حصہ جو کھایا جاتا ہے۔ ہر شے کا مغز۔

يُفْتَرٰى - فری فریا سے ہے۔ جس کے معنی خراب کرنا چمڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا ہے (افتراء جھوٹ بنانا جھوٹ سے کسی کو تباہ کرنا۔

تَصْدِيْق - قائل کی نسبت دل و زبان سے صدق کا استعمال۔

قَصَصِهِمْ - کی ضمیر میں انبیاء اور نجات یافتہ قومیں اور جرائم پیشہ لوگ شامل ہیں۔ جن کا ذکر آیت اِذَا اسْتَايْئَسَ الرُّسُلُ میں آیا ہے۔ بعض نے اُسے خاندان اسرائیل کی طرف بتایا ہے۔

حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى - بنائی ہوئی بات

کفار مکہ جو قرآن مجید کو کلام الٰہی نہ مانتے تھے۔ وہ یہ کہہ دیا کرتے تھے۔ کہ یہ کلام تو محمد کا خود ساختہ ہے۔ سورہ سبا میں ہے۔ کہ کفار نے قرآن مجید کو اِفْكٌ مُّفْتَرًى (ساختہ پرداختہ) بھی کہا تھا۔

قرآن مجید نے اس الزام کا جواب ایک جگہ یہ دیا ہے۔

(قرآن کا دعویٰ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا	کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن محمد نے بنا لیا ہے
بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ	ان سے کہدو۔ کہ تم بھی ایسی ہی دس سورتیں بنا
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ	لو۔ اور خدا کے سوا جس سے مدد لے سکتے ہو۔
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ	اُسے بلا لو۔ اگر تم یہ بات کہنے میں سچے ہو۔ اگر یہ لوگ
فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا	اس بات کو قبول نہ کریں۔ تب سب کو جان
اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ	لینا چاہیئے۔ کہ اس قرآن کو تو اللہ ہی نے اپنے
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ	علم سے اُتارا ہے۔ اور اُسکے سوا اور کوئی بھی معبود نہیں
مُّسْلِمُوْنَ - (ہود ع ۲)	ہے۔ کیا تم اُس کی فرمانبرداری کرو گے۔

AsliAhleSunnet.com

دوسرا جواب یہ ہے۔ جو آیت زیر تفسیر میں دیا گیا ہے۔

یعنی کلام اللہ کی مندرجہ ذیل صفات پر غور کرو۔

(۱) یہ اُولوا الالباب کے لئے عبرت ہے۔ اور اہل دانش کے سامنے زمان ماضی کو ایسی صورت میں پیش کرتا ہے۔ جس سے زمان مستقبل میں فائدہ اور نفع اور نصیحت حاصل کی جاسکے۔

(۲) یہ تَصْدِیْقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ ہے۔ یہ صفت قرآن مجید کی ایسی خاص و اعلیٰ ہے۔ جو اُسے دیگر کتب سماویہ سے ممتاز و برتر ثابت کرتی ہے۔

کلام اللہ سے گزشتہ زمانہ کی عبرت

الف۔ اہل ہند کا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان کے سوا اور کسی قوم پر آکاش بانی نہیں اُتری۔

ب۔ بنی اسرائیل نے کہا۔ کہ اسرائیلیوں کے سوا اور کسی کو نبوت نہیں ملی۔

ج۔ ایرانیوں کا پندار ہے۔ کہ پارسیوں کے سوا سروش یزدانی سے کوئی آشنا نہیں ہوا۔

د۔ مصریوں کو اصرار ہے۔ کہ جملہ علوم روحانی و مادی اُنہی نے نکالے۔ اور اہرام پر لکھے۔

ھ۔ چینیوں نے بتلایا۔ کہ آسمانی خدا کے فرزند وہی ہیں۔ اب ہر ایک کے دعویٰ پر غور کرو۔ ہر ایک قوم اپنے دعویٰ کے ساتھ ساتھ کل اقوام عالم کی تکذیب بھی کر رہی ہے۔

ہنود اسرائیلیوں کو جھوٹا بتاتے ہیں۔

اور اسرائیلی ہندوؤں کو۔

ایرانی اِن دونوں کو کاذب کہتے ہیں۔

اور یہ دونوں ایرانیوں کو لاف باف بتلاتے ہیں۔

علیٰ ہذا مصری اِن تینوں کو دروغ گو کہہ رہے ہیں۔

اور چینی ان چاروں کی بطلان پر اصرار رکھتے ہیں۔

اَلغرض یہ تکذیب و ابطال کا سلسلہ اتنا وسیع ہو جاتا ہے۔ کہ قوم بھی اُس کے اثر سے باہر نہیں رہتی۔

"تکذیب و ابطال باہمی اقوام عالم"

قرآن مجید وہ پاک کتاب ہے۔ جس نے کل دنیا کو یہ بتلایا ہے۔ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ یعنی دنیا کی ہر ایک قوم میں ایک نذیر آیا ہے۔ یہ اصول دنیا کو محبت و اتفاق۔ یک جہتی و اتحاد کی تعلیم دینے والا ہے۔ اور یہی اصول

قرآن مجید کی تعلیم عالمگیر

واضح کر دیتا ہے۔ کہ ایسی پاکیزہ تعلیم کا پیش کرنے والا ہرگز ہرگز مفتری نہیں ہو سکتا۔

(۳)۔ یہ کتاب تَفْصِیْلُ کُلِّ شَیْءٍ ہے یعنی ہر ایک وہ شے جس کا تعلق تزکیۂ قلب اور تنویر روح۔ اور نجاتِ اُخروی۔ اور تمدن انسانی۔ اور حیاتِ بشری۔ حقوق العباد۔ اور فرائض الٰہی سے ہے۔ اُسے نہایت جامعیت اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

تفصیل کل شئ

"یہی وجہ ہے کہ"

الف۔ قرآن مجید عدالت ہائے فوجداری۔ و دیوانی و مال کے لئے ایک بہترین قانون بھی ہے۔

ب۔ اور ایام اللہ کے بیان میں ایک صحیح ترین تاریخ بھی۔

ج۔ وہ ہدایت تامہ ہے۔ اور کتابِ اخلاق بھی۔

د۔ وہ مواعظ و امثال بھی بیان کرتا ہے۔ اور انذار و بشارت بھی۔

قرآن مجید کی چند خصوصیات

ھ۔ اس میں علوم اُخروی و دنیوی کے دو دریائے ذخار پہلو بہ پہلو جوش زن نظر آتے ہیں۔

و۔ وہ برہان کو پیش کرتا ہے۔ اور فطرتِ سلیمہ کو بیدار بناتا ہے۔

ز۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور صحیح صحیح طریق پر اللہ کے کام بتاتا ہے۔

ح۔ وہ کتب سماویہ کا مہیمن ہے۔ اور اُن کے مطالب کا جامع ہے۔ توراۃ میں صرف حلال و حرام کے احکام تھے۔

زبور مجموعہ مناجات ہے۔

انجیل میں صرف اخلاقی سبق ہیں۔ اور اُس کی تعلیم ایسی مثالوں میں دی گئی ہے جسے اکثر اوقات مسیحؑ کے خاص شاگرد بھی نہ سمجھا کرتے تھے۔ لیکن اقسام ہدایت کی ہر ایک قسم کو اپنی ذات میں جمع کر لینا صرف قرآن پاک ہی کا خاصہ ہے۔

(۴)۔ قرآن مجید سراپا ہدایت اور کامل رہنما ہے۔

قرآن ہدایت ہے

ہر ایک کتاب پر غور کرو۔ کہ اُس کی تعلیم نے کیا کیا اثر پیدا کئے۔

الف۔ کیا وید کی تعلیم نے ہندوستان سے باہر کسی قوم میں کوئی وقعت پائی؟

ب۔ کیا ژند و اُستا نے اولاد ایرج کی حدود سے باہر کبھی قدم نکالا؟

ج۔ کیا توراۃ کی تعلیم سے اسباط کے سوا اور کسی نے کچھ استفادہ کیا؟

AsliAhleSunnet.com

د- کیا انجیل نے توراۃ سے علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو کبھی مستقل کتاب کہلانے کا دعویٰ کیا۔

ہ- کیا مسیح کے بارہ منتخب کردہ اور تیار کردہ شاگردوں نے انجیل کو کبھی اقوام غیر کے سامنے پیش کرنے کی سبقت کی ؟-

و- ہاں یہ قرآن مجید ہی ہے۔ جس نے شروع ہی سے اپنے آپ کو کل مخلوق کا رہ نما بتلایا ہے۔

(صحف اولین کی تعلیم در علاقۂ خاص محدود)

ز- یہ قرآن حکیم ہی ہے جس نے دنیا کے تمام ملکوں اور قوموں کو اپنا فیض پہنچایا ہے۔

ح- یہ قرآن مبین ہی ہے۔ جس نے زبانوں کے اختلاف، رنگتوں کے تبائن، اور نسل و نسب کے امتیازات کو الگ کر کے سب کے دلوں میں ایک ہی عقیدہ اور سب کے دماغوں میں ایک ہی ولولہ، اور سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا ہے۔

(قرآن مجید کا فیض عام)

ط- قرآن پاک کا یہ فیض عام اُسی ابتدائی زمانہ سے جاری ہے جب کہ نزول قرآن کی ابتدا ہوئی یہودی - عیسائی - صابی - بُت پرست - دہریہ سب ہی اقسام کے لوگ اس آب حیات سے سیراب ہوئے - شاہ و گدا کو برابر اس کا فیضان ہوا۔

بلال و صہیب کے ساتھ اکیدر و جیفر ایک صف میں بیٹھے - سلمان و ابوذر جیسے بے سرو سامانوں کو عمرو خزاعی اور عبد یالیل ثقفی جیسے حکمرانوں نے اپنا مقتدا تسلیم کیا۔

(فیض عام قرآن از ابتدائے زمانہ نزول)

ی- الغرض قرآن مجید کا راہ نمائے کامل ہونا ایشیا و افریقہ و یورپ میں اُسی ابتدائی عہد میں مسلم ہو گیا تھا - جب کہ قرآن پاک کا نزول ہو رہا تھا۔

(۵) قرآن مجید رحمت ہے۔

(قرآن مجید رحمت ہے)

بنی اسرائیل نے نجات کے دروازے صرف اسرائیلیوں ہی کے لئے کھولے - ہندوؤں نے صرف برہمنوں کو مکتی پانے والا اقرار دیا۔

اسی طرح ہر ایک مذہب نے نجات کے لئے ایسی ایسی قومی - اور ملکی اور نسلی خصوصیات کی قیود کا اضافہ کیا - جس سے اُس مذہب کا فیض بالکل محدود ہو گیا - قرآن مجید نے ان قیود کو توڑا - اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کا فرمان جاری کیا - (یعنی تم میں بڑا عزت والا وہی جو تقویٰ میں زیادہ ہے -)

(اسرائیلیوں اور ہندوؤں کی محدود رحمت)

AsliAhleSunnet.com

حقوق نسواں

حقوق نسواں کے حامی آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ مَا عَلَيْهِنَّ کا حکم قرآن پاک کے سوا اور کونسی کتاب نے دیا ہے۔ ترجمہ آیت یہ ہے "عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں۔ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں" ایمان سے کہو۔ کہ قرآن پاک تمام جنس اناث کیلئے کس قدر رحمت ہے۔ بلکہ زوجین کے حقوق معین کر دینے کی وجہ سے اناث و رجال دونوں کیلئے کس قدر رحمت ہے۔

حقوق انسانیت

حقوق انسانیت کی حمایت کرنے والے غور کریں۔ کہ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کا حکم قرآن پاک کے سوا کسی نے اسیرانِ جنگ کے حق میں دیا ہے۔ ترجمہ آیت یہ ہے "جب لڑنے والوں کو پکڑ لو۔ تب یا تو بطورِ احسان چھوڑ دو۔ یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

حالانکہ توراۃ میں اور وید میں جو سخت ترین احکام اسیرانِ جنگ کے لئے ہیں۔ انہیں کل دنیا خود جانتی ہے۔

اخلاق حسنہ و حرمت شراب

(۳)۔ اخلاق حسنہ کے شیدائی بتلائیں۔ کہ شراب کو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ[1] کس کتاب نے قرآن پاک کے سوا فرمایا ہے۔ اور مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ[2] کا حکم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ کے سوا اور کس نبی نے دیا۔ اور آج جنگِ عظیم کے تجربہ کے بعد امریکہ و فرانس وغیرہ ممالک شراب چھوڑنے میں کس ہادی برحق کی ہدایت پر عمل کر رہے ہیں؟

حمایت عدل و انصاف

(۴)۔ حامیان عدل و انصاف ذیل کی آیات پر تدبر کریں۔ اور انصاف سے کہیں۔ کہ عدل کی حمایت اور انصاف کے استحکام میں قرآن پاک سے بڑھ کر کس کتاب میں تاکید موجود ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى	کسی قوم سے نفرت کا ہونا تم کو ناانصافی کی جانب نہ لے جائے۔ عدل ہی کرو اسی میں تقویٰ و خدا ترسی ہے۔
(ب) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔	قوم سے یہ نفرت کہ انہوں نے تم کو خانہ کعبہ سے روک دیا تھا تم کو ان پر زیادتی کرنے کی طرف نہ لے جائے۔ تم نیکی اور تقویٰ میں ان کی بھی مدد کیا کرو۔
ج۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	اے ایمان والو حقوق کی حفاظت کرو۔ خدا لگتی گواہی دیا کرو۔ خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے خلاف یا

شہادت کی حفاظت

[1] پلید۔ شیطان کا کام ۱۲ [2] جس شے کا بڑا حصہ نشہ آور ہو اس کا قلیل حصہ بھی حرام ہے۔ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

أَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ ۔ — تمہارے والدین اور اقرباء کے بھی خلاف ہو۔

(عفو و درگزر کی اعلیٰ تعلیم)

۵ ۔ عفو و درگزر کی تعلیم دینے والے ان آیات پر غور کریں ۔ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری گال پر تھپڑ کھانا، اعلیٰ تعلیم ہے؟ یا بدی کرنے والے کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہنا اعلیٰ تعلیم ہے؟

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۔ — بدی کے بدلہ میں نیکی کرو جس سے تمہاری عداوت ہو گی۔ وہ بھی اس طریق سے تمہارا گرم جوش حامی بن جائے گا۔

(ب) وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ — تم کو لازم ہے کہ معافی دیا کرو۔ تم کو لازم ہے کہ درگزر کیا کرو۔ کیا تم خود یہ پسند نہیں کرتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا کرے۔

(بہترین تعلیم)

(۶) ۔ پاکیزہ عادات اور بہترین صفات کے شیدائی اس تعلیم کی قدر و قیمت اور وسعت کا اندازہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔ — اللہ نے فحش کی تمام اقسام کو حرام کر دیا ہے۔ خواہ وہ فحش کھلا ہو۔ یا چھپا ہو۔

(ب) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى — اللہ نے اپنے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) عدل (۲) احسان (۳) اور اہل قرابت کے ساتھ داد و دہش۔

(ج) وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ — اللہ جن کاموں سے روکتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) بدکاریاں ۔(۲) ایسے کام جن کا انکار کیا جاتا ہے۔ (۳) بغاوت ۔ یہ خدا کی نصیحت ہے۔ تا کہ یاد رکھو۔

(حکومت جمہوری)

(۷)۔ حکومت جمہوریہ کے ذرائی اور امارت شخصیہ کے منکر غور کریں۔ کہ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کا زبردست حکم اور کس کتاب نے دیا ہے" حکومت کی بابت صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ وہ باہمی شوریٰ پر ہو گی۔

(۸)۔ تمدن و آزادی و انسانیت کے ثناخوان غور کریں۔ کہ

AsliAhleSunnet.com

انسان دشمن

رَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوهَا کا حکم کس طرح دنیا کو ان لوگوں کے وجود سے پاک کرتا ہے۔ جو ننگ ملنگ۔ اور جوگی دتیاگی کے بھیس میں ہو کر انسانیت کے لئے باعث ننگ عار اور تمدن کے لئے دشمن صریح بن رہے ہیں۔

یہ جملہ احکام۔ اور ان کے اشباہ ونظائر دیگر احکام صاف طور پر واضح کرتے ہیں کہ قرآن مجید جملہ نسل انسانی کے لئے رحمت ہے۔

قرآن پاک ماننے والوں اور نہ ماننے والوں دونوں کیلئے رحمت ثابت ہوا ہے

قرآن پاک اپنے نہ ماننے والوں کے لئے بھی فیض بخش وفیض رساں ہے اور ماننے والوں کے حق میں تو وہ سراسر ہدایت۔ اور سراپا رحمت ہے۔ مبارک ہیں وہ انسان جنہوں نے قرآن کو اپنے لئے ہدایت بنایا۔ اور اسکی رحمت سے فائدہ اٹھایا ہے۔

وہ انسان مبارک ہے جو قرآن سے ہدایت لیتا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

احقر محمد سلیمان کان اللہ لہٗ

AsliAhleSunnet.com

خاتمہ

سورہ یوسفؑ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ذَالِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ - یہ غیب کی خبروں میں سے ہے۔

یہ بھی فرمایا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَعِبْرَةً لِاُولِي الْاَلْبَابِ - اہل دانش کے لئے اس میں عبرت ہے۔ ہر دو آیات سے یہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ احوال یوسف صدیق کو احوال محمدی سے گونہ مماثلت ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اور یوسف صدیق علیہ السلام کے حالات میں مماثلت

یعنی جو معاملات یوسفؑ و برادران یوسفؑ کے درمیان ہوئے۔ وہی معاملات قریش اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہونے والے ہیں۔

سورۂ یوسفؑ کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا تھا۔ اس لئے یہ سورہ مبارکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے لئے فی الواقع اِخْبَارٌ عَنِ الْغَيْبِ ہے۔ اور واضح پیشگوئی ہے۔

ہم اختصار کے ساتھ چند واقعات مماثلت کو ذیل میں قلم بند کریں گے۔

اَوَّلُ

اول

یوسف علیہ السلام کی روحانی زندگی کا آغاز خواب سے ہوا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز بھی رویائے صادقہ سے ہوا تھا۔

خواب صادقہ

صحیح بخاری باب کیف بدء الوحی میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے ہے۔

اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی

من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یرے رؤیا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔

کی ابتدا شروع شروع میں سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ جو کچھ حضور خواب میں دیکھ لیتے۔ وہی نور سحر کی طرح صبح کو آشکار ہو جاتا۔

AsliAhleSunnet.com

دوم

یوسف علیہ السلام کے خواب کو سُن کر یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے تھے۔ کہ اخوان یوسف اُن سے کید و مکر کریں گے۔

یعقوب علیہ السلام و ورقہ بن نوفل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نزول وحی کی کیفیت سُن کر پیر فرزانہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا۔

لَمْ یَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ۔ — کوئی شخص بھی وہ شے قوم کے پاس لے کر نہیں آیا جو تو لایا ہے۔ مگر یہ کہ اُس سے عداوت کی جاتی ہے۔ اسی بزرگوار کا ایک فقرہ یہ ہے۔

یَا لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ۔ — کاش وہ اُس وقت زندہ رہے جب تیری قوم تجھے نکال دے گی۔ (بخاری باب بدء الوحی)۔

سوم

اجتباء

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بتلایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو درجہ اجتباء عطا فرمائے گا۔ امت محمدیہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُسی نے تم کو اِجتبا بخشا ہے۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ درجہ اُمت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل ملا ہے۔

چہارم

علم تعلیم

یوسف علیہ السلام کو بتایا گیا تھا۔ کہ اُن کو علم تاویل الاحادیث دیا جائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ تعالےٰ نے اس طرح ظاہر کی ہے۔

وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ — نبی سب کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

پنجم

اتمام نعمت

یوسف علیہ السلام کو بتایا گیا تھا۔ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ اس سے مراد عطاء نبوت تھی۔ اور اس کے تحت میں یہ بھی اشارہ تھا۔ کہ نبوت کا جو تسلسل سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہو کر ذات گرامی یوسف علیہ السلام تک پہنچا ہے۔ وہ انہی کی ذات پر ختم ہو جاوے گا۔ چنانچہ اُن کے بعد اُن کی نسل میں پھر کسی کو نبوت نہیں ملی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں یہ اتمام نعمت بادرجہ اتم تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ — محمدؐ تم مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہے وہ تو اللہ

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ — کا رسولؐ ہے۔ اور سب انبیاء کا خاتم ہے۔

صحیحین کی حدیث اور ختم نبوت

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفقہ حدیث ہے۔

اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ — میرے کئی نام ہیں۔ (۱) میں محمدؐ ہوں۔

اَنَا اَحْمَدُ — (۲) میں احمدؐ ہوں۔

اَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یُمْحَی بِهِ الْكُفْرُ۔ — (۳) میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ کفر محو کیا گیا۔

وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ — (۴) میں حاشر ہوں قیامت کو سب لوگ میرے پیچھے اٹھینگے۔

وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ — (۵) میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہے۔ جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔

شریعت کا آغاز آدم علیہ السلام سے ہوا

اتمام نعمت کی ایک قسم یہ بھی تھی۔ کہ دین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے کمال حاصل ہوا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح نسل انسان کی ابتداء ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ہوئی ہے اسی طرح شریعت کا آغاز بھی انہی کی ذات سے ہوتا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ فطرت انسان ہی بالطبع متقاضی شریعت ہے۔ شریعت مجموعہ امر و نہی کا نام ہے۔ مختصر یا مفصل ہونا اس کلیہ میں کچھ تفاوت نہیں پیدا کرتا۔

امر و نہی نوح علیہ السلام

غور کرو۔ کہ آدم علیہ السلام کے لئے جنت میں بھی امر و نہی موجود تھے۔ یعنی جنت کے

AsliAhleSunnet.com

سب میوہجات کو کھا سکتا۔ اور ایک درخت خاص سے دور رہنا۔ نوح علیہ السلام پر دم مسفوح حرام ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام اور احکام عشرہ

اسی طرح ترقی ہوتے ہوتے ایک دن وہ ہوا کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو احکام عشرہ ملے۔ اور ان کے بعد شریعت کے دیگر احکام بھی وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔

داؤد علیہ السلام اور ابواب مناجات

ان کے بعد داؤد علیہ السلام پر ابواب مناجات و دعا کھولے گئے۔ اور ان کے بعد مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو محاسن اخلاق کی تعلیم کے لئے مثال اور نظائر کے طریقہ کا استعمال سکھایا گیا۔ اور بالآخر نزول قرآن مجید کا آغاز ہوا۔ ۲۳ سال تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ اور آخر میں یہ فرمان واجب الاذعان شایع کر دیا گیا۔

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ" وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اتمام نعمت و تکمیل دین

آج تم پر میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ آج میں نے اپنی نعمت بھرپور تم کو دے دی۔ میری خوشنودی یہی ہے۔ کہ یہی اسلام تمہارا دین ہو۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام پر بھی نعمت کا اتمام ہوا۔ وہ ان کی اپنی نسل میں تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اتمام نعمت ہوا۔ اور یہ کل دنیا کے لئے تھا۔

ششم

قتل و قید۔ اور طرح ارض

حضرت یوسف کے قتل اور طرح ارض کے مشورے ہوئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی ایسا ہی مشورہ ہوا۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط (انفال ع۴)۔

"جب کافر تیرے خلاف چھپ چھپ کر تدبیریں کرتے تھے۔ کہ تجھے قید کریں۔ یا قتل کریں۔ یا ملک بدر کریں۔"

یوسف علیہ السلام کے خلاف، بھائی شامل مشورہ تھے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کرنے میں قریش کے ۱۴ سردار شامل تھے۔ ان میں سے گیارہ تو جنگ بدر میں بحال تباہ ہلاک ہوئے۔ اور تین کو امن ملا وہ سب اسلام کی پناہ میں داخل ہو گئے۔

دار الندوہ کا انجام

وہ دار الندوہ جہاں یہ ناپاک مشورت کی گئی تھی۔ آج صحن کعبہ میں حنفی مصلی کے نام سے

AsliAhleSunnet.com

موسوم ہے۔ جہاں شب و روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا۔ اور حضور کے دین کی اشاعت کی جاتی ہے۔

ہفتم

جب در غار

یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ظلم سے غیابت الجب (کوئیں کی تہ میں) ٹھہرنا پڑا تھا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے ظلم سے غار ثور کی تہ میں پناہ گیر ہوئے تھے۔

ہشتم

قافلہ سیارہ کو جب یوسف علیہ السلام یکایک مل گئے تھے۔ تو انہوں نے اس پر بہت بہت اظہارِ مسرت کیا تھا۔

قافلہ مدنا نیاں و قافلہ انصاریاں

اوس و خزرج کا قافلہ بھی جب بمقام عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرانوار سے مشرف ہوا تھا۔ تو انہوں نے بھی اس شرفِ خداداد کے ملنے پر نہایت شکر و امتنان کا اظہار کیا تھا۔

نہم

حسن یوسفی۔ و جمال محمدی

یوسف علیہ السلام کے حسن کا اندازہ کرنے کیلئے یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک باجمال و ذو مال عورت نے اُن سے خود درخواست کی۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے براعت جمال کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ جیسی خاتون نے جو صاحب مال بھی تھی۔ اور صاحبِ جمال بھی۔ جو بہت سے سرداروں کی درخواست ازدواج کو رد کرچکی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خود التجا کی تھی۔

دہم

تہمت

یوسف علیہ السلام پر امراۃ العزیز نے ارادہ بد کی تہمت لگائی۔ اور دشمنان دین نے نبی

AsliAhleSunnet.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کو جو زید رض کی زن مطلقہ سے تھا۔ مطعون ٹھہرایا۔

یازدہم

یوسف علیہ السلام کے خواب کا مذکور قرآن پاک میں ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دو خوابوں کا ذکر اس پاک کتاب میں فرمایا گیا ہے۔

(نبی کریم کے خواب)

الف۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔

ب۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ۔

دوازدہم

(وعظ زندانی)

یوسف علیہ السلام کے وعظ زندانی کو دیکھو۔ کہ اثبات توحید اور رد شرک کے متعلق کیسے زبردست دلائل کا استعمال کیا گیا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مواعظ پاک بھی ایسے ہی واضح۔ دل نشین اور کامل ہوا کرتے تھے۔ سورہ جن کا رکوع ۲ ملاحظہ ہو۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا کہدے۔ میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

(تعلیم محمد مصطفیٰ)

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ کہدے۔ میں تمہارے نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں۔

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ کہدے۔ مجھے اللہ کے سوا اور کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور مجھے اُس کے سوا اور کوئی بھی پناہ کی جگہ نہیں ملتی۔

الف۔ جو خواب ہم نے تجھے دکھایا تھا۔ وہ لوگوں کے لئے ایک آزمائش تھا۔

ب۔ خدا نے اپنے رسول کا خواب راستی کے ساتھ سچا کر دکھایا۔ جو یہ تھا۔ کہ تم انشاء اللہ ضرور مسجد الحرام میں امن اطمینان کے ساتھ داخل ہوگے۔ تم کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ تمہارے سر منڈے ہونگے۔ یا بال کٹے ہوئے۔

AsliAhleSunnet.com

سیزدہم

مصر پر حکومت یوسف ع۔ مصر پر حکومت غلام محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ملک مصر کی حکمرانی عطا فرمائی تھی۔

وہی ملک مصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ راشد عمر فاروق کے تحت فرمان آیا تھا۔ جن کے حسن انتظام سے تمام ملک میں اسلام پھیل گیا تھا۔

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حجاز۔ نجد یمن۔ حضر موت۔ تحت حکومت اسلام تھے۔ بحرین خراج گزار تھا۔ شام و حبش میں حضور کا کلمہ پڑھا جاتا تھا۔ اور اسم ستودہ کا اعلان ہر تکبیر و اذان میں کیا جاتا تھا۔

قصور قیصر و کنوز کسریٰ کی فتح

حضور نے اپنے خلفائے کو مغانم کثیرہ کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ اور اللہ تعالے نے کنوز کسریٰ۔ اور قصور قیصر کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں سپرد کر دی تھیں۔ دین کو تمکنت اور امن عامہ کو استحکام۔ اور توحید خالص کو نفاذ تام حاصل ہو گیا تھا۔

دین مبین اپنے جمال دلفریب کے ساتھ جلوہ افروز عالم تھا۔

چاردہم

حضرت یوسف کے بعد برادران یوسف قحط شدید میں مبتلا ہوئے تھے۔

قحط مکہ و قحط مصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت از مکہ معظمہ کے بعد بھی قریش ایسے قحط سخت میں گرفتار ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے ایسا قحط شدید کبھی سنا بھی نہ تھا۔ اللہ تعالے نے پہلے سے بطور پیشگوئی فرما دیا تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔	اللہ ان کو عذاب نہ دے گا۔ جب تک کہ خدا کا رسول ان میں ہے۔

پانزدہم

درخواست رحم از برادران

برادران یوسف علیہ السلام کو یوسف صدیق ع کے سامنے ذلیل ہو کر درخواست ترحم کرنی پڑی

AsliAhleSunnet.com

تھی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں بھی ابوسفیان اموی نے منجانب قوم خود حاضر ہو کر زاری و خواری کے ساتھ رحم کی التجا کی تھی۔ اور حضور کی دعا سے قحط رفع ہوا تھا۔

شانزدہم

قوم کے لئے غلہ فراہم کرنا

یوسف علیہ السلام نے پیداوار مصر کا غلہ بھائیوں کو دلایا تھا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم ثمامہ بن اثال حاکم نجد کو حکم بھیج کر مکہ میں غلہ بھجوایا تھا۔

ہفدہم

الزامات کا دور ہونا

یوسف علیہ السلام پر جو الزامات خاندان عزیز مصر نے لگائے تھے۔ یا بھائیوں نے جن مصائب کا آماج صدیق علیہ السلام کو بنایا تھا۔ اُن سب کا خاتمہ اس وقت ہوا۔ جب حضور مصر کی وزارت عظمےٰ کے تخت پر شاہانہ اقتدار سے رونق افروز ہوئے تھے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بھی جو الزامات قریش نے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت چسپاں کئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن سب کو بھی فتح مکہ کے بعد معدوم فرما دیا تھا۔

ہژدہم

برادران یوسف اور قبیلہ بنو سعد بن بکر

یوسف صدیق کے سامنے اُن کے دس بھائیوں نے مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ کہا تھا۔ اور تَصَدَّقْ عَلَیْنَا کے الفاظ میں درخواست کی تھی۔

اور نبی صلعم کی خدمت میں جنگ حنین کے بعد جب قبیلہ بنو سعد بن بکر نے اسیران جنگ کے لئے رحم کی درخواست کی تھی (اسی قبیلہ میں حضور نے

AsliAhleSunnet.com

ایام رضاع پورے کئے تھے) تب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہزار زن و مرد کو آزاد فرما دیا۔ اور اُن کو زادِ راہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔

نوزدہم

لاتثریب علیکم

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کے مژدہ سے خورسند فرمایا تھا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جملہ معاندین و مخالفین کو (جنہوں نے بیسیوں مسلمانوں کو قتل کیا۔ سینکڑوں کو ستایا۔ اور اُن کا گھر بار چھین کر اُن کو آوارہ بنایا تھا)۔ از راہ کمال رحمت وعفو یہی آیت تلاوت فرماکر اُن کو حیات تازہ کی تہنیت سے شادکام فرمایا تھا۔

بستم

برادرانِ یوسف علیہ السلام بالآخر اپنے جملہ اہل وعیال کو لے کر مصر میں یوسف صدیق علیہ السلام کے پاس جا آباد ہوئے تھے۔

مصر اور مدینہ میں ہجرت خاندان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں بھی قریش اور جملہ قبائل عدنان نے مکہ سے نکل کر مدینہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

بست ویکم

یوسف صدیق نے اپنے وعظ میں یعقوب و اسحٰق و ابراہیم علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق فرمائی تھی۔

تصدیق

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد یوسف صدیق کے فرزند عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق فرمائی تھی۔ اور مجمع عام میں مشرف بایمان تازہ ہوئے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

یہ بزرگوار وہ تھے۔ جن کو یہودیان حجاز سیدنا و ابن سیدنا مولانا و ابن مولانا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ انہی کی صفت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ (وہ شخص جس کے پاس توراۃ کا علم ہے)۔

بست و دوم

خالہ اور دائی کی عزت بمنزلہ والدہ

یوسف صدیق کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ تاہم انہوں نے اپنی خالہ کا جو اہلیہ یعقوب علیہ السلام بھی ہیں۔ اتنا ہی ادب و احترام کیا۔ جتنا کہ حقیقی والدہ کا کرنا چاہیئے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کریمہ کا انتقال بھی اُس وقت ہو گیا تھا جب حضور کی عمر ۶ سال کی تھی۔ مائی اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور کو گود میں کھلایا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی کمال عزت فرماتے۔ اور اُن کو اُمّی بَعْدَ اُمّی فرمایا کرتے تھے (ماں کے بعد یہ ماں ہے)۔

بست و سوم

[illegible]

یوسف صدیق کے دل صداقت منزل پر دولت و اقبال دُنیوی اور حکومت شہی کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ وہ اس حکمرانی و فرمانروائی کے عالم میں بھی تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ہی زبان پر جاری رکھتے تھے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختار فرما دیا تھا۔ کہ خواہ قیام دنیا کو پسند فرمائیں۔ یا سفر آخرت منظور کریں۔ لیکن حضور نے (فداہ ابی و امی) اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی ہی کو ورد زبان بنایا۔ اور اسی وصال سے فائز مرام ہونے کو دنیا و مافیہا سے ارفع و اعلیٰ قرار دیا۔

اللہ اکبر۔ یہ لغوت جلال اور محامد کمال صرف انبیاء کرام ہی میں پائے جاتے ہیں۔ جن کا ہر ایک فعل ہر ایک قول غور کرنے والے کے لئے ایک نور اور ہدایت ہے۔

ہم لوگ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و بارک وسلم کی پاک تعلیم کے موافق اللہ تعالےٰ کے ہر ایک نبی پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنے آقا کو ہادی و منجی و داعی الی الحق۔ رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین۔ اور سید المرسلین جانتے ہیں۔ اور ختم کتاب سے بیشتر اس کلمہ شہادت سے اپنے دل و زبان کو پاک اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

درود بر محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ ۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

آخری گذارش

یہ تفسیر مکہ معظمہ میں جہاں سورہ مبارکہ کا نزول ہوا تھا ۔ بتوفیق الٰہی لکھی گئی ۔ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو ختم ہوئی ۔ خاتمہ بوقت واپسی جہاز موسومہ جدہ میں ۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ کو لکھا گیا ۔

ناظرین کرام سے اُمید ہے ۔ کہ غلطی و لغزش کو معاف فرمائیں گے ۔ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ بھی میری لغزشوں کو معاف فرمائے ۔

دوران تفسیر میں اگر کوئی لفظ یا فقرہ ایسا لکھا گیا ہے ۔ جو اللہ عزوجل کی مراد اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کے موافق نہیں ۔ میں خود اُس سے بیزاری کا اعتراف کرتا اور رجوع الی اللہ کرتا ہوں ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۔

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ فَاِنَّهٗ يُبْدٰى بِهِ الذِّكْرُ الْجَمِيْلُ وَيُخْتَمُ ۔

خاکسار

راجی شفاعت و غفران قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری خلف مولوی حاجی قاضی احمد شاہ صاحب مرحوم مغفور

AsliAhleSunnet.com

باب ذکر المشاہیر

جن ابرار کرام کے نام سورہ یوسف کی تفسیر کے دوران میں آ گئے ہیں۔ اُن کی مختصر یادداشت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ ناظرین فی الجملہ اُن کے احوال سے اطلاع حاصل کر سکیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

ان کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معد بن عدنان میں جا کر شامل ہوتا ہے ربیع ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا۔ اور جمعہ ۱۲ ربیع الاوّل ۲۴۱ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ مسئلہ خلق قرآن کی بابت سخت امتحان دینا پڑا۔ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ ان کے شاگرد ہیں۔ اور یہ امام شافعیؒ کے تلامیذِ خاص میں سے ہیں۔

احمد بن یحییٰ ثعلب

ابو العباس۔ امام لغت تھے۔ ان کی کتاب معانی القرآن نہایت مشہور ہے۔ تفسیر کشاف میں اُس سے بہت استفادہ کیا گیا ہے ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور شنبہ ۱۷ جمادی الاوّل ۲۹۱ھ کو بغداد میں وفات پائی۔

انس رضی اللہ عنہ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ الانصاری الخزرجی دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ ۱۰۰ سے زیادہ بیٹے پوتے دیکھے۔ بصرہ میں ۹۱ھ کو وفات پائی۔

ایاس بن معاویہ

تابعین میں سے ہیں۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو قاضی بصرہ مقرر کیا تھا۔ ان کے فیصلجات ان کی حیات ہی میں مدوّن کر لئے گئے تھے۔ ۱۲۲ھ کو بعمر ۷۶ سال وفات پائی۔

بریرہ رضی اللہ عنہا

یہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ کی لونڈی تھیں۔ اُس کا شوہر مُغیث تھا۔ جو تو سلیع کا غلام تھا۔ بریرہ آزاد ہو گئی۔ تو اُس نے نکاح مُغیث میں رہنے سے آزادی کو پسند کیا۔

عبد الملک اُموی کا (جو خاندان بنو اُمیہ کا مشہور بادشاہ ہے) بیان ہے۔ کہ مجھے بریرہ نے کہا تھا۔ کہ تجھ میں قابلیت سلطنت نظر آتی ہے۔ اگر تو بادشاہ ہو گیا۔ تو خون ریزی سے اجتناب کرنا۔

AsliAhleSunnet.com

اللہ اکبر۔ اہل بیت پاک کی لونڈیوں میں بھی کتنی فراست صادقہ اور بصیرت حقہ کی استعداد تھی۔

زُبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھیرے بھائی۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد۔ یکے از عشرہ مبشرہ ہیں۔

پنجشنبہ ۱ر جمادی الاول ۳۶ھ کو شہید ہوئے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُنکے قاتل کو منجانب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کی بشارت پہنچائی۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

لوگ اِن کو ابتدا ابن زید بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا کرتے۔ جب آیت اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ کا نزول ہوا تب زید بن حارثہ صحیح پتہ سے معروف ہوئے۔ یہ ام ایمن (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آیا) کے شوہر ہیں۔ اور اُسامہ (حِبِّ رسول) کے والد ہیں۔ غزوہ مُوتہ کے اولین سردار یہی تھے۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اُن کی ماتحتی میں تھے۔ ان کی لاش کو دیکھا گیا۔ تو (۹۰) زخم سامنے کی طرف تھے غزوہ مُوتہ ۸ھ میں شہید ہوئے۔ ان کے فضائل میں سے اعلیٰ خصوصیت یہ ہے۔ کہ مُومنین امت محمدیہ میں سے صرف ان ہی کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ لخم بن عدی سے ہیں۔ بدر و حدیبیہ میں شامل تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو بطور سفارت مصر بھیجا تھا۔ ۳۰ھ کو بعمر ۶۵ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ

سبط النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نصف رمضان ۳ھ کو پیدا ہوئے ۳۹ھ میں از زہر سے شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ میں سیدہ بتول زہرا علیہا السلام کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی فضائل و محاسن نہایت مشہور ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ سبط النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵ر شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے۔
۱۰ر محرم ۶۱ھ یوم الجمعہ میدان طف میں شہید ہوئے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

AsliAhleSunnet.com

ہر دو شہزادوں کے مفصل حالات رحمۃ للعالمین ج ۲ میں درج ہیں۔ میں نے سال و تاریخ وفات میں یہ قطعہ لکھا ہے۔

حسین آن زبدۂ آل محمدؐ بزیر ظل احمدؐ شد مباہی
ہمہ کرب و بلا برداشت از صبر شہادت یافت در یادِ الٰہی ۶۱ھ

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

سید الانصار تھے۔ اور قبیلہ اوس کے مسلمہ سردار۔ غزوہ خندق سے ایک ماہ بعد شہید ہوئے۔ بنو قریظہ نے انہی کو ثالث مقرر کیا تھا۔ انہوں نے وہ فیصلہ دیا۔ جو فیصلہ آسمانی کے مطابق تھا۔ اِهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ ان کی صفت ہے یعنی رحمٰن کا عرش اُن کیلئے جھوما۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

امام۔ مجتہد تھے۔ ثور بن عبد مناۃ کی نسل سے ہیں امام الحدیث سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ کہ میری آنکھ نے سفیان سے بڑھ کر علم و تقویٰ میں کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

سلطنت کی طرف سے ان کو قاضی القضاۃ بنایا جاتا تھا۔ اور ان کو حکومت سے نفرت تھی۔ اس لئے مخفی رہ کر زندگی بسر کی۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ

شریح بن الحارث۔ ابو امیہ۔ کبار تابعین سے ہیں۔ ایام جاہلیت بھی دیکھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو قاضی کوفہ مقرر کیا تھا۔ جہاں ۷۵ سال تک قاضی رہے۔ ۷۸ھ میں بعمر یک صد سال وفات پائی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ

سب سے پہلے اسلام لائے۔ یار غار کے معزز لقب سے ملقب ہوئے۔ سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ کے لقب سے پکارے گئے۔ دو سال ۳ ماہ کی خلافت کے بعد شب جمعہ ۷ رجمادی الآخر ۱۳ھ کو بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے اصلی نام عبداللہ بن عثمان (ابو قحافہ) ہے۔

AsliAhleSunnet.com

قفال مروزی رحمۃ اللہ علیہ

عبد اللہ بن احمد۔ بن عبد اللہ الفقیہ الشافعی۔ ابوبکر کنیت ہے پہلے قفل سازی میں نام پایا۔ پھر ۳۰ سال کی عمر میں علم کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور امام کہلائے۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۴۱۷ھ کو بمقام سجستان وفات پائی۔ امام الحرمین کے والد شیخ ابو محمد جوینی ان کے شاگرد ہیں۔ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں ان کی تفسیر سے بہت کچھ لیا ہے۔

عبادہ بن الصامت الانصاری رضی اللہ عنہ

بزرگ صحابہ اور نقبائے محمدیہ میں سے ہیں۔ مقام عقبہ کی ہر سہ بیعت ہائے میں حاضر تھے۔ یہ جامع کمالات ہیں۔ فاضل۔ معلم۔ قاضی۔ فاتح تھے۔

عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ

انصاری۔ فقیہ۔ ابو عیسیٰ کنیت۔ مشہور بزرگ۔ تابعین سے ہیں۔ عثمان ذوالنورین۔ مولیٰ علی مرتضیٰ۔ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں شعبی و مجاہد وغیرہ نے اِن سے روایت کی ہے۔ ۸۱ھ میں وفات پائی۔

امیر المومنین سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ

چار واسطہ سے عبد مناف کو جا ملتے ہیں۔ جو تین واسطہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے نواسے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دختران کے یکے بعد دیگرے شوہر ہیں۔ یکم محرم ۲۴ھ کو خلیفہ ہوئے۔ اور ۱۷ ذی الحجہ ۳۵ھ یوم الجمعہ کو اپنے گھر میں محصور رہ کر۔ بحالت صوم و تلاوتِ قرآن مجید شہید ہوئے۔ اُسوقت ۸۲ سال عمر تھی۔

عثمان بن جنی

ابو الفتح۔ لغت کے امام۔ ابو علی فارسی کے شاگرد تھے۔ متنبی ان کی فہم و ذکار کا مداح تھا۔ ۳۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۲۸ صفر ۳۹۲ھ کو وفات پائی۔ ان کی کتاب الخصائص ہمارے پاس ہے۔

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچیرے بھائی۔ نبوت کا پہلا دن تھا۔ کہ دس سال کی عمر میں اسلام لائے۔

AsliAhleSunnet.com

یوم الجمعہ ۱۷ ذی الحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ ہوئے۔ چار سال ۹ ماہ کی خلافت کے بعد یوم الجمعہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو بعمر ۶۳ سال مسجد کوفہ میں زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ سیدہ زہرا بتول علیہ السلام کے شوہر۔ ابو الحسنین۔ اور خیر اہلبیت ہیں۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

علی بن احمد بن حزم الاندلسی۔ ابو محمد۔ ان کی تصنیف سے اسی ہزار ورق خود قلم لکھے ہوئے پائے گئے۔ اُن کے والد سلطنت اُندلس کے وزیر تھے۔ اوّل شافعی المذہب تھے۔ پھر ظاہری المذہب ہوئے۔ ولادت چار شنبہ سلخ رمضان ۳۸۴ھ وفات شنبہ دوم رمضان ۴۵۶ھ مشہور کتاب اَلفِصَل انہی کی تصنیف سے ہے جو بغایت نافع ہے۔

خازن رحمۃ اللہ علیہ

علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی۔ الصوفی۔ علاء الدین۔ تفسیر خازن کے مصنف ہیں۔ یہ تفسیر معالم بغوی کا خلاصہ بحذف اسناد ہے۔ مؤلف نے احادیث صحیحہ کے حوالہ ایزاد کر دینے سے اس تفسیر کو معالم سے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ چار شنبہ رمضان ۷۲۵ھ کو تفسیر سے فارغ ہوئے۔ ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آٹھ واسطے سے ان کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل ہو جاتا ہے ابو حفص کنیت۔ ۸ جمادی الاُخری ۱۳ھ کو خلیفہ ہوئے۔ شب چار شنبہ ۳۰ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مسجد نبوی میں بحالت نماز صبح مجروح ہو کر شہید ہوئے دس سال ۶ ماہ ۵ دن خلافت کی۔

خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ

فضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر التمیمی الطالقانی ابو علی کنیت سمرقند یا ابورد میں پیدا ہوئے کوفہ میں تکمیل حدیث کی۔ پھر مکہ معظمہ میں رہے۔ اور اُسی جگہ محرم ۱۸۷ھ میں جاں بحق ہوئے۔ امام عبد اللہ بن مبارک اور امام ابو علی الرازی وغیرہ ائمہ حدیث نے ان کی بہت مدح کی ہے۔ قدوہ صوفیان چشت ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ قاسم بن سلام۔ ابو عُبید۔ حدیث و فقہ اور تفسیر میں امام ہیں۔ فن غریب الحدیث میں سب سے پہلے انہوں نے الگ تصنیف کی۔

ان کی تصانیف ۲۰ و ۳۰ کتابوں کے درمیان ملتی ہیں۔ عبداللہ بن طاہر ان کو ۱۰ ہزار درہم ماہوار کا وظیفہ دیا کرتا تاکہ فراغِ خاطر سے تصنیف میں مشغول رہیں۔ امام اسحٰق بن راہویہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم کو ابو عُبید کی ضرورت ہے۔ اُسے ہماری ضرورت نہیں۔ وہ ہم سے زیادہ وسیع العلم ہیں۔ ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۲۴ھ مدینہ طیبہ میں مدفون ہوئے۔

کعب بن سور اُزدی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضؓ نے ان کو قاضی بصرہ مقرر کیا تھا یوم الجمل میں فریقین کو سمجھاتے ہوئے قبل از جنگ تیر ناگہانی سے شہید ہوئے۔

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یکے از ائمہ اربعہ ۱۵۰ھ کو بمقام غزہ پیدا ہوئے۔ دو سال کے تھے جب مکہ معظمہ میں آئے۔ ۱۹۵ھ کو بغداد میں آئے۔ دو سال ٹھہرے۔ پھر مکہ معظمہ آئے۔ پھر ۱۹۸ھ میں بغداد آئے۔ اور ایک ماہ ٹھہرے۔ پھر ۱۹۹ھ کو مصر گئے۔ اور آخر وفات تک وہاں ہی رہے۔ وفات یوم الجمعہ ۲۰۴ھ کو ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد۔ اور مجتہد مطلق ہیں۔

جملہ ائمہ حدیث و فقہ و اصول و نحو و لغت کا اُن کی ثقاہت و امانت و عدالت و زہد و ورع و نزاہت ذات و عفت نفس و حسن سیرت و علو قدر و جود و سخا پر اتفاق ہے۔

ابو ثور رح کا قول ہے۔ آج اگر کوئی یہ کہے۔ کہ اُس نے کوئی شخص علم و فصاحت اور معرفت و ثبات میں مثل شافعی رح دیکھا ہے۔ تو اُسے جھوٹا سمجھو۔

محمد بن جریر الطبری رح محمد بن جریر بن یزید بن خالد الطبری۔ ابو جعفر۔ تفسیر و تاریخ اور حدیث و فقہ میں امام تھے۔ ۲۲۴ھ کو آمل طبرستان میں پیدا ہوئے۔ یوم السبت ۲۶ شوال ۳۱۰ھ کو بغداد میں وفات پائی۔

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الصحیح الجامع کے مصنف ہیں۔ ۱۶ سال میں ۶ لاکھ احادیث میں سے انتخاب

AsliAhleSunnet.com

کر کے اس کتاب کو تیار کیا۔ صدق (یوم الجمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ) میں پیدا ہوئے اور نور (یوم الفطر ۲۵۶ھ) میں وفات پائی۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن مسلم القرشی الزہری۔ ابن شہاب۔ اعلام تابعین سے ہیں۔ دس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا۔ ۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷ رمضان ۱۲۴ھ کو وفات پائی۔

سیدنا محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ

ابو القاسم محمد۔ سیدنا علی المرتضیٰ کے فرزند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام خولہ ہے شیخ ابو اسحاق شیرازی ؒ نے ان کو بذیل فقہا شمار کیا ہے۔

ولادت ۲۱ھ وفات یکم محرم ۸۱ھ طائف میں مدفون ہیں۔ فرقہ کیسانیہ کا اعتقاد ہے۔ کہ علی مرتضیٰ کے بعد یہی امام اہل بیت ہوئے۔ ان کے بعد ہاشم عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابن عباس رضی اللہ عنہ کیسانیہ کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ جبل رضوی میں مختفی ہیں۔ اور وہی مہدی آخر الزمان ہیں۔

فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التیمی البکری۔ علم نحو۔ وطب وفقہ۔ اصول منطق میں تصانیف عدیدہ و مفیدہ کے مصنف ہیں تفسیر کبیر انہی کی تصنیف ہے۔ ان کا سلسلہ شاگردی ۸ واسطہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جا ملتا ہے۔

عربی و فارسی میں قادر الکلام تھے۔ ولادت ۲۵ رمضان ۵۴۴ھ وفات یوم عید الفطر ۶۰۶ھ ہرات میں مدفون ہیں۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

محمود بن سبکتگین۔ شب عاشورا ۳۶۱ھ کو پیدا ہوئے۔ ۲۱ صفر ۴۲۱ھ کو وفات پائی

یمین الدولہ۔ امین الامۃ۔ لقب ہے۔ سلطان غزنی۔ فاتح ہند۔ ان کا دربار مرجع فضلاء و علماء تھا۔ قفال مروزی اس کے دربار کے شیخ الاسلام تھے۔ نہایت مشہور بادشاہوں میں سے ہیں متقی و پرہیزگار متبع سنت تھے۔

AsliAhleSunnet.com

علامہ محمود زمخشری

تفسیر کشاف کے مصنف ہیں۔ معتزلی المذہب۔ ان کی تصنیف لغت و معانی و ادب کے لحاظ سے اس قدر مفید ہے۔ کہ اس تفسیر کے بعد جس قدر تفاسیر لکھی گئیں۔ سب نے علوم بالا میں اُس سے استفادہ اُٹھایا ہے۔ اِن کی رائے و فہم کو عقائد میں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ نحو و لغت۔ فقہ۔ و تفسیر میں نہایت مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ولادت چہارشنبہ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ وفات شب عرفہ ۵۳۸ھ۔

مرثد رضی اللہ عنہ

مرثد بن ابی المرثد الغنوی۔ باپ بیٹا دونوں مہاجر اور بدری ہیں سیّدنا امیر حمزہ کے حلیف۔ مرثد رضی اللہ عنہ سریہ رجیع میں شہید ہوئے۔

مسلمہ بن مخلّد رضی اللہ عنہ

انصاری ہیں۔ وفات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ۱۴ سال کے تھے۔ شجعانِ عرب میں سے ۱۶ سال تک مصر و افریقہ کے حاکم واحد رہے۔

مجاہد رح کا قول ہے۔ کہ یہ نہایت صحیح قرآن مجید پڑھنے والے تھے۔ مساجد مصر میں سب سے پہلے انہی نے مینار تعمیر کر دیئے تھے۔ ۶۲ھ میں وفات پائی۔

مسلم بن الحجاج صاحب الصحیح رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کے لئے حجاز و عراق اور شام و مصر میں سفر کئے۔ اور موجود کتاب کو تین لاکھ احادیث میں سے منتخب کر کے جمع کیا۔ ۲۵ رجب ۲۶۱ھ کو نیشاپور میں بعمر ۵۵ سال انتقال کیا۔

مقداد بن الاسود الزہری رضی اللہ عنہ

یہ ولادت کے اعتبار سے مقداد بن عمرو بن مالک البہراوی (من قضاعہ) ہیں۔ وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پوتے اسود نے ان کو متبنٰے بنا لیا تھا۔ اس لئے بن الاسود مشہور ہو گئے تھے۔ اظہار اسلام میں ساتویں شخص ہیں۔ بدر اور جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی تھے۔ ان کا شمار فضلاء و نجباء و کبار الخیار صحابہ میں ہے۔ ۳۳ھ میں بعمر ۷۰ سال ملک مصر میں وفات پائی۔ لاش مدینہ منوّرہ میں لائی گئی۔ عثمان ذو النّورین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

AsliAhleSunnet.com

فراء نحوی

یحییٰ بن زیاد الاسلمی الدیلمی ۔ ابو زکریا ۔ کوفہ میں پیدا ہوئے ۔ بغداد میں قیام کیا ۔ سنہ ۲۰۷ھ میں براہ مکہ معظمہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ۔

امام لغت ثعلب کا قول ہے ۔ کہ اگر فراء نہ ہوتا ۔ تو عربیت جاتی رہتی ۔ امام الفقہ محمد بن حسن رح ان کے خالہ زاد بھائی تھے ۔۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ط ۔۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

احقر محمد سلیمان عفی عنہ

AsliAhleSunnet.com

پروفیسر محمد ابوزھرہ کی شہرہ آفاق کتابوں کے تراجم

حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح

ترجمہ سید رئیس احمد ندوی ★ مقدمہ : مولانا غلام رسول مہر

تنقیح و تحقیق و اضافہ : مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

ساتویں صدی ھجری کے مجدد اسلام امام ابن تیمیہ رح جن کی شخصیت ائمہ متاخرین میں بہت ممتاز ہے یہ کتاب انھی علامہ موصوف کی سوانح حیات ہے جس میں ان کی زندگی کے ہر گوشے کو خوب خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف کی محنت و کاوش نے اس میں سینکڑوں تاریخی حقائق اور تحقیقی مباحث ایسے سمودیے ھیں جو صرف اردو ھی میں نہیں بلکہ کسی اور زبان میں بھی آپ کو یکجا نہیں مل سکیں گے

سائز بڑا صفحات ۹۰۸ کاغذ کتابت ' طباعت اعلی قیمت مجلد ــ/۲۱

حیات امام احمد بن حنبل رح

ترجمہ : سید رئیس احمد ندوی ★ تعلیقات و حواشی: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

امام صاحب کے حالات پر اردو میں مفصل ترین کتاب ہے جس میں ان کے زندہ جاوید کارناموں پر مشتمل سوانح حیات ' مامونی دور استبداد کے ان پر مظالم اور ان کی استقامت اور فقہ حنبلی کی بہ ہر حیثیت جامعیت وغیرہ اہم مباحث کی تفصیل ہے پھر جو خلا رہ گیا تھا اسے حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے محققانہ حواشی نے پورا کردیا ہے ـ

کتابت طباعت عمدہ کاغذ اعلی صفحات ۵۰۸ سائز بڑا قیمت مجلد ــ/۱۰

حیات حضرت امام ابو حنیفہ رح

ترجمہ: مولانا غلام احمد حریری ایم۔اے۔ تنقیح ' تحقیق ' تعلیق: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

امام موصوف کی سوانح حیات پر مفصل ترین پہلی کتاب ہے ' جس میں آپ کے زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے نیز ذاتی اوصاف و کمالات ' تجارت ' تعلیم و تعلم شیوخ و اساتذہ ' افکار و آراء ، فقہ ہائے سابق میں حنفی فقہ کا مقام ' حنفی مذہب کا نشو و ارتقا اور آپ کی عملی زندگی کا دلاویز مرقع ہے۔ کتاب کے بعض مباحث جو تشنہ رہ گئے تھے انہیں حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے تحقیقی حواشی سے بہت حد تک پورا کر دیا گیا ہے۔

سائز بڑا صفحات ۷۰۸ کتابت طباعت عمدہ کاغذ اعلی قیمت مجلد ۱۵/ روپے

المکتبۃ الرحمانیۃ ۱۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

AsliAhleSunnet.com